تزکرہ

جواھر زواھر

حصّہ اوّل

یعنی

مخطوطات فارسی - جواہر میوزیم - اٹاوہ (یو۔پی)

|| بانی ||

ڈاکٹر مولوی بشیر الدین احمد صاحب مرحوم و مغفور

مرتبہ

محمدؐ ابرار حسین فاروقی

ایم۔ اے (علیگ)

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

918

تذکرہ جواہر زواہر

جلد اوّل

یعنی

جواہر میوزیم اٹاوہ کے صرف ایک سو بیاسی ۱۸۲ فارسی مخطوطات

کا

تشریحی و تفصیلی تذکرہ

مرتبہ

محمد ابرار حسین فاروقی

جوائنٹ سکریٹری

جواہر میوزیم و اسلامیہ انٹرمیڈیٹ کالج

اٹاوہ

۱۳۷۸ھ

۱۹۵۹ء

قیمت مجلد دس روپے علاوہ محصول ڈاک

طبع اول (۵۰۰)

Marfat.com

تذکرہ جواہر زواہر

137456

نذر

به روح پرفتوح ـ منبع العلوم والسعادة ـ مخزن الحكمة والسياسة ـ فخر آل الرسول ـ فلذة كبد البتول ـ انوار عين الزهراء ـ ضياء الملة البيضاء ـ فخر الملة والدين ـ امام الهند والمسلمين ناصح المتعلمين ـ دليل المعلمين ـ قدوة الفضلاء ـ زعيم العلماء ـ زينة الوزراء ـ فريد الدهر فقيد العصر ـ المغفور له **حضرت مولانا ابو الکلام سید احمد آزاد طاب اللہ ثراہ** و جعل الجنة مثواه ـ جس ذات ستودہ صفات کی علم پرور توجہ اور فیاضانہ اعانت نے بروقت دستگیری فرما کر ان قیمتی "جواہر زواہر" کو ـ جو نیم جاں ہو کر اپنی فیض بخش حیات سے مایوس ہو چکے تھے ـ نہ صرف حیات تازہ و نو بخشی ـ بلکہ ان جواہر پاروں کی اس سرگزشت الموسوم بہ

تذکرہ جواہر زواہر

کو اپنے مطالعے سے سرفراز فرما کر اس کو منظر عام پر لانے کے قابل بنایا ـ ابو العتاہیہ رحمۃ اللہ کی اس نشید کے ساتھ:

ولم تک تصلح الا لہ   ولم یک یصلح الا لہا

بطور نذر پیش کرتا ہوں ـ اللہم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

ناچیز
محمد ابرار حسین فاروقی عفی اللہ عنہ

Marfat.com

"تذکرہ جواہر زواہر"

جواہر میوزیم

اٹاوہ

جلد اول

فہرست مندرجات

تمہید

۱۔ دیباچہ مرتب (الف تا ف)
۲۔ پیش لفظ (تعارف) ص تا ق
۳۔ فہرست مخطوطات باعتبار فنون بہ قید صفحات س تا خ
۴۔ تذکرہ مخطوطات فارسی (جواہر زواہر) معہ ضمیمہ تذکرہ ف
۵۔ اسماء مصنفین باعتبار حروف تہجی بہ قید صفحات [illegible]۵۶ تا ۲۶[illegible]
۶۔ اسماء کتب باعتبار حروف تہجی بہ قید صفحات ۲۶۱ تا [illegible]۷۰

Marfat.com

تذکرہ جواہر زواہر

دیباچہ

ھذا الکتاب بفضل اللہ ذی الکرم　　انشأت سحراً یصید الجن والنسم
فاللہ نوّر اعیان الکرام بہ　　ما لاح حرفٌ علی القرطاس من قلم

(حضرت امیر خسروؒ)

(ترجمہ :- خدائے کریم کے فضل سے یہ وہ کتاب میں نے جادو بھری لکھی ہے جو جن وانس دونوں کو فریفتہ کرے گی

اللہ تبارک تعالیٰ ان تمام بزرگان مطالعہ کنندگان کی آنکھوں کو اس وقت تک روشن رکھے جب تک کہ قلم سے کاغذ پر حرف ظاہر ہے (یعنی تا قیام قیامت۔)

تمہید اس مختصر لیکن جامع منظوم حمد کے بعد میں نفسِ تذکرہ کے متعلق کچھ لکھنے سے پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اٹاوہ کی اپنی پنج سالہ مصروف زندگی سے بھی ناظرین کو روشناس کردوں تاکہ اس "تذکرہ جواہر زواہر" کے پس منظر سے قارئین تذکرہ کو پوری پوری آگاہی ہو جائے۔

میں اپنے قدیم کرم فرما محترمی و مشفقی جناب عبدالمجید خواجہ صاحب بیرسٹرایٹ لا رئیس علی گڑھ و آنریری سکریٹری و منیجر اسلامیہ انٹر کالج اٹاوہ کے ایماء پر جنوری سنہ ۱۹۵۲ء میں اٹاوہ اس لیے گیا تاکہ میں کالج کے جملہ شعبوں کو دیکھ کر زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ کے اندر مکمل رپورٹ جس میں نہ صرف تمام شعبوں کا جائزہ ہو بلکہ ان کے لیے اصلاحی تجاویز بھی ہوں۔ پیش کردوں چنانچہ میں نے اس کی تکمیل کی اور اٹاوہ کالج کے جملہ شعبہ جات درسی و غیر درسی کو ۱۸-۱۹ جنوری سنہ ۱۹۵۲ء کو سرسری مگر تفصیلاً دیکھا اور ان کے متعلق دو علیحدہ علیحدہ رپورٹیں پیش کیں ایک کالج کے متعلق اور دوسری اس میوزیم کے متعلق جس کا نام "کریسی میوزیم" تھا۔ اس میوزیم کی کتابیں وغیرہ چند الماریوں اور صندوقوں میں محفوظ کر کے کالج کے دو اوپری کمروں میں رکھدی گئی تھیں۔ خواجہ صاحب ممدوح نے دونوں رپورٹیں

Marfat.com

پوری توجہ سے پڑھیں اور ان پر غور کیا۔ آخر کار اپنے بعض احباب ذی اختصاص سے مشورہ کے بعد مجھے جوائنٹ سکریٹری کی خدمت پر مامور کرکے حکم دیا کہ میں نہ صرف کالج کے انتظامی امور کو ہاتھ میں لے کر اپنے تیس سالہ تعلیمی تجربہ سے کالج کے لئے خیر و بہبود کی تدابیر کروں بلکہ میوزیم کو بھی صحیح معنوں میں میوزیم بناؤں۔ کیونکہ انھیں یہ معلوم تھا کہ مجھے بہرحال ان علمی ذخیروں کا بھی عملی تجربہ ہے جو اس زمانہ میں میوزیم کے نام سے معروف ہیں۔ غرض کہ میں نے یکم فروری ۱۹۵۴ء کو کالج پہنچکر اپنی خدمت کا جائزہ لیا اور اپنی پیش کردہ رپورٹ کے اعتبار سے اصلاحی تدابیر کے لئے قدم اٹھایا۔

کالج کے مختصر حالات

خواجہ صاحب کو ۱۹۵۳ء میں ٹرسٹیوں کی مجلس عام نے آنریری سکریٹری و منیجر کالج منتخب کیا۔ اس وقت کالج میں ایک طرف پرنسپل اور اساتذہ میں باہم چپقلش تھی جس سے تعلیمی کام متاثر ہونا ضروری تھا اور قدرتاً طلبا بھی اس مسموم اثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے تھے۔ دوسری طرف کئی مہینے سے اساتذہ کو تنخواہ نہ ملنے سے پریشانی تھی۔ یہ سب باتیں ایسی تھیں کہ ان سے نہ صرف کالج کی کارکردگی پر برا اثر پڑ رہا تھا بلکہ اس کی سابقہ شہرت و خدمت پر بھی ایک بدنما داغ تھا۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے مینیجنگ کمیٹی کے چند ارکان پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا تاکہ وہ معاملات کی پوری تحقیقات کرکے ایک مفصل رپورٹ پیش کرے جس سے ان خرابیوں کا ازالہ اور ارتفاع ہو جو کچھ عرصہ سے کالج میں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ممدوح نے اصحاب خیر سے مالی امداد کی اپیل کرکے معقول امداد بھی حاصل فرمائی جس سے نہ صرف اساتذہ کو تنخواہیں ادا کی گئیں بلکہ وہ ضروری قرضہ بھی ادا کیا گیا جو بعض ناگزیر وجوہ سے کالج پر ہو گیا تھا۔ ان حالات میں مجھے وہاں بحیثیت جوائنٹ سکریٹری کے مامور کیا گیا۔ ان پر قابو پانا جبکہ کمیشن مصروف تحقیقات تھا نہ صرف ایک دشوار گزار مسئلہ تھا۔ بلکہ ایسی حالت میں کوئی اصلاحی قدم اٹھانا بھی ممکن نہیں تھا۔ بہرحال تحقیقات مکمل ہوئی اور رپورٹ مینیجنگ کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر منظوری اس پر عملدرآمد کیا گیا۔ اور اس طرح سے کالج کی مکدر فضا میں سکون کا دور دورہ ہوا اور کام بخوش اسلوبی ہونے لگا۔ کالج کے مالیہ کی طرف بھی حسب تقاضاء وقت توجہ دی گئی جو کسی حد تک قابل مشکور ہوئی اور وہ انتظامی و مالی خلفشار جس نے کالج کی کارکردگی کو ایک حد تک مفلوج کر دیا تھا دور ہوا۔ اس سلسلہ میں مسلسل کئی سال تک جو محنت میں کر سکا اس کی تفصیل خودستائی کے مترادف ہے۔ لہذا اس تمام تفصیل کو اپنے محترم حضرت خواجہ صاحب آنریری سکریٹری و منیجر کالج کے لفظوں میں لکھے دیتا ہوں جو ممدوح نے اپنی رپورٹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۵۶ء میں درج فرمائے اور جس کو ممدوح الصدر نے اسی تاریخ کے جلسہ مجلس منتظمہ منعقدہ علی گڑھ میں پیش فرمایا۔

Marfat.com

"آخر میں میرا فرض ہے کہ میں اپنے جوائنٹ سکریٹری مولانا محمد ابراہیم صاحب فاروقی۔ ایم۔ اے۔ کی جن کا نام اس سے پہلے میں نے بار بار لیا ہے۔ ان تھک کوششوں کو۔ جو نہ صرف کالج کی مادی اور معنوی اصلاح کے متعلق انھوں نے کیں بلکہ میوزیم کی جدید تنظیم میں انہی کا ہاتھ ہے۔ دل سے سراہوں خاص طور پر اس لئے اور بھی کہ انھوں نے کوئی کام بغیر میرے مشورہ یا میری ہدایت کے نہیں کیا۔ اور نہایت اطاعت گزاری اور فرض شناسی سے میرا ہاتھ بٹایا اور میری مشکلات کا حتی الامکان ارتفاع کیا۔"

ناظرین اس مختصر تر تصریح سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ مجھے ان پیچ در پیچ مشکلات پر غلبہ پانے اور کالج و میوزیم کی فلاح اور بہبود کے لئے کیا کچھ نہیں کرنا پڑا ہوگا۔ جس کے لئے حضرت محترمی خواجہ صاحب آنریری سکریٹری و منیجر کالج کی متذکرہ بالا رپورٹ شاہد عادل ہے۔ جو اگرچہ مختصر و مجمل ہے لیکن بہرحال ضروری باتیں اس میں سموئی ہوئی ہیں۔

میوزیم کا نام اور اس کی مختصر تاریخ

خان بہادر ڈاکٹر بشیر الدین احمد صاحب مرحوم و مغفور نے ایک طرف اسلامیہ اسکول کی بنیاد ڈالی۔ جو اب اسلامیہ انٹرمیڈیٹ کالج ہے اور دوسری طرف قدیم قلمی کتابوں کی فراہمی کی طرف بھی توجہ کی۔ جو علمی خاندانوں کے لاقیمت ذخیرے تھے اور جو افراد خاندان کے جہل کی قربان گاہ پر نثار ہو رہے تھے۔ کتنے یہ لاقیمت خزانے ضائع ہو گئے۔ ان کی تفصیلات بے محل ہیں۔ اگر صرف اس بات پر تحقیقات کی جائے کہ ہندوستان کے علمی گھرانوں کے کتنے بے بہا ذخیرے نذر آتش و آب ہوئے۔ یا یورپ کے قدر دانوں نے کوڑیوں مول خرید کر اور اپنی ذاتی و قومی الماریوں کو مزین کر کے لاقیمت خزانوں سے اپنے ملک کو معمور کیا تو معلوم نہیں کتنی مجلدات اس افسوسناک تاریخ کی تیار ہو جائیں۔ اور اس کی تیاری میں کتنا زمانہ گذر جائے۔ پھر بھی یہ تاریخی اور ثقافتی موضوع ناقص ہی رہے گا۔ بہرحال خان بہادر صاحب مرحوم کے سامنے یہی واقعات تھے جنھوں نے اپنی بساط بھر ان خزانوں کی حفاظت کے لئے قدم اٹھایا۔ اور میں یہ کہوں گا کہ وہ اپنی زندگی میں اپنے اس مشن میں بھی اسی قدر کامیاب ہوئے جس قدر کہ وہ تعلیمی مشن میں کامیاب ہوئے۔ غفر اللہ لہ ولنا۔

Marfat.com

فلسفہ کا ایک مسئلہ ہے کہ "کسی کام کی ابتدا مشکل ہے مگر اس کا دوام آسان ہے"۔ یہی وہ کلیہ ہے جس میں استثنا کو دخل نہیں ہے۔ ابتدائی مشکلات اسقدر متنوع ہوتی ہیں کہ جن پر غلبہ پانا اسی انسان کا کام ہے جو نہ ناکامیوں سے مایوس ہوتا ہے اور نہ مایوسیوں سے مغلوب۔ بلکہ اس کے برعکس یہ مایوسیاں اور ناکامیاں اس کی سعی اور کاوش میں معاون ہوتی ہیں۔ چنانچہ خان بہادر صاحب مرحوم نے غالباً سنہ ۱۹۱۰ء میں اس کا آغاز کیا وہ بھی اس طرح سے کہ پہلے اپنے چند احباب و اعزہ سے کچھ قلمی کتابیں لے کر ان کو اسکول کی لائبریری میں محفوظ کیا۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً اسی طرح سے نہ صرف کتابیں بلکہ پرانے فرامین اور خوش خطی کی بہترین قدیم وصلیاں حاصل کر کے اضافہ فرماتے رہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ مرحوم کے پاس نہ تو اس کے لئے سرمایہ تھا کہ وہ ایسی کتابیں خرید کر رکھتے اور نہ اس کے لئے کوئی سرمایہ دار معاون تھا جو اس مسئلہ میں ان کا ہاتھ بٹاتا۔ بہر حال کسی حد تک جب ذخیرہ قابل اعتنا ہو گیا تو انھوں نے اس کو اسکول کی لائبریری سے علیحدہ کر کے اسکول ہی کی عمارت کے ایک کمرہ میں منتقل کر دیا اور غالباً سنہ ۱۹۱۱ء یا سنہ ۱۹۱۲ء میں اس وقت کے کلکٹر اٹاوہ مسٹر ایچ۔ کے۔ گریسی۔ بی۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس کے نام سے اسکو موسوم کر کے اس کا نام "گریسی میوزیم" رکھا جو وقت کا تقاضہ تھا۔

ایسے جن احباب و اعزہ سے مرحوم نے کتابیں حاصل کیں ان کے تفصیلی نام افسوس ہے کہ میوزیم میں محفوظ نہیں ہیں۔ البتہ بعض بعض کتابوں پر عطیہ دینے والوں کے نام یا ان کی مہریں ہیں۔ سنہ ۱۹۵۲ء میں مارہرہ (ضلع ایٹہ۔ یوپی) کے ایک رئیس سید محمد موسیٰ صاحب خلف حافظ سید عبد الجلیل صاحب مرحوم و مغفور نے کافی بڑا اور اچھا ذخیرہ کتب مطبوعات و مخطوطات عطا کیا اس میں کل کتابوں کی تعداد (۱۷۰۹) تھی جن میں (۱۵۹۸) مطبوعات اور (۱۱۱) قلمی نادر کتب تھیں۔ سنہ ۱۹۵۵ء میں میرے ایک عزیز قریب ایم رشید احمد صاحب صدیقی پنشنر سشن جج حیدر آباد (دکن) نے بزمانہ مختصر قیام حیدر آباد میری درخواست پر اپنے والد بزرگوار حضرت قبلہ مرحوم و مغفور مولوی مسعود علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ (پنشنر سشن جج حیدر آباد دکن) کا مطبوعہ و مخطوط ذخیرہ میوزیم کو عطا کیا۔ اس میں اردو۔ انگریزی۔ عربی اور فارسی کی بہترین کتابیں تھیں گو مینیجنگ کمیٹی نے ان کے عطیہ کا شکریہ ادا کر دیا ہے لیکن میرا بھی فریضہ ہے کہ میں بھی موصوف کا شکریہ ادا کروں۔۔ یہ میوزیم کے ذخیرہ میں گویا آخری اضافہ ہے جس میں کل کتابیں تقریباً ایک ہزار ہیں۔ ان میں ایک سو سے زیادہ مخطوطات ہیں —— اگر اسی طرح سے کوشش جاری رکھی جائے تو کتب کا بطور عطیہ ملنا کچھ زیادہ دشوار نہیں ہے کیونکہ ملک میں ابھی کافی ذخیرہ کتب ایسے گھرانوں میں ہے جو دینا چاہتے ہیں بشرطیکہ ان کو یہ کامل یقین ہو جائے اور دلا دیا جائے کہ معطی کے نام کتب خانہ رہے گا اور اس کی

Marfat.com

پوری پوری حفاظت کی جائے گی۔ اس ضمانت حفاظت پر مجھے یقین ہے کہ یہ نادر کتابیں مل جائیں گی اس قیمتی کتب خانہ کے لئے جس کو درسگاہ کی لائبریری سے علیحدہ کر دیا گیا تھا کچھ الماریاں وغیرہ مہیا کی گئیں اور کتابوں کو مجلد کرا یا اور محفوظ کر دیا گیا اور درسگاہ کے ایک عربی مدرس مولوی سید محمد مشتاق صاحب کو اس کی نگرانی سپرد کی گئی جنہوں نے کافی محنت اور کاوش سے ان کتابوں کی ایک فہرست باعتبار موضوع تیار کرلی لیکن پھر بھی بہت سی کتابیں غیر مجلد اور بوسیدہ صندوقوں میں بند رہیں جن میں بہت سی وہ مطبوعات بھی تھیں جن کی دستیابی کا امکان اب بہت کم ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے جو کچھ اس کے لئے۔ باوجود محدود ذرائع کے محنت کی وہ یقیناً قابل تحسین ہے۔ کتابوں کے ناموں کی جو فہرست انھوں نے تیار کی وہ اگرچہ تشریح کے ساتھ جدید انداز پر نہیں تھی لیکن جدید انداز پر لانے کا کام ضرور نسبتاً آسان ہو گیا۔

جواھر میوزیم کا نام اور اس کی جدید تنظیم

میں اس سے قبل اس رپورٹ کا ذکر کر چکا ہوں جس میں میوزیم کی جدید تنظیم کے متعلق چند ضروری اور مفید تجاویز بھی تھیں۔ چنانچہ میں نے جائزہ لینے کے بعد اولاً کالج کے ضروری انتظامی امور سے نسبتاً فراغت حاصل کر کے میوزیم کی طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے تو میں نے کافی وقت کتب کے بالاستیعاب مطالعہ میں صرف کیا۔ اس کے بعد مولوی صاحب موصوف کی مدد سے کسی حد تک اس محدود جگہ میں ان کو فن وار تقسیم کیا اور یہ دیکھا کہ ان میں نوادرات کتنی ہیں۔ بہرحال یہ محنت بھی اس وقت تک بے نتیجہ رہی جب تک کہ میوزیم کے لئے کوئی موزوں جگہ متعین نہ ہوئی۔ چنانچہ ۱۹۵۵ء میں جب خواجہ صاحب آنریری سکریٹری کی سعی بلیغ سے مبلغ دس ہزار روپیہ کی دوسری گرانٹ ہند سرکار نے مرحمت فرمائی اس وقت میوزیم کے مسئلہ پر خصوصی توجہ کی گئی۔ جناب خواجہ صاحب آنریری سکریٹری نے بعد مشورہ عالی جناب مولانا آزاد رحمتہ اللہ علیہ میٹنگ کمیٹی میں یہ رزولیوشن پیش فرمایا کہ میوزیم کا موجودہ نام بدل کر اس کا نام ہر دلعزیز وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو جی کے نام نامی و اسم گرامی پر "جواہر میوزیم" رکھا جائے چنانچہ یہ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی اور میوزیم کا نام بدل دیا گیا۔ جواہر کا خزانہ "جواھر" ہی سے موسوم ہونا چاہیئے تھا۔ بہرحال اس تبدیلی کے بعد جگہ کی تبدیلی پر غور کیا گیا۔ چنانچہ "نیول ہوسٹل" کا وہ بڑا اور وسیع ہال جو ابتک ایک تیل کے دکاندار کو کرایہ پر دے دیا گیا تھا میری تحریک اور تجویز پر اس خزانہ کے لئے موزوں قرار پایا۔ دکاندار سے وہ ہال خالی کرایا گیا اور رقم کثیر صرف کر کے نہ صرف اس کی درستی کرائی گئی کیونکہ تیل کے گودام بننے سے اس کی حالت انتہائی اسقیم ہو گئی تھی۔ بلکہ میوزیم کے لحاظ سے اس میں ضروری ترمیم بھی کرائی گئی اور اس کو کسی نہ کسی طرح میوزیم کے قابل بنایا گیا۔ مہینوں کے بعد

Marfat.com

جب قابل اطمینان درستی ہوگئی تو اس خزانہ کتب کو معہ الماریوں وغیرہ کے منتقل کیا گیا۔ کتب خانہ کے دوسری جگہ منتقلی پر اس کو دوبارہ منظم و مرتب کرنے کی محنت و کاوش کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو ایسے کاموں سے سابقہ رہا ہے۔ بہرحال اس منتقلی اور جدید تنظیم کے بعد اب دو ضرورتیں۔ جو اس وسیع جگہ کے لئے ضروری تھیں۔ اہم تھیں۔ اول ایک ٹائپ رائٹنگ مشین اور چند لوہے کی الماریاں۔ دوسرے برقی روشنی کا معقول انتظام۔ ٹائپ رائٹر مشین اور چند لوہے کی الماریاں تو اس رقم عطیہ سرکار ہند سے خرید لی گئیں جو دوبارہ ملی لیکن برقی روشنی کے لئے میں نے اپنے ایک دوست کے ذریعہ حافظ حلیم صاحب مرحوم ملک التجار کانپور کے صاحبزادہ ایم۔ ایم بشیر صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے والد صاحب مرحوم کے بنوائے ہوئے کالج ہوسٹل الموسوم بہ حلیم ہوسٹل کی اس ضرورت کو اپنی مالی امداد سے پورا کریں تاکہ اس رقم سے اس پورے حصہ میں بجلی کا انتظام کیا جا سکے۔ موصوف نے ازراہ کرم اس کام کے لئے سات سو روپے عنایت کئے جس سے بحمداللہ روشنی کا خاطر خواہ انتظام ہو گیا۔ سرکار ہند کے عطیہ کی رقم سے چار لوہے کی الماریاں ایک ٹائپ رائٹر اور کچھ شوکیس خریدے گئے اور کچھ پرانی شوکیسوں کی مرمت کرائی گئی۔ کتابوں کی پالش کا انتظام کیا گیا۔ اور کچھ کتابوں کی جلدیں بندھوائی گئیں۔ کچھ پرانی تصویروں اور بعض فرامین کو فریم کرایا گیا۔ اسی سلسلہ میں ان مطبوعات کے رکھنے کا بھی انتظام کیا گیا جو کہ میوزیم کی ملکیت ہیں۔ ان کے لئے اسی ہال کے برابر کے ایک کمرے میں چوبی تختے دیوار میں جڑوا کر ان کو کھلی الماریوں کی شکل دے دی گئی اور ان میں وہ کتابیں محفوظ کر دی گئیں۔ میوزیم کے لئے بورڈنگ ہاؤس کا یہ وسیع ہال معہ نیچے اوپر کے چار دالانوں کمروں کے کالج سے پچپن ۵۵ روپے ماہوار کرایہ پر لیا گیا۔ اس کے علاوہ مولوی سید محمد مشتاق صاحب کو تیس ۳۰ روپے ماہوار کی ایک حقیر رقم میوزیم کی نگرانی کے لئے بطور الاونس دی گئی اور ایک فراش بھی اس جگہ اور کتابوں کی صفائی کے لئے تیس ۳۰ روپے ماہوار پر رکھا گیا۔ اس متوالی (Recurring) خرچ کو بھی اسی گرانٹ کی رقم سے پورا کیا گیا۔ لیکن چونکہ یہ غیر متوالی (Non recurring) گرانٹ تھی اس لئے آئندہ کی امید پر ان اخراجات کو جنکی ماہوار میزان متفرق اخراجات از قسم روشنی وغیرہ ملا کر ایک سو بیس ۱۲۰ روپے یا اس سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ جاری رکھا گیا اور گرانٹ ختم ہونے کے بعد قرض سے کام چلایا گیا۔

اسی عرصہ میں اس کی بقا اور بہبود کے لئے اتر پردیش سرکار سے بھی مستقل امداد کی درخواست کی گئی تاکہ اس کی بقا اور بہبود کی ضمانت ہو جائے چنانچہ حکومت اتر پردیش نے مسٹر ناگر ڈائرکٹر سررشتہ میوزیم کو اس کے معائنہ اور رپورٹ کے لئے بھیجا۔ موصوف نے کرم فرمایا اور یہاں آ کر دو روز قیام فرما کر اس کا تفصیلی معائنہ کیا اور اس کے ذخیرہ اور تنظیم پر بے حد مسرت کا اظہار فرمایا جیسا کہ ان کی معائنہ رپورٹ سے ظاہر ہے۔ اور امید دلائی کہ حکومت ایسے بہترین ادارے اور ذخیرہ

کی بقا اور بہبود کے لئے ضرور مدد کرے گی۔ انھوں نے واپس جا کر معہ اپنی تجویز کے رپورٹ گورنمنٹ میں پیش کر دی۔ میں نے اس سلسلہ میں لکھنؤ جا کر موصوف سے ملاقات کی اور نتیجہ کے متعلق دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ آپ کی درخواست اور میری تجویز گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ میں نے اس کے بعد بعض ارباب حکومت سے بھی ملاقات کر کے گفتگو کی اور درخواست پر زبانی توجہ دلائی۔ بہرحال کچھ عرصہ کے بعد اس تمام دوڑ دھوپ کا افسوس ہے نتیجہ مایوس کن نکلا اور حکومت نے صرف ایک ہزار روپیہ سے نوازا جس کو مجلس منتظمہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ اور اس کو چند ضروری کاموں پر صرف کر کے حسب دستور "یوٹیلائزیشن" سرٹیفکیٹ مرتب کر کے حکومت کو پیش کر دیا۔

چونکہ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد قلمدان وزارت تعلیمات و ثقافت کو سرکار ہند نے تقسیم کر دیا تھا اور اس کی دو علیحدہ علیحدہ وزارتیں کر دی تھیں۔ اس لئے جناب خواجہ صاحب نے مزید امداد کی درخواست وزیر ثقافت عالی جناب پروفیسر ہمایوں کبیر صاحب کی خدمت میں مولانا مرحوم کی توجہات خصوصی کے حوالہ سے بھیجی۔ اس کے جواب میں وزارت تعلیمات سے بہ سرعت زا ہدایت آئی کہ سابقہ عطیہ دس ہزار کا حساب باضابطہ آڈٹ کرا کر بھیج دیا جائے تو پانچ ہزار کی گراں قدر مزید رقم دے دی جائے گی۔ وہ روپیہ نہ صرف ہو چکا تھا بلکہ اب میوزیم پر ماہانہ اخراجات کی وجہ سے قرض بھی تھا۔ حساب تیار تھا فوراً اس کو باضابطہ آڈٹ کرا کر معہ مطلوبہ سرٹیفکیٹ اور آڈیٹر رپورٹ کے پیش کر دیا گیا۔ وہ حساب منظور ہوا اور پانچ ہزار روپیہ کی خطیر رقم ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء کو وصول ہو گئی۔ چنانچہ خواجہ صاحب نے فوراً حکم دے دیا کہ سب سے پہلے حسب تجویز منظورہ مینیجنگ کمیٹی "کیٹلاگ" (Catalogue) (جلد اول) کی طباعت ہونی چاہئے تاکہ یہ بند خزانہ منظر عام پر آ جائے۔ کیٹلاگ کی پہلی جلد ایک حد تک تیار تھی۔ مختلف مطابع علی گڑھ و دہلی سے تخمینہ جات لئے گئے۔ جناب خواجہ صاحب نے جید پریس دہلی کے تخمینہ کو منظور فرمایا اور کتابت و طباعت کے کام کو شروع کر دیا گیا۔ اس مزید اہم اور ذمہ دارانہ کام کی تفصیلات آئندہ اوراق میں دی جائیں گی۔

میوزیم کی تشریحی فہرست کی تدوین اور اس کی طباعت کا کام۔

میوزیم کی تنظیم میں اس تمام ذخیرہ کی ایک تشریحی فہرست کی تدوین و ترتیب ایک اہم عنصر ہے۔ اس سے دو فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ اس تمام ذخیرہ کی بقا کی ضمانت ہو جاتی ہے۔ دوسرے تشنگان علم کے لئے ان پورے ذخیرہ کی تصویر سامنے آ جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے کتابوں اور فرامین

Marfat.com

وغیرہ کو نئی عمارت میں کسی حد تک ترتیب سے رکھوا کر فہرست کی تدوین کی طرف توجہ کی۔ سب سے پہلے فارسی اور عربی کے مخطوطات کو علیحدہ علیحدہ کر کے نئے شو کیسیز میں رکھوایا۔ اس کے بعد فارسی مخطوطات کو فنون وار علیحدہ علیحدہ کر کے یہ طے کیا کہ سب سے پہلے فارسی مخطوطات کے چند اہم فنون کی فہرست مرتب ہو جانی چاہیے تاکہ فارسی داں طبقہ اس سے بآسانی مستفید ہو سکے۔

چونکہ میں نے موجودہ زمانہ کے طریق ترتیب یعنی "ڈیوی سسٹم" (Dewey System) کو زیادہ آسان سمجھا لہذا اسی طریقہ کو اپنے کام کے لئے منتخب کیا جس کا اصول یہ ہے کہ ہر فن کے نمبر مخصوص ہیں جو "صفر" سے شروع ہوتے ہیں مثلاً متفرقات کے (...) "تین صفر" اس کے بعد فنون کے نمبر علیحدہ علیحدہ (۱۰۰) سے (۰۰ ۱) تک ہوتے ہیں۔ ذیلی فنون میں حسب تعداد ذیلی فنون اسی میں دہائی اور اعشاریہ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح سے جملہ فنون اور ان کے ذیلی قسموں کو نمبروں اور اعشاریہ سے مزین کر دیا جاتا ہے۔ تشریحی فہرست کا جس کو کہ آجکل کی اصطلاح میں کیٹلاگ کہتے ہیں اصولاً آغاز اسی نمبر سے ہوتا ہے جو پہلی جلد میں آتا ہے۔ لیکن میں نے حسب ضرورت اس میں اس قدر تبدیلی کر دی کہ پہلی جلد میں۔ فنون "تصوف" "سیرت و تذکرہ" "تاریخ اسلام" اور تاریخ ہند" کی تشریحات کو مناسب سمجھا۔ حالانکہ پہلی جلد (...) سے شروع ہونی چاہیے تھی۔ بہرحال اس تبدیلی سے صرف جلد کا فرق ہو گیا ورنہ فنون کے نمبروں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اس جلد میں ان چاروں فنون کے (۱۶۲) مخطوطات کی تشریح ہے۔ جو لوگ تشریح کے مالہ و ماعلیہ سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایک کتاب کی تشریح کے لئے۔ اس کی ضخامت اور موضوع کے اعتبار سے اس کے مطالعہ میں کتنا وقت درکار ہوتا ہے بالخصوص اس صورت میں جبکہ وہ قلمی کتاب بدخط اور بد املا بھی ہو یا پرانے شکستہ آمیز خط میں وہ مخطوطہ لکھا ہو۔ کسی کتاب کی تشریح اور اس پر تبصرہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں ہے جب تک اس کو بالاستیعاب نہ پڑھا جائے اور حوالہ جات کو نہ دیکھا جائے۔ اس کے ساتھ اس کی ندرت اور اہمیت پر بھی نظر رکھنی ضروری ہوتی ہے۔ کسی کتاب کی ندرت اور اہمیت کا حصر چار خصوصی عناصر پر ہوتا ہے۔ (اول) موضوع کتاب دوئم قدامت تصنیف۔ سوئم خطاطی اور طلاکاری وغیرہ اور چہارم قدامت کتابت۔ یہی چار اعتبارات ایسے ہیں جو کتاب کے مرتبہ کو قائم کرتے ہیں۔ اگر کسی کتاب میں یہ چاروں خصوصیات ہیں تو کتاب یقیناً لاقیمت ہوتی ہے۔ لیکن اب جبکہ ایسی کتابیں طبع ہو کر منظر عام پر آرہی ہیں اس لئے ایسا اب تقریباً دشوار ہے بہرحال ان چاروں میں سے جو خصوصیت بھی کسی کتاب میں موجود ہو وہ کتاب کی ندرت کے لئے کافی ہے۔ میں نے انھیں اعتبارات کو ملحوظ رکھ کر مندرجہ بالا چاروں فنون کی کتابوں کی تشریحات لکھی ہیں اور بعض پر نقد و تبصرہ بھی کیا ہے۔ بہرحال میں نے پہلی جلد رات دن کی محنت کے بعد چھ مہینے میں تیار

Marfat.com

گرانی جو فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے اب تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی کُلُّ اَمرٍ مَرھُونٌ باَوقاتِھا۔ اب عالی جناب پروفیسر ہمایوں کبیر صاحب کی دنیز گورنمنٹ آف انڈیا کی کرم گستری اور حضرت خواجہ صاحب کے حکم سے اس کی طباعت کا وقت آگیا۔ چنانچہ اس وقت وہ زیر طبع ہے اور امید ہے کہ اگر کام کی یہی رفتار اور صاحب مطبع کی یہی امداد رہی تو ایک ماہ میں یہ ضخیم اور مفید جلد طبع ہو جائے گا۔

چونکہ یہ کتاب لیتھو میں طبع ہو رہی ہے لہذا اس موقع پر اس کی دقتوں کا بیان کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا تمام انجمنوں میں خواجہ صاحب نے "جید برقی پریس" دہلی اور یونیورسٹی پرنٹرز علی گڑھ کے تخمینے منظور کئے۔ اور ان دونوں کو کام دیدیا گیا کچھ دنوں سے کاغذ کی دستیابی میں کافی دشواری ہوگئی ہے۔ نہ صرف قیمت بڑھ گئی ہے بلکہ حسب پسند کاغذ کا ملنا بھی دشوار ہو گیا ہے۔ بہرحال صاحب مطبع کی توجہ اور امداد سے اس مشکل پر بھی قابو پا لیا گیا ہے۔ گرانی کا مرض لا علاج ہے۔ لہذا اس کو مجبوراً برداشت کرنا پڑا۔ اب پروف کا پڑھنا اور اس کی صحت یہ مسئلہ بھی محنت چاہتا ہے ٹائپ کی طباعت میں صرف "پروف" کی اصلاح کر دینی کافی ہوتی ہے لیکن لیتھو میں دوہری محنت پڑتی ہے۔ یعنی پہلے تو کاپیاں پڑھی جائیں اور تصحیح کی جائیں صحیح ہو جانے کے بعد پھر نظر ثانی کی جائے اس کے بعد وہ پریس میں جائیں اور پھر اس کے چھپے ہوئے پروف کو پڑھ کر ان کی صحت کی جائے لیکن باوجود ان تمام محنتوں اور احتیاطوں کے کتاب غلطی سے محفوظ نہیں رہتی ہے۔ خدا جانے اردو کی حد تک اس ملک کی تصانیف کو اس لیتھو گردی سے کب نجات ملے گی۔ درحالیکہ دنیا کے تمام ملکوں نے اس ترقی یافتہ زمانہ میں طباعت میں بھی ترقی کی ہے اور بجائے لیتھو کے ٹائپ اختیار کر لیا ہے اس سے نہ ایرانی مستثنیٰ ہیں نہ عرب کا کوئی ملک۔ حتیٰ کہ افغانستان نے بھی ٹائپ ہی کو زبان کی ترقی کے لئے ضروری سمجھا لیکن ہندوستان کا اردو داں اور اردو نواز طبقہ خدا جانے اس ترقی کو کیوں غیر ضروری سمجھتا ہے اور لیتھو کا شیدائی ہے اردو کے انحطاط کا یہ سب سے بڑا سبب ہے۔ انحطاط اس لئے کہ باوجود اپنی ہمہ گیری اور عمومی مقبولیت کے دنیا کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں کا ساتھ دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور پھر شکایت دوسروں سے ہے کہ باوجود اردو دانی کے اردو دشمنی پر تلے ہوئے ہیں۔ اس مسئلہ پر رہنمایان اردو کو جلد سے جلد غور کرنا چاہئے۔ اور اس گتھی کو سلجھا کر کم از کم اردو کی ترقی میں جو میرے نزدیک سب سے بڑا روڑا ہے اس کو دور کرنا چاہئے کاپیوں اور پروف کی مکمل تصحیح کے بعد بھی غلطیوں کا ازالہ نہیں ہوتا ہے بلکہ ان کا خیال دل میں کھٹکتا رہتا ہے اور آخر میں جب دیکھا جاتا ہے کہ غلطیاں رہ گئی ہیں تو سوائے اس کے کہ دوسری غلطی یہ کی جائے۔ جیسا کہ دستور ہے کہ "صحت و غلط نامہ" آخر میں لگایا جائے اور کوئی راستہ نہیں رہتا۔ لیکن میری رائے میں یہ اس سے زیادہ غلط راستہ ہے جس میں کتاب پڑھنے

Marfat.com

والے کو مبتلا کیا جاتا ہے۔

میوزیم میں علاوہ فرامین وغیرہ کے مخطوطات کی تخمینی تعداد

علاوہ فرامین و وصلیوں وغیرہ کے میوزیم میں قیمتی کتب عربی و فارسی، کی تعداد تخمیناً دو ہزار ہے۔ تخمیناً اس لئے کہ ابھی بہت سے پریشان اوراق کے ڈھیر ایسے موجود ہیں جن کو کتابی شکل میں لانا ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جو کتابیں مجلد ہو چکی ہیں ان سب کی ابھی تک (classification) فنون واری تقسیم) بھی نہیں ہوئی ہے۔ اس پہلی جلد کی تکمیل کے بعد اس کام کو کرنے کا خیال تھا۔ کیونکہ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ کتب خانہ کی حفاظت کے لئے جہاں اور تدابیر ضروری ہیں وہاں تشریحی فہرستوں کی تدوین بھی ضروری ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی مجلد کیوں نہ ہو جائیں۔ ان فہرستوں کے علاوہ فرامین اور خطاطی کے اعلیٰ۔ اوسط اور ادنیٰ نمونوں کی تشریحی فہرست کی جلد ان سب سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔ غرضکہ تمام مجلدات کی تدوین وطباعت اور کتابوں پر نمبر اندازی اور ان کو لوہے کی الماریوں میں محفوظ کرنے کا انتظام یہ ایسے کام نہیں ہیں جو چند دنوں یا چند مہینوں میں تکمیل پا جائیں بلکہ اس کے لئے سالہا سال کی میعاد بھی کم ہے۔ اس کے علاوہ محض فارسی و عربی داں اس کام کو کر دے۔ میری رائے میں اس کا امکان کم ہے۔ اس میں نہ صرف غیر معمولی محنت وکاوش۔ علمی ذوق۔ کام سے دلچسپی اور تشریح نگاری میں مہارت کی ضرورت ہے بلکہ انگریزی یا دیگر مغربی زبانوں سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بطور خود ستائی نہیں ہے بلکہ ذاتی تجربہ کا نتیجہ ہے میرے لئے ایسی تشریحی فہرست کی تدوین کا یہ پہلا اتفاق نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے۔ اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے تو میں یہ کہنے میں ذرا تامل نہ کروں گا کہ حیدر آباد کے محکمہ تعلیمات سے پنشن پر سبکدوش ہونے کے بعد میں نے ہزاروں قلمی کتابوں۔ (عربی اور فارسی) کا مطالعہ کر کے تشریحی اور تصریحی فہرستوں کے مجلدات لکھے ہیں۔ ۱۹۲۷ء و ۱۹۲۸ء میں جبکہ میں مسلم یونیورسٹی میں دینیات کا لکچرر تھا میں نے سبحان اللہ لائبریری" کے ایک حصہ کی فہرست تیار کی تھی جو طبع ہو چکی ہے۔ وہ اگرچہ تشریحی نہیں ہے لیکن "ڈلوی سسٹم" پر فہرست قلمی کی وہ پہلی فہرست ہے۔ بہرحال اس سابقہ تجربہ کا یہ طفیل ہے کہ میں نے اس میوزیم کی تنظیم جدید کی اور بہت ہی مختصر وقت میں ۱۸۲ کتابوں کی تشریحی فہرست کا ایک مجلد رات دن محنت کر کے تیار کر دیا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے۔ ع

"آساں کردہ ہر دشوار ما"

تذکرہ جواہر زواہر اور اس میں سے بعض نادر مخطوطات کی تفصیل

"جواہر میوزیم" کے نام کی مناسبت سے میں نے اس فہرست کا نام "تذکرہ جواہر زواہر" رکھنا اس لئے موزوں سمجھا کہ یہ وہ درخشاں اور روشن جواہر ہیں جنکی چمک اور درخشانی سے اصحاب استعداد کے دماغ روشن ہوتے ہیں۔ یہی وہ روشنی ہے جو کبھی مدھم نہیں ہوتی ہے بلکہ اس روشنی سے جس قدر زیادہ کام لیا جائے اسی قدر زیادہ یہ روشنی بڑھتی جاتی ہے۔ بقولیکہ

هو المسك ما كررته يتضوع

خدائے علیم کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے بندوں کو اپنی صفت علم سے مزین فرماکر ان کے دماغوں کو روشنی عطا فرمائی۔ ایسی روشنی جو تاقیام قیامت مدھم نہیں ہوگی۔ بلکہ سینہ بہ سینہ اصحاب علم وفضل میں منتقل ہوتی رہے گی۔ مبارک ہیں وہ ہستیاں جو علم سے بہرور ہوکر خود بھی روشن رہتی ہیں اور دوسروں کو بھی روشن کرتی رہتی ہیں۔

فطوبى لعبد خصه خالق الورى

باحسانه فضلا واعطاه مارجا

(امیر خسرو رح)

(ترجمہ: مبارک ہے وہ بندہ جس کو خالق عالم نے اپنے احسان فضل وکرم سے مخصوص فرماتے ہوئے اسے وہ چیز (اپنی صفت علم) عطا کی جس کی اس نے آرزو کی)

لفظ تذکرہ کے معنی یادگار کے ہیں۔ لیکن اصطلاح میں تذکرہ ان تفصیلات کو کہتے ہیں جو کسی کی زندگی کے حالات کے متعلق ہوں، چونکہ اس فہرست میں ان جواہر پاروں کی زندگی کا تفصیلی بیان ہے جو اپنی ضیاپاشی سے دلوں کو منور کرتے ہیں اس لئے اس کا نام تذکرہ موزوں تر ہے۔

قبل اس کے کہ میں بعض نوادرات کی تفصیلات بطور نمونہ پیش کروں کتابوں کی تشریحات کے متعلق یہ ظاہر کردوں کہ کسی کتاب کی تشریح کے لئے نہ صرف کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کرلینا ہی کافی ہے جس سے موضوع کتاب، مصنف اور کاتب کا پتہ چل سکے بلکہ اس کی بھی جستجو کی جائے کہ یہ کتاب اور کسی دوسرے کتب خانہ میں ہے یا نہیں، اور ہے تو کس کتب خانہ میں ہے۔ اور آیا وہ قدیم تر مکتوبہ نسخہ ہے یا زیر نظر نسخہ کے بعد کا مکتوبہ ہے۔ اس تلاش کے لئے جو ذریعہ ہے وہ دوسرے کتبخانوں کی فہرستیں ہیں جو وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ مصنف یا مولف کے حالات کا بھی علم ہونا چاہیئے جو مختلف تذکروں میں ملتے ہیں اور جو وقتاً فوقتاً لکھے گئے اور شائع ہوئے بہرحال اس قسم کی فہرستوں اور تذکروں کا دستیاب ہونا بظاہر

Marfat.com

شکل تو نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے لئے کافی رقم کی ضرورت تھی۔ اٹاوہ جیسی جگہ میں بیٹھکر یہ حوالجات بغیر کافی رقم کے مہیا نہیں ہو سکتے تھے غرضکہ فنڈ کی بساط بھر جس قدر حوالجات کی کتابیں جنکی تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔ مل سکیں ان سے استفادہ کیا گیا اور کچھ میوزیم کی قلمی کتابوں سے مدد لی گئی۔ اس کے علاوہ چونکہ میں نے اس سے پہلے بہت سی کتابوں کے تذکرے لکھے تھے جو شائع نہ ہو سکے ان سے بھی مدد لی۔ بہرحال ان دشواریوں کے ساتھ اس فہرست کو مدون کیا گیا۔

تفصیلات کتب حوالہ جات

۱۔ تشریحی فہرست مخطوطات فارسی وعربی آصفیہ لائبریری حیدرآباد (دکن) (فارسی میں) دو جلد

۲۔ فہرست مخطوطات فارسی آصفیہ لائبریری حیدرآباد (دکن) دو جلد

۳۔ تذکرہ مخطوطات فارسی و اردو۔ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد (دکن) (اردو میں) دو جلد۔

۴۔ "محبوب الالباب فی تعریف الکتب والکتاب" مرتبہ خان بہادر خدابخش خاں صاحب مرحوم بانئی پٹنہ لائبریری و سابق جج حیدرآباد دکن (فارسی میں)

۵۔ مختصر تشریحی فہرست مخطوطات فارسی (کیٹلاگ) بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ مطبوعہ ۱۹۲۴ء (انگریزی میں)

۶۔ خزینۃ الاصفیا" جلد اول و دوم مطبوعہ نولکشور پریس لکھنؤ۔

۷۔ "مرآۃ الاشباح" (مصور) (فارسی) تیموری حکمرانان ہند کے مختصر حالات از [illegible]ء تا آخری تاجدار ہند بہادر شاہ ظفر (۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء) جس کو حسب فرمان شاہی درباری مورخ محمد فخر الدین حسین نے ۱۲۶۶ھ میں مرتب کیا اور جس کو مطبع سلطانی لال قلعہ دہلی نے ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۱ء میں شائع کیا۔

۸۔ اخبار الاخیار مصنفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ

۹۔ نفحات الانس۔ مصنفہ حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامیؒ

ان کتب کے علاوہ ان حوالجات سے بھی کام لیا گیا جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ مگر مجھے افسوس ضرور ہے کہ پٹنہ لائبریری اور برٹش میوزیم وغیرہ کی فہرستیں میری دسترس سے باہر تھیں اس لئے بالضرور میری تشریحات میں خامی رہ گئی ہوگی۔ اس خامی اور رقم میں میری کم مائگی کو

Marfat.com

بھی اسی قدر دخل ہے جس قدر بیشتر اور مفید ترکتب حوالہ جات کی عدم دستیابی کو۔ بہرحال کوشش میں نے یہ ضرور کی ہے کہ کتاب کی تشریح بحیثیت موضوع کے تشنہ نہ رہے۔ بعض مصنفین کا نام وغیرہ بیشتر تو اس وجہ سے نہ معلوم ہوا کہ کتاب یا تو ناقص الاول ہے یا ناقص الطرفین اور پھر مطلوبہ فہرستیں نہ ملیں۔ بہرحال یہ خامیاں ایسی ہیں جن کے وجوہ بیان کرکے میں یہ عرض کرکے معذرت بھی کروں گا۔

العفو عند کرام الناس مقبول

چند اہم مخطوطات کی تشریح بطور نمونہ

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ قارئین کی ضروری معلومات کے لئے میں چند نادر مخطوطات کی مختصر تشریح بطور نمونہ ذیل میں پیش کر رہا ہوں جس سے نفس ذخیرہ کی ندرت کا اندازہ بآسانی ہوجائے گا۔

چند فرامین و دستاویزات

۱۔ فرمان شہنشاہ اکبر بابت واگزاشت جائداد حامد ومحمود برادران (۹۸۱ھ)

۲۔ پروانہ ازطرف صدر الصدور بابت (۷) بیگھے آراضی مدد معاش بیوہ ناصر جنگ (مکتوبہ ۴۰ الٰہی عہد شہنشاہ اکبر)

۳۔ پروانہ از طرف مدار المہام افضل خان بابت عطیہ ۸۵ بیگھہ آراضی مدد معاش عالم خاتون و عائشہ خاتون (بہ عہد شاہنشاہ شاہ جہاں)

۴۔ وقف نامہ خانقاہ معلیٰ واقع کشمیر بہ مہر و دستخط پیر سید محمد ہمدانی مکتوبہ ۷۹۰ھ

۵۔ سند الاجازت (عربی) از شیخ محمد بن علی بن شہاب الدین ہمدانی رح (بہ خط نسخ پاکیزہ۔ پیشانی اور جداول مطلا و مذہب مکتوبہ) ۸۸۲ھ

تفصیل چند قرآن پاک و بعض اہم مخطوطات حدیث شریف وغیرہ

۱۔ قرآن پاک تقطیع کلاں۔ مکتوبہ ۱۰۶۰ھ بخط ثلث۔ بین السطور میں فارسی ترجمہ اور حواشی پر تفسیر فارسی

۲۔ قرآن پاک۔ یہ بخط نسخ خفی تین گز لمبی اور ساڑھے تین انچ چوڑی کاغذی پٹی پر خط گلزار کے ساتھ ۱۲۵۶ھ میں لکھا گیا ہے۔

۳۔ "شمائل ترمذی"۔ مکتوبہ ۸۵۵ھ بخط نسخ پاکیزہ اور دیدہ زیب سرورق اور جداول

Marfat.com

مطلا اور مذہب ہیں۔ یہ نسخہ نواب افراسیاب خاں رومی نے شاہنشاہ اورنگ زیب کو پیش کیا تھا۔

۴۔ "بخاری شریف" بہ سال کتابت نامعلوم۔ اول سے آخر تک مطلا و مذہب بخط نسخ لکھا ہوا ہے۔ یہ نسخہ بھی شاہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے مطالعہ میں رہا ہے۔ تحویلدار نے سنہ ۲۶ جلوس عالمگیری لکھ کر مطالعہ شاہی کی طرف "عرض دیدہ شد" لکھ کر اشارہ کیا ہے۔

۵۔ "مشکوٰۃ شریف" مکتوبہ سنہ ۹۹۹ھ (دو جلد) بہ خط نسخ پاکیزہ اول سے آخر تک مطلا و مذہب۔ حاشیہ پر ملا علی قاری رح کی "کتاب المناسک" بھی لکھی ہوئی ہے۔ یہ کتاب بھی شاہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رح کے مطالعہ میں رہی ہے جس پر شاہنشاہ نے اپنے قلم سے بعض احادیث کی تصریح فرمائی ہے۔

۶۔ ترجیعات عراقی۔ مکتوبہ سنہ ۹۸۸ھ کاتب اظہر یاقوت خط۔ نسخہ بخط نستعلیق خفی نہایت خوبصورت لکھا ہوا ہے اور اول سے آخر تک مطلا و مذہب ہے۔ حاشیہ پر "ترجیع اوحدی" و "ترجیع خواجو کرمانی" بھی لکھی ہوئی ہے۔ پہلے صفحہ پر شاہنشاہ جہانگیر کے قلم کی یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

اللہ اکبر

"پنجم آذر سنہ جلوس داخل کتب خانہ
این نیاز مند درگاہ الٰہی شد در
دار الخلافہ آگرہ۔ حررہ جہانگیر
سنہ ۱۰۱۴ھ بن اکبر بادشاہ"

حال ہی میں "کلیات عراقی" ایران میں چھپی ہے لیکن اس میں ترجیعات عراقی نہیں ہیں۔

۷۔ سراج الہدایت :۔ ملفوظات سید جلال الدین بخاری مرتبہ سنہ ۷۸۰ھ ان ملفوظات کو حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی رح کے پوتے احمد علی سیاہ پوش علوی رح کے اصل ملفوظ سے حضرت مخدوم رح کے صاحبزادہ کے اصل نسخہ سے نقل کر کے مع مقدمہ کے از سر نو ترتیب دیا۔

۸۔ کتاب اسولہ و اجوبہ رشیدی مصنفہ شیخ رشید الدین فضل اللہ رح المشہور بہ طبیب ہمدانی۔ سال تصنیف سنہ ۷۱۰ھ سال کتابت سنہ ۹۴۳ھ بخط نسخ خراسانی خفی۔

Marfat.com

تقطیع ۸ × ۱۲ - اوراق (۳۰۰) شیخ رشید الدین فضل اللہؒ سلطان محمد الجایتو خدابندہ والئی خراسان کے وہ مشہور وزیر اعظم تھے جن کی علمیت کا شہرہ اسی زمانہ میں ہو چکا تھا۔ یہ ہندوستان میں آکر سلطان علاؤالدین خلجی کے بھی مہمان رہے تھے اور سلطان کے غیر شرعی اعمال پر اسے نصیحت بھی کر گئے تھے ان کے مکتوبات رشیدی" طبع ہو چکے ہیں لیکن یہ کتاب ابھی تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ اور نہ غالباً دنیا کے کسی کتب خانہ میں اس کا کوئی دوسرا نسخہ ہے غالباً اس لئے کہ جتنے کیٹلاگ (Catalogue) میری نظر سے گذرے ہیں ان میں یہ کتاب نہیں ہے حال ہی میں ایران کا بھی ایک کیٹلاگ شائع ہوا ہے۔ اس میں بھی یہ کتاب نہیں ہے۔ کتاب اپنی جامعیت کے اعتبار سے "مجمع العلوم" یا "مخزن الفنون" ہے۔

۹- معرفۃ القلوب یا عشقیہ - مصنفہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ سال تصنیف تقریباً ۶۷۰ھ - مکتوبہ ۱۲..ھ بخط نستعلیق قدیم تر مکتوبہ نسخہ ہے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ مخطوطات میں اس کتاب کے کئی نسخہ جات ہیں لیکن اس قدر قدیم اور خوبصورت لکھا ہوا نسخہ کوئی نہیں ہے اس لئے زیر نظر نسخہ اہم اور نادر ہے۔ (ع ۲۹۷/۷)

۱۰- عنایات اللہ :- سال تصنیف ۱۱۶۲ھ۔ مسائل تصوف پر ایک یہ لاجواب رسالہ ہے جس میں مصنف نے اپنے دادا شاہ عنایت اللہؒ نقشبندی بالاپوری (دکن) کی سوانح کو بھی لکھا ہے۔ شاہ صاحبؒ کا وصال شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے انتقال سے ایک سال پہلے ۱۱۱۷ھ میں ہوا۔ (ع ۲۹۷/۷ / ۹۷)

۱۱- درجات قدس - سال تصنیف ۱۰۲۷ھ ۱۰۲۷ھ۔ تصوف و سلوک میں یہ ایک لاجواب رسالہ ہے۔ جو حضرت پیر محمد لکھنویؒ کا مصنفہ ہے (ع ۲۹۷/۷ / ۱۸)

۱۲- خلاصۃ الاخبار فی بیان احوال الاخیار :- سال تصنیف ۹۰۵ھ مکتوبہ ۹۲۰ھ یہ کتاب مستند حوالہ جات کے بہت ہی اہم تاریخ اسلام ہے جو خلق آدم سے شروع کر کے مصنف نے اپنے ولی نعمت امیر نظام الدین علی شیر والئی ہرات پر ختم کی ہے اس نسخہ کی کتابت مصنف کی زندگی ہی میں ہوئی ہے اور مصنف نے غالباً اس پر نظر ثانی بھی کی ہے۔ کیونکہ جگہ جگہ اصلاحات اس کی شاہد ہیں۔ یہ روضۃ الصفا کا جیسا کہ بعض فہرست نگاروں کا خیال ہے خلاصہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک بڑے ذخیرہ تاریخ کا ملخص یا نچوڑ ہے۔ (۹۰۰/۲۲ / ۲)

۱۳- نفحات الانس :- سال تصنیف ۸۸۳ھ مکتوبہ ۱۰۱۸ھ مشہور نفحات کا یہ نسخہ نہایت پاکیزہ نستعلیق خط میں مطلّا و مذہب ہے سر ورق پر سلطان محمد صفوی کے کتب خانہ کی

Marfat.com

سنہری مہر ہے۔ جس میں سلطان اور کتب خانہ شاہی کے تحویلدار محمد اسمٰعیل ترکمان کے نام ہیں۔ اور ۹۴۵ھ لکھا ہے۔ نسخہ کے آخری ورق کی پشت پر شہزادی جہان آرا بنت شہنشاہ شاہجہاں کے قلم کی ایک مختصر عبارت ہے جس میں شہزادی نے اپنا نام لکھتے ہوئے ۱۰۵۰ھ لکھا ہے۔ اس سے قدیم مکتوبہ نسخہ شاید ہی کسی کتب خانہ میں ہو۔ (۹۲۰/۹۰)

۱۴۔ تذکرہ بے نظیر :۔ مصنفہ ۱۱۷۲ھ گیارھویں اور بارھویں صدی ہجری کے فارسی شعراء کا واقعی بے نظیر تذکرہ تھے۔ جن میں سے بیشتر مصنف کے معاصرین ہیں :۔ (۹۲۰/۸۶)

۱۵۔ تصنیف الملوک مرتبہ ملوک چند مرلی دھر۔ سال تصنیف ۱۰۹۸ھ جس میں بادشاہوں کے فرامین، سناث امراء کے نام اور امرا کی عرضداشتیں وغیرہ ہیں۔ مکتوبہ شکستہ آمیز قدیم ہے۔ غالباً مرتب کے ہاتھ کا ہی نسخہ ہے۔ (۹۵۴/۱۴۸)

۱۶۔ دستور السیاق :۔ یہ حساب وکتاب ومال گزاری کے فن میں مشہور ہندی کتاب "مدھ پرکاش" کا فارسی ترجمہ ہے جو لالہ اودے لال کے قلم کا رہین منت ہے۔ جس کو انھوں نے ۱۲۳۷ھ میں لکھا (۹۵۴/۱۷۷)

۱۷۔ انشاء دستور الٰہی ــ مرتب میر عبد الجلیل بلگرامی مرحوم۔ یہ حضرت سید ضیاء اللہ بلگرامیؒ کے خطوط کا مجموعہ ہے جس کو مرتب نے ۱۱۱۷ھ میں ترتیب دیا اور مرتب کے صاحبزادے سید ضیاء الدین مرحوم نے اس کو نقل کیا۔ طلباء تاریخ کے لئے یہ بہت مفید مجموعہ ہے (۹۵۴/۱۵۰)

دیباچہ میں ان چند کتابوں کو اس لئے مجملاً بیان کر دیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام پہلی ہی نظر میں میوزیم کے اس ذخیرہ کی اہمیت اور ندرت کا اندازہ کرلیں۔ ان درست شدہ کتب کے علاوہ جو میوزیم میں ہیں۔ ایک ڈھیر اور بھی ہے جس میں یقیناً کچھ مفید کتابیں ہوں گی۔ اس ڈھیر میں منتشر اوراق کی جستجو کرنی اور پھر ان کو کتاب کی شکل دینی کافی محنت اور وقت چاہتا ہے۔ مگر اس کو جلد سے جلد کرنا چاہیئے ورنہ وہ ڈھیر بھی کچھ دنوں کے بعد ردی یا خاک کا ڈھیر ہو جائیگا۔

خاتمہ

احباب و معاونین کی سپاس گزاری صرف ایک دستور ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت ہمارے ایمان کا وہ ایک جز ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

یعنی شکر انسان شکر اللہ کی طرف رہبری کرتا ہے۔ اس لئے میں احباب کی شکر گذاری کو فرض سمجھتے ہوئے سب سے پہلے :۔

Marfat.com

۱۔ مکرر اً اپنے محترم و مخدوم کرم فرما حضرت خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کروں گا جن کی ذات گرامی ہم جیسے کم مایہ لوگوں کے لئے ایک بے بہا نعمت ہے۔

اطال اللہ عمرہٗ و ظلہٗ

۲۔ میرے قدیم دوست شیخ عبدالرشید صاحب سابق پروفیسر و چیرمین شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میرے شکریہ کے خاص طور پر مستحق ہیں جن سے میری ملاقات (۳۵) سال کی ہے۔ اور جنھوں نے اس تذکرہ کی طباعت میں مجھے مفید مشورے دے۔ خصوصیت سے "انگریزی مقدمہ" کے پروف کی صحت میں کافی مدد دی۔ یہ ان کا محبانہ اور مخلصانہ جذبہ نہیں ہے بلکہ ہمیشہ انھوں نے میری تصانیف میں خواہ سے پہلے (اردو اور انگریزی میں) چھپیں ایسی ہی مخلصانہ دلچسپی لی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ ہستی ہے جو اب تک اپنے تئیں صحیح معنوں میں طالب علم سمجھتی ہے۔

اللھم زد فزد :۔

۳۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے عزیز دوست عزیزم خلیق احمد نظامی سلمہ اللہ تعالیٰ پروفیسر شعبہ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا ذکر نہ کروں۔ جن کے اخلاص و اخلاق، محبت و الفت، علمی محنت و کاوش اور تحقیقی وسیع النظری کا میں دل سے معترف ہوں۔ فی الحقیقت اگر بعض کتابوں کی تشریحات کے متعلق ان کے بروقت مفید مشورے میرے معاون نہ ہوتے تو ان تشریحات میں ناقابل تلافی خامی رہ جاتی۔ جس کا بعد میں مجھ کو بہت افسوس ہوتا۔

اللھم زدہم توفیقاً و سنآء و ارزقہ علماً و اسعاً و عملاً صالحاً

۴۔ اس کے بعد اسلامیہ کالج اٹاوہ کے ان تمام اساتذہ کا شکریہ ادا کروں گا جنھوں نے ہمیشہ میرے ساتھ تعاون کیا اور محبت سے میرے منشا کو عملی جامہ پہنایا۔

میں نے جس طرح سے دیباچہ کا آغاز حضرت امیر خسروؒ کے عربی شعر سے کیا دیباچہ کا اختتام بھی میں انہی کے شعر سے کرتا ہوں۔

ولا تجعل غراسی مثل دوح — تساقط منہ دُرٌّ کان سمّا

ترجمہ:۔ اے اللہ میرے درختوں کو ایسا درخت نہ بنا جس سے کم قیمت مروارید ٹپکیں)

وما توفیقی الا باللہ و الیہ المرجع و المآب

علی گڑھ — ۱۵ اپریل ۱۹۵۷ء

خاکسار
محمد ابرار حسین فاروقی

Marfat.com

تعارف

(از جناب محترم عبد المجید خواجہ صاحب بیرسٹر ایٹ لاء علی گڑھ آنریری سکریٹری و منیجر اسلامیہ انٹر کالج اٹاوہ)

یوں تو میں عزیزم مولانا محمد ابرار حسین صاحب فاروقی ایم۔ اے (علیگ) سے تقریباً (۳۸) (۳۹) سال سے واقف ہوں جبکہ عزیزم موصوف حضرت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے۔ بزمانہ تحریک ترک موالات۔ پرائیویٹ سکریٹری تھے مگر ان کی علمی اور انتظامی صلاحیتوں سے مجھے پوری پوری واقفیت اس وقت ہوئی جبکہ میں نے ۱۹۵۴ء میں ان کو جوائنٹ سکریٹری کی خدمت پر مامور کرکے اسلامیہ انٹر کالج اٹاوہ کے انتظامی امور سپرد کئے۔ ان پانچ سال میں انھوں نے۔ میری زیر ہدایت۔ کالج کی جو ہمہ جہتی خدمات انجام دی ہیں ان کی تفصیلات کا محل نہیں ہے۔ بس اس کے لئے صرف یہی کہہ دینا کافی ہے کہ ان کی غیر معمولی محنت۔ انتظامی قابلیت اور ان کا علمی ذوق قابل صد ہزار تحسین ہے جنھوں نے میری ہدایات پر بے کم و کاست عمل کر کے میرا پورا پورا ہاتھ بٹایا جس کا میں شکر گذار ہوں اور رہوں گا۔ کالج کے انتظامی امور سے قطع نظر کرکے "جواہر میوزیم" کی تنظیم کا سہرا انھیں کے سر ہے جس کے ذخیرہ کے ایک چھوٹے جزو کا تذکرہ بنام "تذکرہ جواہر زواہر" (جلد اول) اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ جس کسی نے پرانی قلمی کتب۔ عربی۔ فارسی۔ اردو کی ورق گردانی کرکے ان کی تشریحات اہل علم و دانش کے سامنے پیش کی ہیں وہ جانتے ہیں کہ صرف یہی کام کتنا مشکل اور صبر آزما ہے۔ اور پھر اس وقت جبکہ اس کو دوہری حیثیت سے دوسرے متنوع انتظامی امور بھی ایک تعلیمی ادارہ کے سپرد ہوں تو یقیناً اس وقت یہ کام مشکل تر ہو جاتا ہے۔ عزیزم موصوف نے ان دونوں خدمتوں کو مساویانہ اہمیت دی اور دونوں میں کامیابی حاصل کرکے اپنی غیر معمولی قابلیت اور صلاحیتوں کا ثبوت دیا۔ ورنہ عموماً محنتی سے محنتی شخص کے لئے یہ بہت دشوار امر ہے کہ بالخصوص اپنی مدت ملازمت پوری کر کے اور پنشن لینے کے بعد جبکہ اس کے قوائے جسمانی و دماغی محنت سے کنارہ کش ہو کر آرام و راحت کے متقاضی ہوتے ہیں۔ ایک طرف تعلیمی ادارہ کے پیچ در پیچ مسائل کو حل کرے اور دوسری

Marfat.com

طرف مخطوطات کے ذخیرہ کی تنظیم کر کے اس کو بہترین "میوزیم" کی شکل دے۔ مگر عزیزم موصوف ان شاذ لوگوں میں سے ہیں جو اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ حکومت حیدر آباد کے انسپکٹری مدارس اور پرنسپلی کالج سے سبکدوشی کے بعد ان کے قوائے جسمانی و دماغی اس وقت تک ان کے ایسے ہی فرمانبردار و مطیع ہیں جیسے کہ زمانہ شباب و عروج میں تھے۔

کسی کتاب پر صحیح تبصرہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ تبصرہ بالشریح نگار نہ صرف اس کا بالاستیعاب مطالعہ کر کے زیادہ سے زیادہ کتب حوالہ جات اور ماخذوں سے ہی استفادہ کرے جو تشریح لکھنے والے کے لئے ضروری ہے بلکہ اس علم اور موضوع پر بھی اس کو کافی ذاتی عبور ہو جس کے مکمل خلاصہ کو وہ علمی دنیا میں پیش کرنا چاہتا ہو۔ عزیزم موصوف نے اپنی تشریحات میں جو کتب تصوف، سیرت و تذکرہ، تاریخ اسلام اور تاریخ ہند پر لکھی ہیں۔ اس کا پورا پورا ثبوت پیش کر دیا۔ میں بلا مبالغہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے اس مجلد کو منظر عام پر لا کر تشریح نگاری کا حق ادا کرتے ہوئے اس کا سبق آموز نمونہ پیش کر دیا۔

غرضکہ "جواہر میوزیم" کی موجودہ دلکش شکل عزیزم موصوف الصدر کی ان تھک علمی اور عملی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ جنھوں نے "تذکرہ جواہر زواہر" کے ذریعہ سے "جواہر میوزیم" کو علمی دنیا سے متعارف کر کے اس ضرورت کو۔ جو بالخصوص اس ثقافتی اور علمی تحقیقات کے زمانہ میں اشد ضروری تھی اس کو بدرجہ اتم پورا کیا اور اس طرح سے ایک طرف "جواہر میوزیم" کو حیات فیض رساں بخشی اور دوسری طرف علمی پیاسوں کی پیاس بھی بجھائی۔ آخر میں اپنے "پیش لفظ" کو اس دعائیہ حدیث شریف پر ختم کرتا ہوں۔

اللھم فقہہ فی الدین

واکرمہ بحق الیقین

والحمد للہ رب العالمین

عبدالمجید خواجہ عفی عنہ ۲ر مئی ۱۹۵۹ء

Marfat.com

فہرست مخطوطات باعتبار فنون بہ قید صفحات

کتب فن تصوف ۲۹۷۷ بہ قید صفحات

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۱	ملفوظ حضرت شاہ عالم رح	۱
۲	انوار الحکمت	۲
۳		۳
۴	مراۃ السالکین	۳
۵	مناقب غوثیہ	۴
۶	مراۃ المعانی (مثنوی) (تعبیر نامہ۔ معہ قیافہ نامہ و لطیفہ دوازدھم)	۵
۷	مفتاح الاسرار الابرار	۹
۸	ملفوظات و مکتوبات سید عبد الخلیل بلگرامی رح	۹
۹	عنایات الہیہ	۱۱
۱۰	دیباچہ خلاصۃ الارشاد والاوراد والاشتغال	۱۳
۱۱	معرفت القلوب (عشقیہ)	۱۳
۱۲	گوشت بابا لال دیال	۱۵
۱۳	اقوال و نکات بزرگان سلف	۱۷
۱۴	رشحات (یعنی وصیت نامہ حضرت مجدد والی رح)	۱۸
۱۵	رسائل تکمیل العرفان	۲۱
۱۶	مراتب عوالم خمسہ	۲۲
۱۷	برہان العاشقین	۲۳
۱۸	درجات خمس	۲۴
۱۹	نالہ نامہ	۲۶
۲۰	رسالہ سماع (معہ رسالہ احتلام و رسالہ جبر و قدر رسالہ رویت الہی۔ رسالہ امتناع نظیر)	۲۷
۲۱	رسالہ نامعلوم الاسم (مصنفہ مولانا یعقوب حرمی رح	۲۹
۲۲	رسالہ القسیہ	۳۱
۲۳	رسالہ تصوف (نامعلوم الاسم)	۳۳
۲۴	رسالہ عالم صغیر و کبیر	۳۴
۲۵	مناجات خواجہ احراری رح	۳۵
۲۶	" " "	۳۶
۲۷	شرح تحفۃ العراقین	۳۷
۲۸	مراۃ العاشقین	۳۹

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۲۹	مراۃ المحققین	۴۱
۳۰	حقیقت حقہ	۴۳
۳۱	رسالہ وحدت (شرح بیت)	۴۶
۳۲	رسالہ احسانیہ	۴۶
۳۳	رسالہ نور وحدت	۴۸
۳۴	تحفۂ نصائح (منظوم)	۴۸
۳۵	تنبیہ الغافلین	۵۰
۳۶	ضمیمہ تنبیہ الغافلین	۵۰
۳۷	رسالہ تفسیر علم سلوک	۵۱
۳۸	روضات	۵۲
۳۹	مجموعہ رسالہ مراقبہ و برزخ	۵۵
۴۰	شرح گلشن راز (ناقص)	۵۶
۴۱	سلسلۃ الاسلام	۵۷
۴۲	مکتوبات منیری (ناقص الطرفین)	۶۱
۴۳	شرح فصوص الحکم	۶۲
۴۴	مراۃ مسعودی	۶۳
۴۵	کیمیائے سعادت (ناقص الاول)	۶۵
۴۶	اسرار العالیہ فی مناقب الوالیہ	۶۶
۴۷	تذکرہ عابدہ صالحہ (ناقص الاول)	۶۷
۴۸	فوائد السالکین	۶۹
۴۹	نزہۃ الارواح (ناقص الاول)	۷۰
۵۰	کشف المحجوب (ناقص الاول)	۷۱
۵۱	حضرات القدس (دفتر دوم)	۷۳
۵۲	فصل الخطاب	۷۵
۵۳	" "	۷۷
۵۴	رسالہ تصوف (نامعلوم)	۷۷
۵۵	روضۃ القیومیہ (ناقص الآخر)	۸۰
۵۶	سراج الہدایت (ملفوظ قطب عالم) ناقص الطرفین	۸۳
۵۷	رسالہ تصوف (منظوم)	۸۶
۵۸	اسولہ و اجوبہ رشیدی	۸۷
۵۹	لمحات فی شرح اللمعات	۹۲
۶۰	الشارحیامی (حصہ اول)	۹۳
۶۱	" " (حصہ دوم ناقص الآخر)	۹۴
۶۲	ملفوظات حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح	۹۵
۶۳	رسالہ علم سلوک و اذکار	۹۶
۶۴	شرح مخزن الاسرار	۹۸
۶۵	" "	۹۹
۶۶	لطائف المعنوی من حقائق المثنوی	۱۰۰

کتب تاریخ اسلام ۹۰۰

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۶۷	روضۃ الصفا (جلد پنجم - ناقص الآخر)	۱۰۲

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۶۸	خلاصۃ الاخبار فی بیان احوال الاخیار	۱۰۲
۶۹	" " " (ناقص الطرفین)	۱۰۵
۷۰	تاریخ اسلام (ناقص الطرفین)	۱۰۵
۷۱	شہادت نامہ	۱۰۶

کتب سیرۃ و تذکرہ

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۷۲	وقائع حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۰۸
۷۳	روضۃ الاحباب فی سیرت النبی والاصحاب (دفتر اول)	۱۰۹
۷۴	" " " (دفتر دوم)	۱۱۲
۷۵	" " "	۱۱۲
۷۶	" " " (ناقص الآخر)	۱۱۳
۷۷	روضۃ الاحباب فی سیر النبی والاصحاب (دفتر سوم)	۱۱۳
۷۸	" " (دفتر اول)	۱۱۴
۷۹	معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ (ناقص الآخر)	۱۱۴
۸۰	مطالع الانوار	۱۱۶
۸۱	مطالع الانوار	۱۱۸
۸۲	" "	۱۱۹
۸۳	تذکرۃ الائمہ	۱۱۹
۸۴	سرور المحزون فی ترجمۃ العیون	۱۲۱
۸۵	نی باید شنید	۱۲۲
۸۶	محرق القلوب	۱۲۳
۸۷	سعادت الکونین فی فضائل الحسنین	۱۲۵
۸۸	اسعد الاخیار بذکر سید الابرار (ناقص الآخر)	۱۲۷
۸۹	سیر الاولیا فی محبۃ الحق جل وعلا	۱۲۹
۹۰	رشحات عین الحیاۃ	۱۳۲
۹۱	نفحات الانس	۱۳۵
۹۲	" "	۱۳۶
۹۳	" "	۱۳۷
۹۴	" " (ناقص الاول)	۱۳۸
۹۵	" " (ناقص الآخر)	۱۳۸
۹۶	" " (ناقص الطرفین)	۱۳۹
۹۷	تذکرہ حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری رح	۱۴۱
۹۸	اخبار الاخیار فی اسرار الابرار	۱۴۳
۹۹	سفینۃ الاولیاء	۱۴۵
۱۰۰	الواء الرحمٰن لتنویر الجنان	۱۴۷
۱۰۱	تذکرۃ الشعراء دولت شاہ (ناقص الطرفین)	۱۴۹

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۱۰۲	تذکرہ شعرار (ناقص الآخر)	۱۵۰
۱۰۳	کلمات الشعرار (ناقص الاول)	۱۵۳
۱۰۴	خزانہ عامرہ	۱۵۴
۱۰۵	مآثر الکرام (جلد اول)	۱۵۵
۱۰۶	" "	۱۵۷
۱۰۷	تذکرہ بے نظیر	۱۵۷
۱۰۸	تذکرہ میر تقی میر	۱۵۹
۱۰۹	مرآۃ احوال جہاں نما	۱۶۰
۱۱۰	تذکرۃ الاحوال (حزیں)	۱۶۲
۱۱۱	بدائع وقائع	۱۶۴

تاریخ ہند ۹۵۴

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۱۱۲	ریاض الانشار	۱۶۵
۱۱۳	ہمایوں نامہ	۱۶۷
۱۱۴	دیباچہ اکبرنامہ	۱۶۹
۱۱۵	مکاتبات علامی	۱۶۹
۱۱۶	" "	۱۷۱
۱۱۷	" "	۱۷۱
۱۱۸	" "	۱۷۲
۱۱۹	" "	۱۷۲
۱۲۰	" "	۱۷۲
۱۲۱	" "	۱۷۲
۱۲۲	مکاتبات علامی	۱۷۳
۱۲۳	" "	۱۷۳
۱۲۴	" "	۱۷۳
۱۲۵	فرہنگ مکاتبات علامی (دفتر اول ناقص)	۱۷۴
۱۲۶	شرح مکاتبات علامی	۱۷۴
۱۲۷	ہفت اقلیم	۱۷۶
۱۲۸	ترک جہانگیری	۱۷۹
۱۲۹	اقبالنامہ جہانگیری	۱۸۱
۱۳۰	" "	۱۸۲
۱۳۱	" "	۱۸۳
۱۳۲	" "	۱۸۳
۱۳۳	انشار ہرکرن	۱۸۳
۱۳۴	" "	۱۸۴
۱۳۵	رقعات امان اللہ حسینی	۱۸۵
۱۳۶	" "	۱۸۷
۱۳۷	دلکشا شمشیر خانی	۱۸۷
۱۳۸	" " "	۱۸۹
۱۳۹	" " "	۱۹۰
۱۴۰	نشئات برہمن	۱۹۰
۱۴۱	" " (ناقص الاول)	۱۹۳
۱۴۲	عمل صالح یا شاہجہاں نامہ (ناقص الطرفین)	۱۹۴
۱۴۳	" " (ناقص الآخر)	۱۹۶
۱۴۴	" " (جلد اول)	۱۹۷

Marfat.com

نمبر	نام کتاب	صفحہ
۱۴۵	عمل صالح یا شاہجہاں نامہ (جلد دوم)	۱۹۷
۱۴۶	" " (جلد سوم)	۱۹۷
۱۴۷	متشابہات ملا طغرا (حسن و عشق)	۱۹۸
۱۴۸	تصنیف الملوک (ناقص الآخر)	۱۹۹
۱۴۹	عالمگیر نامہ یا اورنگ نامہ	۲۰۲
۱۵۰	انشاء دستور الہی	۲۰۵
۱۵۱	رقعات عالمگیری	۲۰۶
۱۵۲	جنگ نامہ اعظم شاہ و معظم شاہ	۲۰۷
۱۵۳	" "	۲۰۹
۱۵۴	وقائع نعمت خاں عالی	۲۱۰
۱۵۵	" " "	۲۱۱
۱۵۶	" " "	۲۱۲
۱۵۷	حسن و عشق ۔ (نعمت خاں عالی)	۲۱۲
۱۵۸	نشئات مادھورام (ناقص الآخر)	۲۱۳
۱۵۹	" "	۲۱۴
۱۶۰	نشئات مادھورام (ناقص الاول)	۲۱۵
۱۶۱	چہار گلشن	۲۱۵
۱۶۲	چند مختصرات و مکتوبات	۲۱۸
۱۶۳	دیوان پسند	۲۱۸
۱۶۴	جہاں نما (ناقص الآخر)	۲۲۰
۱۶۵	انشاء راجہ لچھمی نارائن (ناقص الاول)	۲۲۵
۱۶۶	مکتوبات تاریخی	۲۳۱
۱۶۷	تحفۃ المورخین	۲۳۲
۱۶۸	مجموعۃ الانساب	۲۳۴
۱۶۹	تاریخ تاج محل	۲۳۶
۱۷۰	"	۲۳۸
۱۷۱	بیاض تواریخ	۲۳۹
۱۷۲	مسودات نواب وزیر الدولہ والئ ٹونک	۲۴۰
۱۷۳	کتاب تواریخ و دوائر	۲۴۲
۱۷۴	مکاتبات غلامی (ناقص)	۲۴۳
۱۷۵	" (دفتر اول)	۲۴۳
۱۷۶	انشاء معروف	۲۴۴
۱۷۷	دستور السیاق	۲۴۵
۱۷۸	شکار نامہ	۲۴۷

Marfat.com

ضمیمہ فہرست

نمبر	نام کتاب	صفحہ	نمبر	نام کتاب	صفحہ
۱۷۹	کیمیاء سعادت	۲۵۰	۱۸۲	مدارج النبوۃ و درجات الفتوۃ	۲۵۳
۱۸۰	شرح مخزن اسرار	۲۵۰			
۱۸۱	لطائف الحدائق فی نفائس الدقائق	۲۵۱			

Marfat.com

تذکرہ جواہر زواہر

یعنی

فارسی مخطوطات

معہ ضمیمہ تذکرہ

جواہر میوزیم

اٹاوہ

Marfat.com

Marfat.com

از خمسه نظامی. مثنوی شیرین خسرو مصور و مطلا [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

۱۔ ملفوظ حضرت شاہ عالمؒ احمد آبادی گجراتی

تصوف ۱/۷/۲۹۷

مصنف: نامعلوم الاسم سالِ کتابت: غالباً دسویں صدی ہجری اوراق (۲۳) تقطیع ۵" × ۸½"

یہ ملفوظ بشکلِ حکایات ہیں جن میں مصنف نے نہ صرف مسائل تصوف کو بیان کیا ہے بلکہ حضرت شاہ عالمؒ کی کرامات و اقوال کو بھی بیان کیا ہے۔

آغاز:

حمد بیحد خداوندے را سزد کہ خاندان نبوت را بتشریف طہارت ازلی برگزید
کما قال جل جلالہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم
الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

اختتام:

دفرمود کہ باعتماد کرم او کشف می نمودم و بہ یقین می دانستم کہ لطیف شامل حال است
اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی
العزیز والحمد للہ علی ذلک و صلی اللہ علی
محمد و آلہ الطاھرین

حضرت شاہ عالم قدس اللہ سرہ العزیز احمد آباد کے اقطاب میں سے گذرے ہیں۔ سلطان محمود بیگڑہ والی گجرات کے عہد سلطنت میں مرجع خلائق تھے۔ سلطان بھی جس نے ۸۶۳ھ سے ۹۱۷ھ تک کامل (۵۴) سال حکومت کی حضرت ممدوح الشان کا معتقد تھا۔ حضرت ممدوح قدس سرہ کا جو حضرت قطب المشائخ شیخ احمد کھٹوؒ کے معاصر اور اپنے والد کے وصال کے بعد شیخ المشائخ سے "طالب" بھی ہوئے تھے۔ وصال بقول مصنف مراۃ احمدی ۸۸۰ھ میں بہ عمر ۶۳ سال ہوا اور احمد آباد کے خطہ رسول آباد میں مدفون ہوئے۔ رسول آباد کو حضرت ممدوحؒ ہی نے آباد کیا تھا۔ آپ کے والد کا نام سید برہان الدین عبداللہ تھا اور لقب قطب العالم۔ شاہ عالمؒ کے متعلق ممدوح کے والد کو ان کی پیدائش کی بشارت ہوئی تھی اور یہ علم ہوا تھا کہ ان کا نام "محمد" رکھو۔ چنانچہ ان کا نام و لقب محمد ابن عبداللہ الملقب بہ شاہ عالم [illegible] آپ عالم متبحر بھی تھے اور ولی صاحب کشف و کرامات بھی۔ اپنے باپ کے شاگرد و مرید اور خلیفہ تھے [illegible] سے فیض حاصل کرتے تھے۔ زندگی بالکل شاہانہ انداز کی تھی۔ ہزاروں متوسلین کا ہر وقت مجمع رہتا تھا اور مادی و روحانی فیوض سے مالا مال ہوتے رہتے تھے۔

کتاب میں چالیس حکایتیں ہیں۔ ان حکایتوں میں آپ کی تعلیم و تربیت، اقوال اور کرامات اور اس زمانے کے بعض واقعات کی تفصیلات ہیں۔ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے نادر معلوم ہوتی ہے۔

کتاب بخط ثلث نہایت صاف لکھی ہوئی ہے کتابت بھی بہت قدیم ہے جو دسویں صدی ہجری کی معلوم ہوتی ہے بعض بعض جگہ کرم خوردہ ہے۔ اول و آخر کسی جگہ سے اپنا

Marfat.com

نام نہیں لکھا ہے لیکن سیاق عبارات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب ممدوح الشان رح کے آخر زمانہ یا وصال کے کچھ دنوں بعد ہی ان کے کسی مرید یا خلیفہ نے ترتیب دی۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے نام کاتب یا سالِ کتابت معلوم ہو سکتا البتہ کسی دوسرے کاتب نے آخر میں بہ سلسلۂ مقابلہ صرف اس قدر لکھا ہے "بلغ مقابلتہ بالاصل" اسی طرح سرورق پر کسی اور کاتب نے

"ملفوظ حضرت شاہ عالم احمد آبادی گجراتی سہروردی قدس سرہ سنہ ۱۰۳۵ الہجری رمضان"

لکھا ہے۔ یقیناً یہ سالِ کتابت نہیں ہے۔ بلکہ جس کی ملکیت میں یہ کتاب آئی ہے اس نے اپنی ملکیت کے زمانہ کا سال لکھ دیا ہے۔

حضرت سید شاہ عالم قدس سرہ العزیز کی تاریخ پیدائش سنہ ۸۱۸ھ اور تاریخ وفات سنہ ۸۸۰ھ ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اپنی کتاب "اخبار الاخیار" میں تاریخ وفات "بروز شنبہ ہشتم جمادی الاول سال ہشت صد وہشتاد ہجری" لکھتے ہوئے عمر مبارک (۶۲) سال لکھی مصنف معارج الولایت نے بھی یہی تاریخ لکھی ہے۔ شیخ علیہ الرحمۃ نے لفظ "فخر" (۸۸۰) سے تاریخ وفات نکالی ہے اور مصنف معارج الولایت نے "شمع عشق" (۸۸۰ھ) سے۔ مصنف خزینۃ الاصفیا (جلد دوم صفحہ (۵۱)) نے جو ممدوح علیہ الرحمۃ کے شان میں ایک چھوٹی سی نظم لکھی ہے اس کے اشعار بابت تاریخ پیدائش و وفات یہ ہیں۔ ؎

"تاریخ پیدائش = سال تولید شہ چو جستم از خرد	گفت بالقف شاہ عالم شاہ دیں" (۸۱۸)
تاریخ وفات = گشت سال انتقالش جلوہ گر	از امین اللہ امام المتقین (۸۸۰ھ)

کتاب بہرحال کافی اہم ہے اور موضوع کے اعتبار سے دلچسپ بھی ہے۔

۲۹۶۷/۲

۳۔ انوار الحکمت

تصنیف حکیم یوسف بن محمد بن یوسف المعروف بہ یوسفی سال تصنیف سنہ ۹۱۹ھ۔ سال کتابت = سنہ ۱۱۹۳ھ۔ تعداد اوراق (۸) = تقطیع = ۵ × ۸ ½ یہ مختصر ترسالہ تجرید و تفرید کے بیان میں کافی جامع ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ الذی نور مصابیح القلوب بانوار حکمہ
وزین بساتین الارواح بازہار نعمہ والصلوۃ علی محمد و
آلہ المتصفین بکمالہ واصحابہ المتادبین باٰدابہ

اختتام۔

از فضل حکیم مبدع نقش جدید	آمد ز وال سالک یوسفی مستفید
بگذشتہ از شہر ربیع الاول	در نہ صد و نوزدہ با تمام رسید

مصنف نے اس چھوٹے سے رسالہ میں سلوک اور تصوف کے ہر موضوع پر روشنی ڈالی ہے اور ہر مسئلہ کا عنوان "کلمہ" لکھا ہے اور اس طرح سے پورے رسالہ کو کل (۱۶۸) کلمات پر منقسم کیا ہے۔ رسالہ دلچسپ اور قابلِ مطالعہ ہے۔ مشکل مسائل کو نہایت آسان طریقہ پر سمجھایا ہے۔ مصنف نے دیباچہ ہی میں "تجرد و ترک تعلق دنیا" کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے اپنے لئے توفیق کی دعا کی ہے اور اس کے بعد ہی اس رسالہ کا نام اس طرح سے لکھا ہے:۔

دردلِ مارا بآثارِ این "کلمات" کہ بہ "انوار حکمت" موسوم است منور گرداں

گویا مصنف نے لفظ "کلمات" سے ابواب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رسالہ کا نام "انوار حکمت" بھی بتا دیا۔

اس کا ایک نسخہ مسلم یونیورسٹی لٹن لائبریری کے شعبۂ مخطوطات (ذخیرہ سلیمان شاہ) کے "فن اخلاق" میں ہے۔

اس میں بھی سالِ تصنیف کا مصرع وہی لکھا ہے جو اوپر درج ہے۔

مصنف نے اس رسالہ کے آخر میں جو قطعہ لکھا ہے اس میں صرف اپنا تخلص "یوسفی" لکھا ہے لیکن انہیں کی ایک کتاب "جامع الفوائد" المشہور بہ "طب یوسفی" کے کئی نسخہ جات اور دوسری طب کی کتابیں (ذخیرہ سر سلیمان شاہ مسلم یونیورسٹی) نظر سے گذر چکی ہیں جن میں مصنف نے اپنا پورا نام حکیم یوسف ولد محمد ولد یوسف طبیب صاحب علاج الامراض المعروف بہ یوسفی اور ان کتابوں کا سالِ تصنیف ۹۱۷ھ لکھا ہے۔ اس سے صاف واضح ہے کہ "انوار حکمت" کے مصنف بھی حکیم یوسف رحؒ ہیں جو طبیب جسمانی کے ساتھ ساتھ طبیب روحانی بھی تھے (رحمۃ اللہ علیہ) رسالہ کا خط معمولی نستعلیق ہے۔ آخر میں ترقیمہ ضرور ہے مگر کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا صرف تاریخ و سالِ کتابت کو اس طرح سے لکھا ہے۔

تمت هذه الرسالة "انوار الحكمة" سبع و
عشرين من شهر ذي الحجة سنة ۱۱ھ من الهجرة النبوية
المصطفوية صلى الله عليه وسلم

۲۹۷/۷
۳

۳۔ ایضاً۔ ایضاً۔ اوراق (۱۸) تقطیع ۸ × ۵½

یہ اس رسالہ کا دوسرا نسخہ ہے جو پہلے پر تفصیلاً درج کیا جا چکا ہے۔ نسخہ بہت ہی موٹی خط نستعلیق میں لکھا ہے اس لئے اس کے اوراق زیادہ ہو گئے ہیں۔ رسالہ کے کاغذ اور کتابت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سابقہ نسخہ کے مقابلہ میں قدیم ہے۔ کاتب نے ہر "کلمہ" کو سرخی سے "کلمۂ آخری" لکھا ہے۔ کاتب نے آخری قطعہ کا آخری مصرعہ یہ لکھا ہے۔

"از یازدہ صد پنجاہ دو باتمام رسید"

یہ مصرعہ پہلے نسخہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے نسخے سے مطابقت نہیں کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اس مصرعہ کی بحر بھی بمقابلہ دوسرے مصرعوں کے بڑی ہے۔ اس لئے یقیناً یہ مصرعہ سالِ تصنیف کے اعتبار سے غلط ہے۔ ممکن ہے کہ سالِ کتابت یہی ہو واللہ اعلم۔

۲۹۷/۷
۴

۴۔ مرآۃ السالکین۔

مصنف حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی۔ سالِ تصنیف نامعلوم۔ [illegible] ہجری اوراق (۲) تقطیع [illegible]۔ سالِ کتابت [illegible]
حضرت جامیؒ نے اس میں مختصراً حضرات نقشبندیہ کے طریقہ ذکر و فکر کو لکھا ہے۔

آغاز۔

Marfat.com

الحمد للہ الذی خصنا و خصصنا بشان المعرفۃ و
الصلوٰۃ علی رسولہ الہادی المہدی ہدانا الی
سبیل الطریقۃ واذکار الباطن والاشغال والمراقبۃ

اختتام۔

"از علامات آں اکمل السالکین جنید رضی اللہ عنہ داولیاء، ایں سلسلۂ قدسیہ نشان تحقیق نمایدازکسب سلوک بسیار مفہوم سالکان واللہ ولی۔"

دیباچہ میں مصنف نے وجہ تصنیف کتاب کو لکھتے ہوئے اپنا نام بھی لکھا ہے۔ چنانچہ بعد مختصر حمد و نعت فرماتے ہیں۔

"طریقہ قدسیہ حضرت بہاؤ الحق والدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ انچہ از پیران سلسلہ باضعف العباد عبد الرحمٰن جامی سند بہ سند رسیدہ جہت طالبان کامگار و سالکان ذوی الاقتدار بزبان عمل وحال املا نمودم"

اس مختصر رسالہ میں حضرت مصنف نے کار وجود الا اللہ پر کافی زور دیا ہے جو بقول مصنف اس سلسلہ کا مسلک تھا اس کے علاوہ "حلقہ" کے طریقہ کو بھی بتایا ہے۔

رسالہ خط نستعلیق جلی میں لکھا ہے۔ خفیف آب خوردہ ہے۔

ترقیمہ۔

ایں رسالہ مرآۃ السالکین در ماہ جمادی الثانی بتاریخ نوزدہم ۱۲۵۵ھ ہجری۔ تمت از دست فقیر حقیر نور الدین حسین بن قاضی سید احمد حسین۔

۲۹۷۷
۵

۵۔ مناقب غوثیہ۔

مصنفہ شیخ حبیب اللہ بن امام الدین قادری۔ سالِ تصنیف ۱۲۱۱ھ ہجری۔ سالِ کتابت ۱۲۶۶ھ ہجری۔ تعداد اوراق (۵۰)۔ تقطیع ۴/۳ ۸ + ۲/۱ ۶ یہ کتاب ایک حد تک حضرت غوث اعظم کی سوانح پر مشتمل ہے جس میں آنحضرت کے سرگذشت کے ساتھ ساتھ ممدوح الشان کے اقوال۔ مواعظ۔ کرامات کو بھی مجملاً بیان کیا گیا ہے۔

آغاز۔

"سپاس بے قیاس مرکسے راکہ از قید ہا منزہ و از دوئی معراست و از انچہ در وہم و فہم گنجد مبراست و ہر تجلی موجود و ہر صفت معبودے دیدۂ عارف را بر و نظرے مدہوشان بادۂ غفلت راکجا خبرے؟"

اختتام

"آں حضرت فرمود حق تعالیٰ بر من عہد بستہ است کہ ہر کہ بر آستاں رسیدہ باشد یا از لنگر تو طعام خوردیا نام تو تعظیم گرفتہ باشد ہمہ را بہ تو بخشیدم ؎

شاہ جیلانی کہ مردم راچو نور دیدہ است | من غلام دے کہ مارا حق با و بخشیدہ است"

بعد حمد و نعت مصنف نے ایک طویل دیباچہ لکھا ہے جس میں مصنف نے اپنا نام اور سال تصنیف "سنہ یک ہزار و یکصد و سیزدہ ہجری" لکھتے ہوئے کتاب کا نام بھی لکھا ہے جس کو مصنف نے بقول خود "در یک ہفتہ تالیف نمود" اور اس کے بعد سلوک و تصوف کے بنیادی مسائل کو مجملاً لکھ کر کتاب کو ایک مقدمہ پانچ مقصد اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔ اس کے بعد ہر مقصد کی بھی تقسیمیں کی ہیں جن کا نام "مرصد" رکھا ہے اور اس کے تحت عنوانات دئے ہیں جملہ عنوانات سرخی سے لکھے گئے ہیں۔ کتاب کافی مبسوط ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیاتِ طیبہ کا پُر از معلومات مرقع ہے۔ ۱۱۱۳ھ

مصنف کتاب کے متعلق حضرت سید غلام علی آزاد بلگرامیؒ نے اپنی کتاب مآثر الکرام میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ حبیب اللہ قادریؒ قنوج کے رہنے والے تھے اور وہیں بعد وصال سنہ ۱۱۴۰ ہجری میں مدفون ہوئے۔ عالم صاحب درس اور ولی صاحب کشف و کرامات تھے۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کے سلسلہ کے ایک بزرگ شاہ عبد الجلیل الہ آبادیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔

کاتب نے ترقیمہ کے بعد ایک دعا بھی بخط نسخ معمولی لکھ دی ہے۔ کتاب بہ خط شکستہ آمیز معمولی لکھی ہوئی ہے۔

ترقیمہ۔

"تمت تمام شد کار من نظام شد ختم رسالہ غوثیہ بہ ماہ جمادی الآخر واقع تاریخ ۱۲۶۶ھ ہجری من تصنیفات شاہ حبیب اللہ قنوجی"۔ اسی نام کا ایک رسالہ ادبیات اردو حیدر آباد کے کتب خانہ میں بھی ہے (ملاحظہ ہو تذکرہ اردو و فارسی مخطوطات حیدر آباد جلد دوم صفحہ ۳۱۹) مگر اس کے مصنف بقول تذکرہ نور بن محمد صادق شیبانی صفوی قادری حیدرآبادی ہیں جن کا حوالہ خزینۃ الاصفیا جلد اول میں بھی ہے (ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ [illegible] مطبوعہ نولکشور لکھنؤ) کاتب نے اپنا نام و پتہ نہیں لکھا۔

۲۹۷/۷
۶

۶۔ مرآۃ المعانی (مثنوی)

مصنف حضرت شیخ فضل اللہ جمالی دہلوی کنبو قدس اللہ سرہ العزیز۔ سال تصنیف قبل سنہ ۹۴۲ ہجری۔ تعداد اوراق = ۱۸ = تقطیع ۵ × ۸۔ اس مثنوی میں مؤلف نے اصطلاحات صوفیہ کو شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے۔

آغاز۔

نامہ آغازم بنام ذو الجلال — آنکہ بیرون است از وہم و خیال
جان عالم پرتو انوار اوست — عرش اعظم نقطۂ پرکار [illegible]
صانع ہفت و نہ و پنج و چہار — خالق [illegible] و [illegible] و نہار
عالم اعیاں کہ آیات [illegible] — [illegible] ذات اوست

اختتام۔

خلق را از حق ہمی بیند غیر — کعبہ را بر خلق بنمایند دیر
پیش غیر از نیست ایشاں را بہ جاں — از کمی دارند حال دل نہاں

Marfat.com

خلق را در فعلِ خود حیراں کنند — گندم اندر زیرِ جو پنہاں کنند
آں خدا بیناں کہ قومِ دیگر اند — نیم جو در گندم و جو ننگر اند

مثنوی ناقص الآخر معلوم ہوتی ہے۔ غالباً کاتب نے اتنا ہی حصہ لکھا ہے جیسا کہ موجودہ مثنوی کے آخری صفحہ کے آخری شعر سے اندازہ ہوتا ہے کیونکہ مصنف نے یہ فرماتے ہوئے ؎

بشنو اے طالب بیان ایں دو قوم — بیں بہ چشمِ دل میان ایں دو قوم

ان دونوں گروہوں کی جن میں سے ایک "رہروانِ کوئے یار" ہے اور ایک "بے خود و بے اختیار" مثال اس طرح سے دی ہے ؎

قومِ اول پردہ پوش و پردہ در — قومِ ثانی فی المثل اندر قدر
قومِ اول نیک پوش و بد نما — قومِ ثانی فارغ از خوف و رجا

اس طرح سے درویش اور صوفی کی تمام واردات کو اقسام کی شکل میں بیان کر دیا اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ بقولِ مصنف۔

آں خدا بیناں کہ قومِ دیگر اند — نیم جو در گندم و جو ننگر اند

میں داخل ہیں۔

مصنف نے درویش باصفا کی صفت ان دو اشعار میں واضح فرما دی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

تا بر ایشاں نہ باشد مدح و ذم — کے نہی در راہ درویشی قدم
ہر کہ یکساں نیست دشنام و دعا — او تواند رفت در راہ خدا

مصنف نے بعد حمد و نعت۔ پیر کی بلند پائیگی کو بیان کرتے ہوئے مریدوں کو اطاعت پیر کا اس طرح سے سبق دیا ہے:- ؎

ہر کہ او عاشق نہ شد بر روئے پیر — از خدا ہرگز نہ شد نعمت پذیر
نعمت حق در جمالِ پیر داں — مظہرِ جامع کمالِ پیر داں
گر تو ذاتِ پیر خود کردی قبول — ہم حق اندر ذاتش آمد ہم رسول

اس کے بعد اپنے پیر کے نام کی طرف اس طرح سے اشارہ کرتے ہوئے ؎

ور بپرسد آنچناں ذاتے کجاست — ظاہر و باطن بگو "شاہِ سماؔ" ست

"شاہ سما" سے مراد حضرت شیخ سماء الدین کنبوہ ہیں۔ اس کے بعد اپنے پیر کے مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔

صد جنید و صد ابن ادہم و صد بایزید — در کمالِ او بگردد ناپدید — ازنظم

پیر کی اطاعت کا یہ انتہائی درجہ ہے جو باکمال مرید ہی کا حق ہو سکتا ہے۔

تخلص کے متعلق جناب فیض احمد صاحب سہروردی اپنی کتاب "المشاہیر" میں مرآۃ المعانی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ان کا پہلا تخلص جلالی تھا بعد میں انہوں نے

Marfat.com

اپنے پیر و مرشد حضرت سماء الدینؒ کے حکم کی تعمیل میں جمالی تخلص قرار دیا"۔ اسی مناسبت سے مصنف "المناہیہ" نے اپنے مملوکہ نسخے سے تخلص والا یہ شعر لکھا ہے:۔

از جلالش شد جمالِ آفتاب — زاں "جلالی" را جمالی شد خطاب

لیکن زیر نظر نسخہ میں یہ شعر اس طرح ہے:۔

از جمالش شد جمالِ آفتاب — زاں "جمالی" را جمالی شد خطاب

میں سمجھتا ہوں کہ حسن کے اعتبار سے دوسرا ہی شعر مناسب اور موزوں ہے واللہ اعلم مصنف نے وجہ تسمیہ کتاب کے متعلق لکھا ہے۔

چوں معانی کرد حق الہام او — گشت مرآت المعانی نام او
نامۂ چوں روشنائی بر فزود — گشت مرآتے کہ روئے من نمود

شیخ جمالیؒ نے سلطان سکندر لودی سے لے کر شہنشاہ ہمایوں تک کے عہد دیکھے سنہ ۹۴۲ ہجری میں ان کا انتقال ہوا اور مہرولی (دہلی) میں متصل روضہ مولانا مجد الدین حاجی دفن ہوئے۔ شیخ بلند پایہ صوفی ہونے کے علاوہ بلند پایہ شاعر اور ادیب بھی تھے۔ یہ دونوں وجہیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے اپنے عہد کے بادشاہوں کی نظروں میں محترم و مکرم تھے۔ مرحوم کی تصانیف میں مہر و ماہ" اور "سیر العارفین" بھی کافی مشہور ہیں۔

مثنوی مرآت المعانی کی وہی بحر ہے جو حضرت مولانا رومؒ کی مثنوی کی مقبول و مشہور بحر ہے۔

مثنوی کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں جس سے سال کتابت معلوم ہو تاہم خط نستعلیق خفی اور کاغذ قدامت کتابت کو ظاہر کرتے ہیں۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیشتر اسلامی ممالک کی سیاحت کرتے ہوئے اکثر معاصرین صوفیا سے استفادہ بھی کیا چنانچہ وہ ہرات پہنچ کر حضرت مولانا جامیؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ ایک تذکرہ نویس نے اس سلسلہ میں لکھا ہے کہ حضرت شیخؒ اپنی کمبلی میں ملبوس مولاناؒ کی خدمت میں پہنچے اور برابر بیٹھ گئے۔ ایک اجنبی کو اس ہیئت میں برابر بیٹھے ہوئے دیکھ کر حضرت مولانا نے وطن دریافت فرما کر مزاحاً فرمایا کہ" درمیان تو و خرچہ تفاوت است" حضرت شیخ چونکہ حضرت مولانا سے تقریباً ایک بالشت کے فاصلہ پر تھے برجستہ جواب دیا" یک بالشت" حضرت مولاناؒ یہ جواب سن کر بہت محظوظ ہوئے اور جب معلوم ہوا کہ یہ شیخ جمالی ہیں تو بے حد توقیر و عزت فرمائی۔

اس کے بعد کاتب نے تعبیر و قیافہ نامہ نقل کر دیا ہے۔ یہ بظاہر یہ بھی شیخ جمالی کا مصنفہ معلوم ہوتا ہے۔ رسالے کے ابتدائی اوراق نہیں معلوم ہوتے ہیں کیونکہ رسالہ ... اور رسالہ ... کا نام ہے۔ اسی طرح سے آخر کے بھی اوراق نہیں ہیں ... ایک نسخہ کے ۲۰ اوراق ... چند سطریں ہیں۔

آغاز۔

شیخ سعید ... تعبیر خواب و آدم شناسی کہ آں را علم فراست گویند مہارت نیکو بود و دریں مقدمات کم نظیر ...

Marfat.com

اختتام۔ یعنی چوں نشان دریا بدازیں جا استدلال کند وگفتہ اند آیتہ
"مر فہم بسیما ھم اشارہ بدیں علم است و بعضے مفسران۔

گویا پہلی فصل محض تعبیر سے متعلق ہے جس میں جگہ جگہ احادیث نبویہ کے حوالے اور روایاتِ صحیحہ بھی ہیں۔ دوسری فصل علم قیافہ سے متعلق ہے جیسا کہ فصل کے عنوان میں لکھا ہے۔

"دربیانِ علم فراست کہ آں را علم قیافہ گویند"

اس کے بعد اسی قدر یا اس سے کم و بیش اوراق ہونے چاہئیں واللہ اعلم

۳:۔ اس کے بعد ایک ناقص الطرفین رسالہ کی نقل بعنوان۔

"لطیفۂ دوازدہم"

اسی کاتب کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس میں باعتبارِ حروفِ تہجی "دیوانِ حضرت مولوی" کے مشکل الفاظ کے معنی باعتبارِ اصطلاحِ صوفیہ لکھے ہوئے ہیں۔ بچے ہوئے اوراق صرف (۲۰) اور "باب الالف" سے "باب النون" تک ہے۔

آغاز:۔

دربیانِ معانی زلف وخال و در امثالِ آں۔ قال الاشرف اسرار المشائخ دُرَر۔ والفاظ العرفا اصدا(فہا)

اختتام:۔

دائرۂ رابطۂ قیام موجودات پیوستہ بودے قیام عالم ممکن نہ بودے

دیں = اعتقادے راگویند

مصنف نے ہر لفظ کے آخری حرف کو ملحوظ رکھ کر یہ فرہنگ مرتب کی ہے۔ مثلاً باب الالف = (کلیسا)

باب الباء = (محب) وغیرہ وغیرہ

یہ رسالہ بھی شیخ جمالیؒ کا مصنفہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شیخ جمالیؒ بعد ادائے فریضۂ حج واپسی وطن پر دمشق بھی پہنچے تھے اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربیؒ اور شیخ فخر الدین عراقی قدس اللہ سرہم العزیز کی زیارات سے مشرف ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ وہیں مدفون ہیں اور دونوں کی قبریں متصل ہیں۔ غالباً اسی موقع پر وہ شیخ فخر الدینؒ کے صاحبزادہ شیخ کبیر الدین عراقیؒ سے بھی مستفیض ہوئے چنانچہ اس رسالہ کے آغاز میں اس طرف اشارہ سے فرماتے ہیں۔

"چوں بصالحیۂ دمشق الشرف ملازمت حضرت شیخ کبیر الدینؒ ابن فخر الدین عراقی"
"مشرف شدیم و بانواع فوائد عارفانہ و اضافت فوائد محققانہ بہرہ مند گشتیم"

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں:۔

"دیدیم کہ برخے از اصحاب خود را دیوانِ حضرت مولوی درس نی گفتند لطبقِ اصطلاح صوفیہ بخلاف معانی متعارف کہ بخط و خال عروسِ معنی را آراستہ اند"

حضرت شیخ جمالی کثیر التصانیف بزرگ تھے جن کی بہت سی تصانیف کا پتہ نہ چل سکا۔ یقیناً یہ قیاس غلط نہیں

Marfat.com

ہوسکتا ہے کہ یہ (۲-۳) جو ناقص دستیاب ہوئی ہیں انہیں کی ہوں۔ واللہ اعلم

۲۹۷۷
۷

۷۔ مفتاح الاسرار والابرار۔

اوراق (۷) (ناقص الآخر) تقطیع ۵ × ۸" سلوک و معرفت میں یہ رسالہ کافی مبسوط و مشرح ہے لیکن کاتب نسخہ کا نہ خط درست ہے اور نہ املا صرف چند ورق نقل کر دیئے ہیں وہ بھی اس طرح سے کہ درمیان سے بہت سے الفاظ جو نہیں پڑھے گئے وہ چھوڑ دیئے۔

آغاز۔

"شیخ علم الدین فضل اللہ مرامہ وسہل علیہ مطالبہ [illegible]"

"استشراح تفصیلات و استکشاف مشکلات میخواست"

اختتام۔

"ایشاں از محبت ماسوی اللہ پرداختہ و خالصاً ... [illegible]"

"و اسرار اتقیا و عرفا مرتوئی ..."

نہ مصنف کا نام معلوم ہوسکا اور نہ سال تصنیف جو غالباً تو قدیم ہی ہوگا [illegible] رسالہ جیسا کہ دیباچہ سے پتہ چلتا ہے ایک مقدمہ، تین باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں [illegible] باب اول میں چھ فصلیں باب دوم میں چھ فصلیں۔ باب سوم میں پانچ فصلیں اور خاتمہ میں چار [illegible] نے مقدمہ کی پہلی فصل کے چند اوراق کو نقل کرکے چھوڑ دیا۔ کاتب یقیناً معمولی پڑھا لکھا آدمی تھا [illegible] ہے جو بہت معمولی اور خط نہایت گندہ ہے۔

۲۹۷۷
۷

۸۔ ملفوظات و مکتوبات سید عبدالجلیل بلگرامی

اوراق (۷۷) تقطیع ۵ × ۸" سال تصنیف غالباً قبل ۱۱۳۵ھ ہجری

یہ پورا مجموعہ تقریباً ناقص ہے اسی وجہ سے نہ مرتب کا نام معلوم ہوسکا اور نہ سال [illegible] غالباً کتاب مراقبات سے شروع کی گئی ہے جس میں کل (۱۰) مراقبے ہیں لیکن [illegible] آخری حصہ [illegible] ہے۔

آغاز۔

"مراقبہ (مراقب را باید کہ از عملا بہت مقصود یعنی آیت مذکورہ [illegible]"

"ببر جائے کہ بادشاہ نزول کند خوغائے عمرو زید [illegible]"

"سلطان خیمہ زد غوغائے مردم عام راناند"

Marfat.com

اختتام - ازیجاست کہ گفتہ اند "الاستقامۃ فوق الکرامۃ" چوں سالک دریں مقام "سبح اسم ربک الاعلیٰ الذی خلق فسوی
والذی قدر فھدیٰ" - والذی "

کتاب فی الحقیقت (۴) ابواب یا فصلوں پر حسب تفصیل ذیل منقسم ہے

۱- **مراقبات** (مراقبات (۵۰) ہیں لیکن کتاب کا آغاز مراقبۂ پنجم کے آخری نصف حصّہ سے ہے اس طرح سے گویا مراقبۂ ششم سے آغاز ہے۔ درمیان کے (۹) مراقبات نہیں ہیں۔ کاتب نے سادے دو ورق چھوڑ دیئے ہیں اور مراقبہ (۲۲) سے پھر شروع کیا ہے۔ اسی طرح سے مراقبہ (۳۳) کے بعد (۱۰) مراقبات چھوڑ دیئے اور دو سادے ورق رہنے دیئے اور مراقبۂ (۴۴) سے لکھا۔ گویا کم و بیش پچاس میں سے نصف مراقبات ہیں

۲- **مشاہدات** - اس کو "فصلِ چہارم" کے عنوان سے شروع کر کے لکھا ہے۔
"دربیانِ مشاہدہ یعنی روبرو شدن"
ان کی کل تعداد (۹) ہے اور یہ مکمل ہیں۔

۳- **مکتوبات** - یہ شاید کل (۴۰) مکتوبات ہیں مگر کاتب نے صرف (۳۸) نقل کئے اور دو اوراق سادے چھوڑ دیئے یہ جملہ مکتوبات مختلف اصحاب و احباب کے نام سلوک و تصوف کی تفصیلات اور تشریحات میں ہیں۔

۴- **رموز** - یہ کل رموز جن میں مختلف حیثیتوں سے رموز معرفت اور تصوف کو بیان کیا گیا ہے غالباً ایک سو ہوں گے مگر کاتب نے پہلے (۱۵) نقل کئے اس کے بعد کچھ سادے ورق چھوڑ کر (۴۲) دوسرے نقل کئے جس کو (رموز چہل ویکم) سے شروع کیا اور پھر ورق سادے چھوڑ دیئے اور (۲) دوسرے اور نقل کئے، جن کو "رموز شصت ویکم" سے شروع کیا۔

ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ نسخہ انتہائی ناقص ہے۔ رسالہ اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ اور قابلِ مطالعہ ہے اور اس لئے اہم ہے اوّل اور آخر ناقص ہونے کی وجہ سے مصنف کا نام و پتہ نہ معلوم ہو سکا۔ لیکن ہر مکتوب کی ابتدا مصنف نے "از جانب فقیر عبدالجلیل" سے کی ہے اور اس کے بعد ہی مخاطب الیہ کا نام لکھا ہے۔ چونکہ موضوع عارفانہ حیثیت سے بلند ہے اس لئے یہ قیاس غلط نہیں ہو سکتا کہ یہ رسالہ مصنفہ میر عبدالجلیل بلگرامی قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے جو اپنے وقت کے اولیاء کاملین میں سے تھے اور جن کا انتقال ۱۰۵۱ھ میں بہ عمر (۸۵) سال ہوا۔ چونکہ آخر عمر میں بلگرام سے مارہرہ (ضلع ایٹہ) چلے آئے تھے لہذا بعد انتقال وہیں دفن ہوئے۔
اسی نام کے دوسرے بزرگ بھی اسی گھرانے کے تھے جو میر غلام علی آزادؒ کے نانا تھے اور جن کا انتقال دہلی میں بہ عمر ۶۷ سال ۱۱۳۹ھ ہجری میں ہوا اور حسب وصیت مرحوم کی نعش مبارک بلگرام لائی گئی اور وہیں دفن کی گئی مرحوم اپنے وقت کے متبحر علماء میں سے تھے اور عہد عالمگیری وغیرہ میں ممتاز شاہی عہدوں پر مامور رہے ان کو علم ظاہر کے ساتھ

Marfat.com

علم باطن بھی بدرجۂ اتم تھا۔

رسالہ چونکہ اوّل و آخر و اوسط ناقص ہے اس لئے مصنف کے نام کا اندازہ جیسا کہ اوپر ظاہر کیا گیا ہے صرف مکتوبات ہی سے ہو سکتا ہے یکتوبات بعض ایسے بزرگوں کے نام ہیں جو بہر حال موخرالذکر بزرگ کے معاصر نہیں ہیں اس لئے یہ رسالہ یقیناً مقدم الذکر بزرگ سید عبدالجلیل بلگرامی قدس اللہ سرہ العزیز کا مصنفہ ہے ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے سالِ کتابت بھی نہ معلوم ہو سکا۔ خط معمولی شکست آمیز ہے جو زیادہ قدیم تو معلوم نہیں ہوتا ہے لیکن بہر حال نسبتاً پرانا ضرور ہے۔ کاتب نے اکثر جگہ املا کی بھی غلطیاں کی ہیں۔

۲۹۷/۷
۹

۹۔ عنایاتِ الٰہیہ۔

مصنف مولانا شمس الدین نبیرہ شاہ عنایت اللہ سالِ تصنیف ۱۱۶۲ھ ہجری۔ سالِ کتابت ۱۲۹۳ھ ہجری
اوراق (۸۶) تقطیع ۳"×۸"

یہ رسالہ اگرچہ تذکرہ ہے لیکن تمام تر چونکہ مسائل تصوف وسلوک کا حامل ہے اس لئے اس کو فن تصوف میں درج کیا گیا۔ اس کے ابتدائی شاید دو ورق نہیں ہیں جس میں دیباچہ کا تمہیدی حصہ ہے۔

آغاز۔

"ماجدم بہ مخافت نسیان خود عجالتاً در سلک تحریر کشید"
"چنانچہ یکے از ہزار دانہ کے از اں لسیار نبگارش پیوست"

اختتام۔

"سوائے ایں کلمہ نبوی دیگرے ندارم کہ بزبانِ خود رانم اللھم مغفرتک
اوسع من ذنوبی ورحمتک ارجیٰ عندی من
عملی سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون
وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین"

مصنف نے اپنے دادا حضرت شاہ عنایت اللہ نقشبندیؒ بالاپوری (برہان پور دکن) کا تذکرہ لکھا ہے جس میں نہ صرف اس سلسلہ کے بزرگوں اور مصنف کے اہل خاندان بزرگوں کے حالات ہیں بلکہ حضرت شاہ صاحبؒ کے ملفوظات اور منقولات بھی ہیں۔ مصنف نے دیباچہ میں اولیائے سلف کے حالات لکھنے اور پڑھنے کا فائدہ۔ اپنے دادا کا نسب نامہ اور جد الجد کے "خجند" سے ترک وطن کرکے ہندوستان آنے کا ذکر کرنے کے بعد اپنے دادا سید عنایت اللہؒ کے مرید ہونے کا حال لکھتے ہوئے لکھا ہے۔

"آخر الامر در خدمت حضرت شیخ ابوالمظفر برہان پوری کہ خلیفہ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم ولد حضرت قطب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بودند"

Marfat.com

سلوکِ خود را تمام کردند"

مصنف نے دیباچہ میں رسالہ کا نام اپنے دادا کے نام کی مناسبت سے "عنایات الہیہ" لکھتے ہوئے تاریخ تصنیف کے متعلق لکھا ہے۔

"تحریر این اوراق بعبارت سہل کہ قریب الفہم ہریک باشد در چند ایام از ماہ ربیع الاول ۱۱۶۲ھ ہجری یکہزار و یکصد و شصت و دو صورت یافت"

حضرت سید عنایت اللہ کا انتقال ۱۱۱۷ھ میں ہوا جیسا کہ مولانا غلام علی آزاد کے ان تاریخی اشعار کے آخری مصرع سے مستفاد ہوتا ہے۔

قبلۂ اولیا امام ھدا — آفتاب سپہر فضل و کرم
نام پاکش عنایت اللہ است — ذاتِ پاکش برون ز وصفِ قلم
بعد اعلاے از شہر خجستہ — سوئے ہند آمد و فشرد قدم
بعد ازاں در مقامِ بالاپور — آمد آں مرشدِ صفوت امم
گفت تاریخ رحلتش ہاتف — قطب اقطاب رفتہ ازیں عالم

تاریخ کے مصرعہ میں لفظ "ازیں" کا وزن کے اعتبار سے "الف" گرتا ہے جو ضرورتِ تاریخ (۱۱۱۷ھ) کی وجہ سے غالباً بحال رکھا گیا ہے کیونکہ مصنف نے بھی تاریخ انتقال یہی لکھی ہے:۔

"پیش از رحلت دو روز بموجب امر قبر تیار کردہ بودند دراں مدفون نمودند
وکان ذالک یوم الخمیس فی الخامس العشرین من شہر
صفر فی سنۃ السابع عشر والمائۃ والالف"

یہ تذکرہ اور یہ ملفوظ حضرت شاہ عنایت اللہ صاحب کے تقریباً (۵۰) سال کے بعد ترتیب دیا گیا ہے۔ جس کو مصنف نے (۱۱) "عنایات" (ابواب) پر تقسیم کیا اور ہر "عنایت" کو متعدد "مقالات" فصول پر تقسیم کیا۔ آخری "عنایت" میں مصنف نے اپنے چچا اور بھائیوں کے حالات اور ان کے علم و ریاض کی تفصیلات دی ہیں۔

کتاب نہایت بلند پایہ ہے جو اس زمانہ کے بالخصوص دکنی رسم و رواج اور وہاں کے اولیاء و اتقیاء کے مسلکوں پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔ حضرت مولانا میر غلام علی آزاد رحمۃ اللہ نے "خزانۂ عامرہ" میں مصنف کے بھائی مولانا سید قمر الدین رح کے بیان میں ان کے دادا سید عنایت اللہ رح اور ان کے والد سید حبیب اللہ کے حالات لکھتے ہوئے ان کی تواریخ وفات علی الترتیب "شمع بہشت" (۱۱۱۷ھ) "متوجہ بہشت" (۱۱۹۱ھ) لکھی ہے اور اس گھرانے کے علوم و مجاہدات پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ کتاب بہ خط نستعلیق جلی صاف خط میں لکھی ہوئی ہے۔ البتہ بعض الفاظ کا املا صحیح نہیں ہے۔

ترقیمہ۔

"ہذہ الرسالۃ الاعلیٰ تصنیف عین الکاف والنون عالم علم نون والقلم وما یسطرون ۔ الکائے شرع المبین المتمسک

Marfat.com

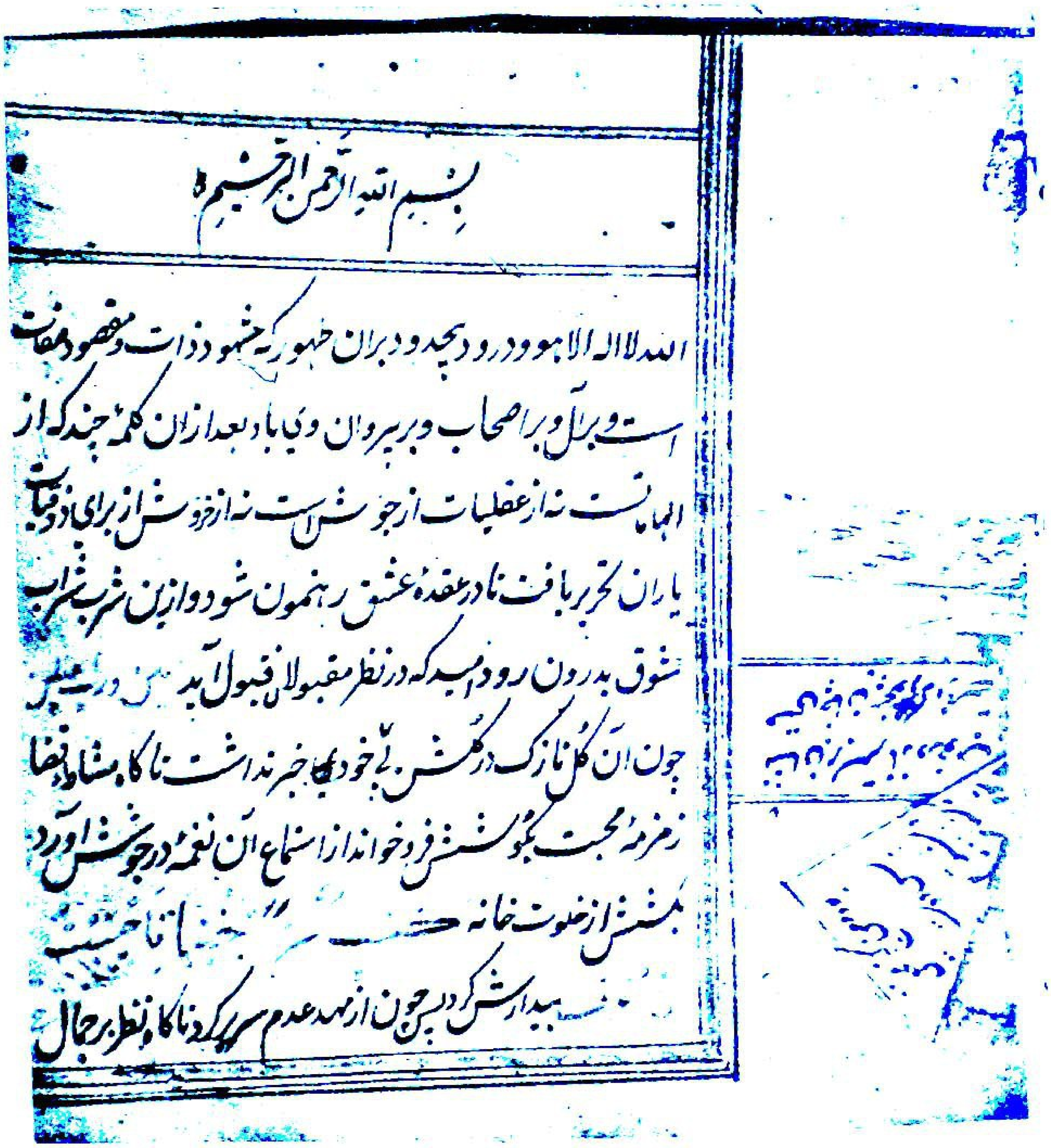
بسم الله الرحمن الرحیم

الله لا اله الا هو ودر وجود وبران ظهور که مشهود ذات ومقصود صفات
است وبر آل وبر اصحاب وبر پیروان وی باد بعد ازان کلمهٔ چند که از
الهامات نه از عقلیات از جوشش است نه از کوشش از برای ذوقیات
یاران تحریر یافت تا در عقدهٔ عشق رهنمون شود وازین شربت شراب
شوق بدرون رود میسر که در نظر مقبولان قبول آید [illegible]
چون آن گل نازک در گلشن بی خودی خبر نداشت ناگاه مشاطهٔ قضا
زمزمهٔ محبت بگوشش فرو خواند از استماع آن نغمه در جوشش آورد
بگشش از خلوت خانه [illegible] تا [illegible]
[illegible] بیدارش کرد بس چون از مهد عدم سر بر کرد ناگاه نظر بر جمال

معرفت القلوب (عشقیه) — مصنفه قاضی حمید الدین ناگوری رح

مصنفه قبل ۶۷۸ھ

مکتوبه ۷۱۳ھ

Marfat.com

بجبل المتین الشیخ الموجل سیّد حضرت مولانا شمس الدّین علیہ الرحمہ حسب الارشاد کرامت بنیاد جناب سید نور المقتدی صاحب بہ قلم کمترین شیخ محمود عفی عنہ بتاریخ دواز دہم ربیع الثانی ۱۲۹۳ھ ہجری بوقت مغرب تحریر و اختتام رسید"

۲۹۷/۷
۱۰

۱۰۔ دیباچہ خلاصۃ الارشاد فی الاوراد و الاشغال

مصنف حضرت شیخ محمد نور اللہ بن عزیز اللہ الحسنی والحسینی سال تصنیف ۹۸۶ھ ہجری اوراق (۲)۔ تقطیع ۸ ½ × ۶ ½ کسی کاتب نے صرف ڈیڑھ ورق خلاصۃ الارشاد کے دیباچہ کا نقل کیا تھا اس کو مجلد کرا دیا گیا ہے کاغذ اور کاتب بہت ہی جدید ہے جس کا خط نسخ و نستعلیق بہت معمولی ہے اس حصہ دیباچہ میں مذکورہ ذیل چیزیں ہیں۔

۱۔ مصنف کا نام
۲۔ کتاب کا نام
۳۔ مصنف کے والد حضرت قطب الحق کا نام
۴۔ مصنف کا منظوم شجرہ نسب
۵۔ بعض اولیاء سلف کی تواریخ وفات وغیرہ

۲۹۷/۷
۱۱

۱۱۔ معرفۃ القلوب (کتاب عشقیہ)

مصنف۔ قاضی حمید الدّین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز۔ سالِ تصنیف قبل ۶۷۳ھ ہجری۔ سال کتابت ۱۲۸۷ھ اوراق (۶۱) تقطیع ۹ ½ × ۵ ½
حضرت قاضی حمید الدّین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ وہ مشہور کتاب ہے جس کے نسخے جا بجا کئی کتب خانوں میں ہیں۔

آغاز۔

"لا الٰہ الا ھو درود بے حد و مر آں ظہور کہ مشہود ذات و منسوب صفات است و بر آل و اصحاب و بر پیروان وے باد"

اختتام۔

"ولا چند دریں تفرقہ متفرق باشی نفس و شیطان خلق و دنیا الف و اسم بہ شتر و دوزخ ہمہ را در دائرۂ محبت جمع کن و در آستانۂ معرفت بیاسائی و بدست عشق غلول بند و در دریائے وحدت پرتاب کن والسلام۔ یعنی ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا"
مسائل سلوک و معرفت میں یہ وہ بلند پایہ نادر کتاب ہے جو ہر شخص کے فہم و ادراک سے بالاتر ہے بقول صوفیائے کرام "فہم من فہم" لفظی ترجمہ ہر شخص کر سکتا ہے لیکن اس کے مطالب کی تہ کو پہنچنا اسی کا کام ہے جس کو نسبت کا

Marfat.com

حصہ ہے جو اس وادی پر خار سے گذر چکا ہو یا گذر رہا ہو اس کے لئے مجاہدہ اور توفیق دونوں کی ضرورت ہے مصنف نے مختصر مگر جامع ترحمد و نعت کے بعد "خفی کنز" کے مطالب کو آیاتِ قرآنی کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے (۵۲) عنوانات دئے ہیں ہر عنوان کی سرخی "بیانات بیانات" ہے اور اس کے تحت ذات وصفات۔ وحدانیت و وحدت۔ محبت ورحمت۔ بقاوفنا۔ بیم ورجا۔ آخرت و دنیا۔ عبودیت و ربوبیت وجود وشہود وغیرہ وغیرہ کو بحوالۂ آیات قرانی واحادیث نبوی واضح طور پر بیان کردیا ہے۔ کتاب فی الحقیقت حضرت ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز کے ریاض و مجاہدہ کا وہ مرقع ہے جو رہروانِ کوئے یار کے لئے شمعِ ہدایت اور سرگردانِ وادیٔ حقیقت کے لئے نورِ معرفت ہے۔ کیونکہ بقولِ مصنف قدس اللہ سرہ العزیز۔

"ازاں گاہ کہ از خانۂ تاریک ایں روشنی پدید آمد انچہ نادیدہ بود در دیدہ آمد"

یعنی۔

رہ پدید آمد چو آدم شد پدید ‏ ‏ ‏ زد کلید ہر دو عالم شد پدید

عبودیت اور ربوبیت کی تشریح فرماتے ہوئے مصنف قدس اللہ سرہ العزیز عبودیت و ربوبیتِ ذاتی میں فرماتے ہیں کہ:۔

"ہر وقتے کہ بر حضرت رسالت پناہے صلی اللہ علیہ وسلم تجلیۂ ربوبیت غالب آمدے وصفتِ عبودیت در استیلائے آں محو گشتے دراں ساعت ہر چہ فرمودے آں کلام اللہ شدے چوں بصفت عبودیت باز آمدے دراں وقت ہرچہ از زبان مبارک صادر می شد آں احادیث گشتے"

جملہ عنوانات اور آیات قرآنی واحادیث نبوی سرخ روشنائی سے بخط نسخ و نستعلیق لکھے ہوئے ہیں۔ حواشی پر آیات واحادیث نبوی کے تراجم ہیں۔ آخر میں جو ترقیمہ ہے اس کی کرم خوردہ اور ضائع شدہ عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۲ سنہ ہجری میں لکھا گیا جیسا کہ ترقیمہ کی آخری سطر کے نیچے کسی دوسرے کاتب نے لکھدیا ہے۔

نسخہ بخط نستعلیق جلی لکھا ہوا ہے اور سطلاد مذہب ہے۔ البتہ آخر کے (۵) ورق کے اوپری حصے کرم خوردگی کی وجہ سے نہ صرف خراب ہو گئے بلکہ جلد ساز کی ناواقفیت کی وجہ سے جس نے اس جگہ پر معمولی کاغذ لگا دیا ضائع ہو گئے اور اس جگہ کی سطریں کٹ گئیں۔ بہرحال اس کتاب کے نسخہ جات اکثر جگہ ہیں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے کتب خانۂ مخلوطات میں بھی اس کے کئی نسخے ہیں لیکن اس قدر اچھے لکھے ہوئے اور اتنے قدیم مکتوبہ نہیں ہیں اس لئے اگر اس نسخہ کو نادر کہا جائے تو بیجا نہیں ہے۔ اس رسالہ کا اردو ترجمہ طبع ہو چکا ہے۔ لیکن فارسی کا مطبوعہ نسخہ نظر سے نہیں گذرا۔ صاحب خزینۃ الاصفیا جلد اول صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ نے "تاریخ وصال دہم ربیع الثانی و بقول بعضے بہ تاریخ نہم ماہِ رمضان سالِ ششصد و ہفتاد و ششت ہجری است" لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ "قاضی حمید الدین ناگوری رح را تصانیف بسیار است در عوارف و عشق و محبت"۔

اس کے بعد صرف "طوالع شموس" کا نام لکھا ہے بہرحال "بسیار التصانیف" ہی میں سے۔ جو طبع نہیں ہوئیں یہ

Marfat.com

کتاب معرفۃ القلوب بھی ہے۔

ترقیمہ۔

"تمت تمام شد کتاب معرفۃ القلوب تصنیف حضرت قاضی حمید الدین (اس کے آگے کا حصہ کٹ گیا) قدس سرہ تحریر یافت بروز (اس کے آگے کا حصہ کٹ گیا) بتاریخ دہم شہر مذکور تحریر یافت (اس کے آگے کا حصہ کٹ گیا) سنہ ۱۱۴۲ ہجری"

بہر حال یہ نسخہ غالباً قدیم تر ہے۔ سرورق پر ایک عبارت بہ خط شکست آمیز جلی لکھی ہوئی ہے جس کے بعد سنہ ۱۱۲۵ھ لکھا ہے اس کے نیچے ایک بیضوی چھوٹی مہر بھی ہے جس میں نام "عزیز خاں بہادر جیتا" لکھا ہے۔ عبارت یہ ہے

کتاب عشقیہ قاضی حمید الدین ناگوری و دو رسالہ در اباحت سرود و تکمیل الایمان شیخ عبدالحق و رسالہ مرآۃ الحق من تصنیف میر نعمت اللہ ولی و رسالہ اسماء (مسمی) بہ صاحب الکلامیہ فی آلا قوال انبا طانیہ فی ملک فقیر عزیز خاں بہادر حیفتا بہ برخوردار نور چشم بہادر خاں عرف احمد خاں طولعمرہ بخشیدہ ۲۰ ذ شوال المکرم سنہ ۱۱۲۵ ہجری"

اس سرورق کے کونہ پر "عشقیہ قاضی حمید الدین ناگوری" لکھا ہے اس کے بعد چھوٹی بیضوی مہر ہے جس میں نام مع سنہ "سید محمد حیدر حسینی سنہ ۱۱۵۸ ہجری" لکھا ہے۔ یہ گویا مختلف مالکوں کی مہریں ہیں ان سے زمانہ ملکیت کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔

آخر کے ایک صفحہ پر بہ خط شکست آمیز کچھ "نفحات الانس" کی عبارت ہے۔ کچھ فقہی مسائل۔ اور کچھ اقوال بزرگان سلف ہیں۔

۲۹۷/۷
۱۲

۱۲۔ گوشت بابالال دیال۔

مرتبہ منشی چندر بھان المتخلص بہ برہمن۔ سال ترتیب و ترجمہ ۱۰۶۳ھ سال کتابت سنہ ۱۱۴۲ھ بعہد محمد شاہ سنہ ۱۰ جلوس اوراق (۱۲)۔ تقطیع $\frac{1}{2}$۷ × $\frac{1}{2}$۹۔

یہ وہ مشہور گفتگو ہے جو اس زمانہ کے مشہور گوسائیں اور شاہزادہ دارا شکوہ خلف شہنشاہ شاہجہاں کے درمیان گیان و دھیان یا تصوف و سلوک میں بہ شکل سوال و جواب ہوئی تھی جس کو شاہزادہ ... اور بعد میں شہنشاہ شاہجہاں کے درباری منشی پنڈت چندر بھان المتخلص بہ برہمن نے ہندی سے فارسی میں ترجمہ پیش کی ہے۔ شاہزادہ دارا شکوہ مرحوم نے اس گفتگو کا حوالہ اپنی مشہور کتاب "مرج البحرین" میں بھی دیا ہے۔

آغاز۔

"گوشت بابالال دیال و بادشاہزادہ بلند اقبال دارا شکوہ تصنیف چندر بھان منشی"

انتخاب

"جوابِ کامل: چوں جانور بر شاخ درختے می نشیند بعد از آنکہ پروازی کند آں شاخ از قوتِ پریدن او ضرب یافتہ تا دیر درحرکت می ماند ہمچنیں قالب از پریدنِ روح در تہلکہ می افتد"

مترجم نے آغاز ہی میں اس اصطلاح کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ "سوالِ عزیز" سے مراد "شاہزادہ والا گوہر" اور جوابِ کامل سے مراد گوسائیں سے ہے جس کو مترجم نے "محرمِ اسرار ذوالجلال" کا لقب دیا ہے۔ اسی کے بعد مترجم نے ترجمہ کے متعلق لکھا ہے "از زبانِ ہندی ترجمہ ہائے فارسی صورت جلوہ گری پذیرفت"

اس کے بعد ہی "سوالِ عزیز" اور "جوابِ کامل" لکھتے ہوئے مترجم نے سوال و جواب شروع کر دیئے۔ ہندی زبان میں "گوشٹ" قصے کو کہتے ہیں چونکہ یہ ایک گویا قصہ ہے لہذا مترجم نے اس گفتگو کا نام "گوشٹ بابا لال دیال" رکھدیا۔ اس میں بعض سوالات تو مذہب کے متعلق ہیں اور بعض تصوف اور سلوک کے متعلق بعض جبر و اختیار کے متعلق اور بعض اخلاق اور رسم و رواج کے متعلق۔ بت پرستی کے متعلق شاہزادہ کا دارا شکوہ کا سوال لکھتے ہوئے۔

سوالِ عزیز:۔ "بت پرستی در عالم مانند چیست و فرمودہ کیست و بت پرستگاں را زو چہ فائدہ"۔ گوسائیں بابا لال کا جواب اس طرح سے لکھا ہے:۔

جوابِ کامل:۔ ایں معنی از برائے استحکام دل مقرر نمودہ اند شخصے کہ ازیں
معنی خبردار است در صورت ایں معنی معذور است۔ و ہر کہ از
باطن آگاہ نیست در صورت وابستہ صورت است چنانچہ
دختران کتخدا بر صور بازی دارند۔ بعد از آنکہ کتخدا شدند
ترک آں نمودہ ہماں کار را خود می کنند پس ہمیں حکم رسم بت پرستی
است ہر گاہ کہ از باطن آگہی یافت از صورت خواہد شتافت

مرید و مرشد کے تعلقات پر جواب دیتے ہوئے "خلوص عقیدت" اور "راستی نقشِ دل" پر زور دیا کیونکہ بقول مترجم:۔ "از راستی ست جائے الف میانِ جاں" "واؤ از کجی ہمیشہ بود در میانِ خوں" کیونکہ "در نیام کج نیاید تیغ راست"۔ اسی کے بعد غالباً گوسائیں جی نے یہ ہندی دوہرہ پڑھا جس کو مترجم نے بجنسہ نقل کر دیا:۔

جن کے انتر نہ باسیا باہر دھرے جو دھیان :: تن کو گوبند ناملیں انت ہوت ہے ہاں ::

سوالِ عزیز:۔ دھیان چیست و سمادھ چہ باشد

جوابِ کامل:۔ دھیان گرفتن و سمادھ گزاشتن

اس کے بعد "گرفتن اور گزاشتن" کی تشریح کرتے ہوئے "دل" کو آہوئے صحرائی کے مانند قرار دیا ہے جو بوقت گرفتاری اظہارِ بے قراری اور بیتابی کرتا ہے لیکن آخر کار رام ہونے کے بعد ان بے تابیوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ "حاضر اور غیر حاضر" کے سوال پر گوسائیں جی نے "حضوری" کے معنی دل کی حضوری اور "دوری" کے معنی دل کی دوری

Marfat.com

کے بتاتے ہوئے یہ دوہرہ پڑھا:۔

جل بسے کمودنی[1] چند ایسے اکاس — جو جا کے ہردے بسے سو واہی کے پاس

مترجم نے اس کے ترجمہ میں یہ مشہور شعر لکھا ہے۔

در یمنی با منی و پیشِ با منی — ور پیشِ منی بے منی و در یمنی

کاتب نے آخری صفحہ کے حاشیہ پر حسبِ ذیل سنسکرت اشلوک بھی لکھا ہے جو غالباً بابا لال نے پڑھا ہوگا۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ کس کتاب کا ہے:۔

گرسے کلاپی گگنے جمیگھا لکیشا نترسے بھان جلےچندم — دو بلکش سوم کمد ستو یو یہ چیتم دست سیے دورم

ترجمہ (پہاڑ پر مور۔ اور آسمان میں بادل۔ آسمان میں آفتاب اور پانی میں کنول۔ ... خوبصورت ... والا چاند آسمان پر کمودنی پانی میں دور رہے پر بھی (پاس ہیں) جو دل میں رہتا ہے وہ دور نہیں رہتا)

اس کے نسخہ جات دوسری جگہوں پر بھی ہیں۔ جو نسخہ مسلم یونیورسٹی (سبحان اللہ لائبریری) میں ہے اس کے مقابلہ میں یہ نسخہ باعتبارِ کتابت کے قدیم تر ہے بلکہ شاید یہ دوسرے نسخوں کے مقابلہ میں قدیم تر ... یہ نسخہ ... خط شکست آمیز صاف لکھا ہوا ہے۔ بعض بعض جگہ املا صحیح نہیں ہے۔ مثلاً "ثواب" کو "ثھواب"۔ "قاعدہ" کو ... لکھا گیا ہے وغیرہ وغیرہ یہ رسالہ طبع بھی ہو چکا ہے۔

ترقیمہ۔

"تمت تمام شد گوشت بابا لال دیال بن تصنیف چند ربھان منشی واقعہ ... در عہدِ محمد شاہ بادشاہ غازی موافق ۱۱۴۲ھ ہجری در بندر بھرچ"

۲۹۶/۷
۱۳

۱۳۔ اقوال ونکات بزرگانِ سلف

ناقص الآخر۔ مرتب نامعلوم الاسم۔ اوراق (۲۲) تقطیع ...

یہ ایک ناقص الآخر مجموعہ اقوال ونکات بزرگانِ سلف ہے جس کو مرتب نے "بسم اللہ" کے بعد ... شروع کر دیا ہے۔

آغاز۔

"نقل است کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ در طواف ... خود بمن دہ تا برکات بمن رسد شیخ فرمود یا ... اگرچہ ... سود نہ کنند"

اختتام۔

"حضرت سلیمان بہ ہمون راہ بازگشت دید کہ مرغ راچگاں گرفتہ ... دنوں ... "

[1] کمودنی یعنی کنول

Marfat.com

کرده اند پیغمبر خدا پرسید کہ گفتارت چیزے دیگر بود گرفتاری از کجا باشد۔ گفت اے پیغمبر خدا گفتارِ من مرا در پا افتاد۔ چوں شما از سر وقت می رفتید جملہ جہاں سراسر در گرفتہ (کرم خوردہ)۔ طرفِ آتش در دادہ۔ گفتم کجا روم مگر در آشیانۂ من آتش نہ بود چوں در آشیانہ در آمدم"۔

مرتب نے ہر عنوان کے لیے یا تو "نقل است" لکھا ہے اور یا نکتہ۔ "نقل" کے تحت وہ حکائتیں ہیں جو بزرگوں کی طرف منسوب ہیں اور "نکتہ" کے تحت وہ عارفانہ اور حکیمانہ اقوال ہیں جو بزرگوں کی زبان سے نکلے۔ چنانچہ حضرت سلطان بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے دریافت کیا۔

"فرض کدام است و سنت کدام۔ فرمودند کہ سنت ترک دنیا و فرض طلب مولیٰ"

ایک نقل کے سلسلہ میں "گدائی" اور "درویشی" کے فرق کو اس طرح بتایا ہے۔

"گدائے دیگر است و درویشے دیگر درویشے آن است کہ ترکِ دنیا گیرد و گدائے آنکہ دنیا ترکِ او کردہ باشد"

اسی قسم کی مفید تر حکایات اور اقوال اور عارفانہ و حکیمانہ نکتوں سے رسالہ مزین ہے جو قابلِ مطالعہ ہے۔ بہر حال اس مجموعہ میں بعض حکایات دیکھے مختلف کتابوں مثلاً گلستاں وغیرہ میں ملتے ہیں۔ لیکن اس ایک مجموعہ میں وہ معدودے مفید اقوال کے ایک جگہ ہیں۔ افسوس ہے کہ آخر کے اوراق نہیں ہیں اسی لئے مصنف کا نام و سالِ تصنیف اور سالِ کتابت نہ معلوم ہوسکا آخر میں کوئی ترقیمہ بھی نہیں۔

خط قدیم معمولی نستعلیق ہے۔ رسالہ میں بعض بعض صفحات پر مفید حواشی بھی ہیں۔ آخر کے چند اوراق کرم خوردہ ہیں جن کی چٹ بندی کردی گئی ہے مگر بہت خراب چٹ بندی ہوئی ہے۔

۲۹۷۷
۱۴

۱۴۔ رشحات (یعنی وصیت نامہ حضرت عبد الخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ مع شرح)

اوراق (۱۴) ۳/۴ ۵" - ۱/۴ ۷" سال کتابت قبل ۱۲۱۲ ہجری۔

اس مختصر رسالہ میں اس طریق ذکر و فکر کی شرح ہے جو خانوادہ نقشبندیہ میں جاری و ساری ہے۔ رسالہ بسم اللہ کے بعد شروع ہے کوئی حمد و تمہید نہیں ہے۔

آغاز۔

"خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ از خاں خلیفہ چہارم
اند از خلفائے اربعہ ابو یوسف ہمدانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ
و سر دفتر طبقہ خواجگان"

اختتام

"و بعد از نقل حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

ہر یک از یں چہار بزرگ بامر و ارشاد قیام نمودند و خلق را بدعوت حق فرمودہ اند"۔

یہ رسالہ ایک دیباچہ اور (۱۱) رشحات پر مشتمل ہے۔ دیباچہ میں مصنف یا مرتب نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کا مختصر نسب نامہ اور ان کی تعلیم و تربیت کو لکھتے ہوئے ان کی ارادت اور خلافت کا بھی مختصراً ذکر کیا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے:۔

ایشاں را وصیت نامہ ایست در آداب طریقت کہ بہ لسبۂ فرزند روشن ضمیر معنوی خود خواجہ اولیاء کبیر قدس اللہ تعالیٰ سرہ نوشتہ اند بر فوائد جلیل و عوائد جلیل کہ ناگزیر ہمہ سالکان و مریدان است"

اس کے بعد مرتب نے حسبِ تفصیل ذیل "رشحات" کو مشرح کیا ہے۔

۱۔ رشحۂ اوّل:۔ اس میں وہ چالیس وصیتیں ہیں جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ اولیاء کبیر کو فرمائی تھیں۔

۲۔ رشحۂ دوم:۔ اس میں ان (۱۱) کلمات کو لکھا ہے جو طریق خواجگان کی بنیاد ہیں۔ مثلاً ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن" وغیرہ۔

۳۔ رشحۂ سوم:۔ شرح و تفسیر "ہوش در دم"۔ اس کی شرح میں مصنف نے حضرت مولانا سعد الدین کاشغری خواجہ عبید اللہ احرار۔ مولانا جامی۔ شیخ ابوالجناب نجم الکبریٰ رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی تصانیف کے جن میں اس جملہ کی تشریحات ہیں حوالے بھی دیئے ہیں۔

۴۔ رشحۂ چہارم:۔ شرح و تفسیر "نظر بر قدم" اس کی شرح میں بھی مختلف اولیاء کرام کے اقوال و احوال کے حوالے ہیں مثلاً خواجہ بہاؤ الدین نقشبند شیخ ابو محمد ادیم وغیرہ قدس اللہ اسرارھم۔

۵۔ رشحۂ پنجم:۔ شرح و تفسیر "سفر در وطن" اس کی شرح میں مصنف نے حضرت شیخ احمد فاروقی المشہور بہ کابلیؒ کے قول کو تفصیل سے لکھا ہے۔

۶۔ رشحۂ ششم:۔ شرح و تفسیر "خلوت در انجمن"۔ مصنف نے اس کی وہ شرح لکھی ہے جس کو حضرت خواجہ اولیاء کبیر اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ اسرارھما نے بیان فرمایا تھا۔

۷۔ رشحۂ ہفتم:۔ شرح و تفسیر "یاد کرد" اس میں مرتب نے ذکر لسانی اور ذکر قلبی و لکھتے ہوئے "لا الہ الا اللہ" کے ذکر کے طریق کو بحوالہ بزرگانِ سلف لکھا ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ عبدالخالق قدس اللہ سرہ العزیز کا قول شرحاً نقل کیا ہے "کہ یاد کرد عبارت از تکلیف است در ذکر"۔

۸۔ رشحۂ ہشتم:۔ شرح و تفسیر "بازگشت"۔ اس میں ذکر "بازگشت" کی تفصیلات ہیں یعنی کلمۂ طیبہ کے ذکر کے بعد ذاکر کو اپنا مقصود صرف رضائے الٰہی رکھنا چاہیئے تاکہ دل میں کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو جیسا کہ حضرت خواجہ غجدوانیؒ نے اس کی شرح میں فرمایا ہے "بازگشت از رجوع است بحق سبحانہ و تعالیٰ" وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

۹۔ رشحۂ نہم :۔ شرح و تفسیر "نگاہداشت"۔ اس میں مراقبہ کی تفصیل و تشریح ہے جس کو حضرت خواجہ غجدوانیؒ نے یوں بیان فرمایا ہے۔ "نگاہداشت آں عبارت است از محافظتِ ایں رجوع است"۔

۱۰۔ رشحۂ دہم :۔ شرح و تفسیر "یادداشت"۔ اس میں مشاہدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنف نے حضرت خواجہ غجدوانیؒ کے قول سے استنادکرتے ہوئے لکھا ہے "یادداشت از رسوخت در نگاہداشت"۔

۱۱۔ رشحۂ یازدھم :۔ شرح و تفسیر "وقوف زمانی" مصنف نے اس کی شرح میں "قبض و بسط" کی تشریح کرتے ہوئے "محاسبہ" کی تاکید کی ہے۔

۱۲۔ رشحۂ دوازدھم :۔ شرح و تفسیر "وقوت عددی" اس کی شرح میں مصنف نے لکھا ہے کہ یہ ذکر قلبی کی ایک قسم ہے جس میں اعداد ذکر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ یعنی ہر سانس میں کتنی مرتبہ ذکر کیا گیا تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا (۲۱) بار ہر حال طاق نمبر ہونا چاہیئے۔

۱۳۔ رشحۂ سیزدھم :۔ شرح و تفصیل "وقوف قلبی"۔ اس کی شرح میں مصنف نے حضرت خواجہ غجدوانی کے دو قول اقوال کو نقل کرتے ہوئے حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ کے اس قول کو لکھا ہے کہ ذکر میں حبسِ نفس لازم نہیں ہے۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ قدس اللہ سرہ العزیز کا ذکر کرتے ہوئے اس وصیت نامہ کا صرف ذکر کیا ہے بلکہ وہ وصیت نامہ بھی جو اس رسالہ میں درج ہے۔ بہ تبدیل و تحریف معمولی نقل بھی کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء جلد اول صفحہ ۵۳۲ مطبوعہ نولکشور لکھنو)

نفحات الانس میں مولانا جامیؒ نے حضرت خواجہ اور ان کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے اس وصیت نامہ کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

حضرت خواجہ عبدالخالق قدس اللہ سرہ العزیز خلیفہ حضرت یوسف ہمدانی قدس سرہ العزیز غجدوان میں پیدا ہوئے اور وہیں بعد وصال ۵۷۵ھ ہجری میں مدفون ہوئے۔ مقام غجدوان بخارا سے (۶) کوس کے فاصلہ پر بتایا جاتا ہے۔ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے والد خواجہ عبدالجمیل ملک روم سے ترک وطن کرکے غجدوان میں آکر آباد ہوگئے تھے اپنے وقت کے سرآمد اتقیا میں سے تھے۔

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کا سلسلۂ ارادت و خلافت پانچ واسطے سے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ العزیز تک پہنچتا ہے۔

رسالہ میں نہ مصنف کا نام ہے اور نہ سال تالیف لکھا ہے۔ اسی لیئے میں نے موضوع کی مناسبت سے اس کا نام رشحات رکھا۔ آخر میں کاتب نے اپنا نام "یار محمد یوسف زئی نقشبندی" لکھا ہے۔ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے نے لکھا ہے جو فن تذکرہ و سیرت ۹۳۲ میں درج کیا گیا ہے۔ یہ بھی سلسلۂ نقشبندیہ کے ایک بزرگ بیلی بھیت کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے اس رسالہ کی کتابت ۱۲۱۳ھ ہجری سے پہلے کی تھی کیونکہ کاتب کا انتقال ۱۲۱۳ھ ہجری میں ہوا ہے جیسا کہ

Marfat.com

لفظ "غریب" سے مستفاد ہوتا ہے جو کاتب کے بیٹے کی کہی ہوئی تاریخ ہے۔

ترقیمہ:۔

تمت ھذہ الرسالۃ بعون اللہ تعالیٰ وحسن توفیقہ علی ید الفقیر
غلام غلام خواجہ محمد حیات پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ یا محمد یوسف
زئی نقشبندیہ۔

نقشبندیہ عجب سالار قافلہ اند — برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

اس کے ساتھ اور بھی کئی رسالے جلد تھے جیسا کہ سرورق کی عبارتوں اور تفصیل سے پتہ چلتا ہے۔ لیکن اب وہ رسالے اس کے ساتھ نہیں ہیں۔ دیباچہ کی پیشانی پر ایک ہشت پہلو مہر ہے جس میں سجع کی شکل میں مالک کتاب کا نام اور سنہ لکھا ہے:۔

"اوّل ما خلق نور محمد سنہ ۱۲۳۲ ہجری"

ترقیمہ کے بعد کاتب نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی کے تینوں خلفاء کے نام بھی لکھ دیئے ہیں اس کے بعد مالک کتاب کا نام بہ خط شکستہ آمیز کسی نے لکھا ہے:۔

"مالک ایں رسالہ مولوی نور محمد ابن شیخ احمد ابن شیخ نور محمد۔ اگر کسے دعوے کند باطل گردد"

رسالہ کا خط معمولی شکستہ آمیز ہے۔ املا بے حد غلط ہے۔ کہیں کہیں کرم خوردہ ہے جس کی وجہ سے بعض سطریں ضائع ہوگئی ہیں۔ راقم نے بہت کچھ ان کو درست کرکے صحیح الفاظ یا عبارتیں حاشیوں پر لکھ دی ہیں۔

اس کے بعد کاتب نے منازل و مراتب سلوک کا وہ مشہور نقشہ لکھ دیا ہے جو صوفیا میں متداول ہے اور اسی کے بعد دو صفحہ کا ایک رسالہ بنام "لطائف خمسہ دو لطیفہ واسرار است" نقل کر دیا ہے۔

۱۵۔ رسالہ تکمیل العرفان

۲۹۷/۷
۱۵

سید محمد ماہ رضویؒ۔ مکتوبہ ۱۲۶۳ھ۔ اوراق ½۲، تقطیع ۸×½۴۔ مصنف نے اس رسالہ میں بقول خود بسبب درخواست فدوی درویشاں و منظور نظر ایشاں امیر سید محمود المخاطب بہ ارجمند خاں "چند اصطلاحات صوفیہ" قلمبند کیا ہے۔ اس میں ایک دیباچہ، (۹) فصلیں اور ایک خاتمہ ہے۔

آغاز۔

"بعد از سپاس بے قیاس پروردگار و ستائش رسول مختار و مودت اولاد اطہار و تعظیم اصحاب کبار"

اختتام رباعی:۔ اعیان ہمہ شیشہائے گوناگوں بود — کافتاد بر آں پرتو خورشید وجود

Marfat.com

ہر شیشہ کہ بود زرد و یا سرخ و کبود — خورشید درآں ہم بہ ہماں رنگ نمود

مصنف نے بعد حمد وثنا دیباچہ میں امیر سید محمود کی فرمائش کا حوالہ دیتے ہوئے رسالہ کا نام "بہ سبب عرفانِ معبود تکمیل العرفان" لکھ کر حسب تفصیل ذیل ۹ فصلوں اور خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔

فصل اول :۔ وجودِ حق سبحانہ عینِ ماہیت ولیست

فصل دوم :۔ تعین اول علمِ حق تعالیٰ است

فصل سوم :۔ تعین ثانی علم تفصیلی جمیع شئونات الٰہی وکونی است

فصل چہارم :۔ تعین ثالث عالمِ ارواح است

فصل پنجم :۔ تعین رابع عالمِ مثال است

فصل ششم :۔ تعین خامس شہادت است

فصل ہفتم :۔ تعین سادس انسان کامل است

فصل ہشتم :۔ در تعین اول تا آخر ہیں مرتبہ ظہور حق سبحانہ وتعالیٰ

فصل نہم :۔ حالِ عالم کہ بر و اطلاق اسم غیر و سوائے کنند

خاتمہ :۔ نور وجود حق سبحانہ و تعالیٰ بمثابہ نور محسوس و اعیان

مصنف نے حسب ضرورت "تعینات" کے مفید دائرے بھی دیئے ہیں اور ان دائروں میں تعینات کی تفصیلات لکھ دی ہیں۔

مراتب سلوک میں یہ بہت اچھا رسالہ ہے

مصنف نے اول اور آخر تصنیف کا سال نہیں لکھا ہے۔ لیکن ترقیمہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ سالِ تصنیف و سالِ کتابت ایک ہے یا اسی کے قریب کا زمانہ ہے۔ خط شکستہ آمیز ہے اس کے ساتھ ۱۶ بھی مجلد ہے۔

ترقیمہ :۔ "تمت ہذہ الرسالۃ مسمی تکمیل العرفان بتاریخ دہم شہر شوال فی یوم السبت بوقت الظہر سنہ ۱۱۶۳ ہجری النبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین"

۲۹۷/۷
۱۶

۱۶۔ مراتب عوالمِ خمسہ :۔

مصنف شیخ فتح محمد بن عین العرفا۔ تاریخ کتابت ۱۱۶۳ھ ہجری اوراق ۳½۔ تقطیع ۵" × ۸½"

مصنف نے مختصر حمد وثنا کے بعد رسالہ کو شروع کیا ہے

13456

Marfat.com

آغاز:- "الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔
طالب حق را باید دانست کہ مراتب وجود باصطلاح صوفیہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین پنج ہستند"

اختتام:- "رسالہ مراتب عوام خمسہ بطریق اجمال خادم الفقراء شیخ محمد بن عین العرفا بالتماس بعض فقرا در دو روز قریب دو ساعت متوجہ شدہ نوشت وانچہ دریں نوشتہ است مکرر از حضرت پیر دستگیر شنیدہ است۔ بعدہ معلوم نیز ہمچنیں شدہ است الحمد للہ والسلام علی رسولہ والہ اجمعین"۔

مختصر حمد وثنا کے بعد مصنف نے "مراتب خمسہ" کے حسب ذیل وہ مشہور نام لکھے ہیں جو اہل سلوک وتصوف میں متداول ہیں۔

ہاہوت۔ لاہوت۔ جبروت۔ ملکوت۔ ناسوت

اس کے بعد ان کی شرح اور تفصیل لکھی ہے اور شرح آخری مرتبہ "ناسوت" سے شروع کی ہے اور اس کے بعد "ملکوت" کو لکھا ہے اسی طرح باقی ماندہ مرتبوں کا ترتیب وار بیان ہے۔ ہر ایک مرتبہ کا نام یا عنوان سُرخی سے لکھا ہے مصنف نے بیشتر احادیث صحیحہ کے حوالے بھی دیئے ہیں۔

سالِ تصنیف اس کا بھی نہ معلوم ہو سکا لیکن ترقیمہ سے خیال ہوتا ہے کہ تصنیف کے زمانہ یا اس کے قریب کے زمانہ کا مکتوبہ نسخہ ہے جو غالباً مصنف ہی کا لکھا ہوا ہے۔

نسخہ بخط نستعلیق شکست آمیز لکھا ہوا ہے۔ یہ رسالہ [illegible] کے ساتھ مجلد ہے۔

ترقیمہ:- "تمت تمام شد بتاریخ ۲۳ شہر شوال ۱۱۶۳ ہجری تحریر [illegible]"
نسخہ جات [illegible] و [illegible] ایک ہی مجلد میں ہیں اور ایک ہی کاتب کے مکتوبہ ہیں۔

۲۹۷/۷
۱۷

۱۷- برہان العاشقین۔

ناقص الآخر۔ مصنف پیر محمدؒ۔ سالِ تصنیف غالباً ۱۱۶۲ھ ہجری یا اس کے کچھ بعد۔ اوراق (۶)۔ تقطیع [illegible]۔

Marfat.com

یہ رسالہ جس کے غالباً کافی اوراق ضائع ہوگئے گویا مصنف کی سوانحِ ذاتی کا ایک "روزنامچہ" ہے جس میں بعض ان بزرگوں کے حالات بھی ہیں جن سے مصنف نے وقتاً فوقتاً بدوران طالب علمی یا سیاحت استفادہ کیا۔ اسی سلسلہ میں مسائل تصوف و سلوک کو بھی مصنف نے مجملاً بیان کیا ہے اسی لئے راقم نے اس رسالہ کو بجائے "فن سیرت و تذکرہ" کے فن تصوف میں درج کرنا مناسب سمجھا۔

آغاز۔ "چنیں گوید احقر درویشاں پیر محمد کہ آغاز شعور و آگاہی ایں درویش را محبت با اہل اللہ و آرزوے زیارتِ فقراء آیات اللہ بود"

اختتام۔ "وکیفیتِ احوال حضرت شیخ داؤد علی: لاجمال آنکہ مولد ایشاں ہمدان است و عالم و متقی اند۔ بعد ازانکہ زوجۂ ایشان وفات یافت"

مصنف نے حمد و ثنا میں "بسم اللہ" ہی پر اکتفا کرکے رسالہ شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ آرزوئے ملاقاتِ فقراء لکھنے کے بعد یہ لکھتے ہوئے کہ:

"درعنفوان شباب بتاریخ ۵ ذی القعدہ ۱۰۵۹ھ در مانک پور کہ ایں درویش درآں جا برائے کسبِ علوم اقامت داشت" حضرت پیر دستگیر شاہ عبد اللہ قدس اللہ سرہ سے جو بقول مصنف ملک مالوہ کے رہنے والے تھے بیعت کا حال لکھا ہے اس کے بعد لکھا ہے:۔

"بتاریخ اا شہر جمادی الاول ۱۰۶۱ھ ہجری کہ ایں درویش دراں ایام نسخۂ تفسیر بیضاوی میگذرانید در مقبرۂ منورہ حضرت خواجہ قطب الدین شرف سعادت ملازمت میسر شد"

اسی سلسلہ میں مصنف نے اپنے زمانۂ طالب علمی اور کسب فیض کو جو مصنف نے بقولِ خود "از زبان مبارک ایشاں شنیدہ"

مجملاً لکھا ہے۔ مصنف نے جگہ جگہ اپنے پیر و مرشد کے لئے "حضرت شاہ جیو" لکھا ہے کیونکہ عہد مغلیہ میں فارسی کی وسعت پذیری نے ہندی الفاظ مثلاً "جیو" وغیرہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور ہر فارسی نویس اس کو استعمال کرتا تھا۔

ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے نہ تو تاریخ تصنیف کا پتہ چل سکا اور نہ تاریخ کتابت کا۔ نسخہ بہ خطِ شکستِ آمیز معمولی لکھا ہوا ہے حضرت پیر محمد کی ایک اور بھی تصنیف ہے جس کا نام "درجاتِ خمس" ہے جو نمبر ۱۸ پر درج کر دیا گیا ہے اس میں ان کے حالات لکھ دیئے گئے ہیں۔

۱۸۔ درجاتِ خمس۔

۲۹۷/۷
۱۸

حضرت پیر محمد لکھنوی تصنیف غالباً ۱۰۶۶ھ۔ مکتوبہ ۱۲۶۶ھ اوراق (۷)، تقطیع ½۴ × ۷ تصوف و سلوک میں یہ

Marfat.com

یہ مختصر رسالہ ہے۔

آغاز:۔

چو حق خود را بعالم کرد ظاہر | مرا بر سترِ ایں رو کرد ماہر
برائے حمد او در ہر زمانہ | زبانِ خویش را کردم روانہ

اختتام:۔

در بظاہر بنگری ہر رشتہ یابی پیچ پیچ | چوں درونِ دل رآئی جملہ بینی ہیچ ہیچ

مصنف نے مختصر ترحمد و نعت کے بعد اپنا نام لکھتے ہوئے وجہ تالیف اور تسمیہ کے متعلق لکھا ہے۔

در انتہائے سیر ملک بنگالہ رغبت بعضے رفقا بہ تصنیف رسالہ کہ بوئے روندگانِ طریقِ غیبت ماند.....

لاچار از وں پنج درجہ مراتب ساختہ

"درجات خمس" موسوم گردانید

اس کے بعد مصنف نے حسبِ ذیل پانچ درجے بیان کئے ہیں:۔

۱۔ درجہ اول :۔ در بیانِ استماع نمودن عالِ اسرارِ حقیقت و نکاتِ خفیہ از خدمتِ مرشدِ کامل

۲۔ درجۂ دوم :۔ در بیانِ تفکر نمودن طالب اسرارِ خفیہ را کہ استماع نمودہ است از مرشد

۳۔ درجہ سوم :۔ بہ زبان راندنِ عاشق اسرارِ یقینیہ کہ در دلِ وے گشتہ است واثق

۴۔ درجۂ چہارم :۔ معائنہ کردن طالب اسرارِ حقیقت مستور را در قالب

۵۔ درجہ پنجم :۔ در بیانِ غرق گشتنِ عارف در بحرِ غیبت بے چونی

حضرت پیر محمد لکھنوی فی الحقیقت بلگرام کے ایک خاندانِ فاروقی کے فرد تھے چونکہ لکھنؤ میں سکونت اختیار فرمالی تھی اس لئے لکھنوی مشہور ہوگئے۔ ان کا ایک اور رسالہ تصوف و سلوک پر ہے جس کا نام "منازل [illegible]" ہے اس کے علاوہ سلوک و تصوف میں ایک دوسری کتاب "برہان العاشقین" بھی ہے۔ [illegible] جا چکی ہے۔ مصنف خزینۃ الاصفیا (جلد اول صفحہ ۴۸۲) نے حضرت پیر صاحبؒ کا وطن جونپور لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ "ابتدائی تعلیم حاصل کرکے جونپور آئے" وہاں سے دہلی پھر قنوج اور پھر لکھنؤ آئے۔ ان تمام جگہوں پر علما رہتے استفادہ کیا۔ غالباً کاتب خزینۃ الاصفیا سے سہو ہوا اور اس نے وطن جونپور لکھ دیا کیونکہ جونپوری ہوکر جونپور آنے کے کوئی معنی نہیں۔ فی الحقیقت آپ بلگرام سے بعد تعلیم ابتدائی جونپور تشریف لے گئے جہاں علماء کا مرکز تھا۔ وہاں سے دہلی تشریف لے گئے۔ آخر میں لکھنؤ آکر بقول خزینۃ الاصفیا:۔

پیش شیخ عبد القادر قاضی لکھنوی تحصیل علم با تمام رسانید

Marfat.com

تحصیل علم کے بعد "جذب شوق الٰہی" کا غلبہ ہوا اور شاہ عبد اللہ سیاح چشتی سے بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ اور دوسرے سلسلوں کی خلافت پر فائز ہوئے۔ حضرت پیر کی وفات لکھنؤ میں ۱۲۸۰ھ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی تصانیف نہ صرف تصوف وسلوک میں ہیں بلکہ فقہ وحکمت پر بھی ہیں۔

ترقیمہ :-

تمام شد رسالہ "درجات خاس (خمس) من تصنیف
حضرت شاہ پیر محمد لکھنوی۔ بتاریخ بستم شہر جمادی الآخرہ ۱۲۶۶ھ

۲۹۶/۷
۱۹

۱۹- فالنامہ۔

حضرت پیر محمد لکھنوی۔ تصنیف قبل یا غالباً ۱۲۶۶ھ۔ مکتوبہ ۱۲۶۶ھ۔ اوراق (۷)، تقطیع ½۴ × ۷

یہ چند اوراق کا رسالہ حضرت پیر محمد لکھنوی کا مصنفہ ہے جن کی دو تصانیف اوپر درج کر دی گئی ہیں اور حضرت ممدوح کا اجمالی حال بھی لکھ دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ باندازِ تصوف قرآنی فال پر حضرت ممدوح نے "بعضے دوستان" کی درخواست پر لکھ دیا ہے۔

آغاز۔

بعد از حمد خداوند تعالیٰ و پس از درود رسول بے مثال آست

اختتام :-

قرآن مجید بکشاید۔ حرف اول سطر صفحہ اولی درنظر دارد
مطابق تعین اربع عناصر حصولِ مطلب و ناحصول اعتبار نماید

مصنف نے مختصر حمد ونعت کے بعد اپنا اسم مبارک لکھا ہے اور اس کے بعد فال نکالنے کے لئے سب سے پہلے ایک دعا لکھی ہے اور اس کے قاعدے اور نتائج بتائے ہیں۔ رسالہ کا اسلوب اول سے آخر تک عالمانہ اور صوفیانہ ہے۔ اس کا خط معمولی نستعلیق ہے۔

ترقیمہ۔

تمام شد رسالہ ترتیب (ترکیب) فال من تصنیفات شاہ پیر محمد
لکھنوی چشتی قدس سرہٗ بتاریخ ۸ رجادی الآخر ۱۲۶۶ ہجری

اس کے بعد ایک اور ورق ہے جو غالباً حضرت ممدوح کی سوانح کا آخری ورق ہے افسوس کہ جلد بندی کے وقت مزید

اوراق کو تلاش نہیں کیا گیا اور اس ورق کو اس رسالہ کے ساتھ یہ دیکھ کر ایک ہی قسم کا خط ہے مجلد کر دیا گیا اس کے آخر میں تاریخ کتابت ۱۱ جمادی الآخر ۱۲۶۶ھ لکھی ہے اور لکھا ہے :-

تمام شد نسخہ بیانِ ابتداء احوال قطب العارفین برہان العاشقین پیر دستگیر شاہ پیر محمد لکھنوی قدس اللہ سرہٗ

۲۹۷/۷
۲۰

۲۰- رسالہ سماع -

مصنف مولانا حافظ عبد اللہ الحسین المشہور بہ شجاع الدینؒ - سالِ کتابت ۱۲۷۵ ہجری اوراق (۳) -

تقطیع ۸ × ۵ × ۱/۲

یہ مختصر رسالہ غنا اور سماع کے جواز اور عدمِ جواز کے متعلق ہے جس پر مصنف نے ظاہری اور باطنی دونوں حیثیتوں سے بحث کی ہے - اس کے ساتھ دوسرے رسالہ جات بھی موصوف الصدر مصنف کے ہیں اگرچہ موضوع سب کا مختلف ہے لیکن سب مسلسل لکھے ہوئے ہیں اور ایک ہی کاتب کے قلم کے ہیں لہذا ان سب کو باوجود اختلافِ موضوع کے اسی فن میں درج کیا گیا -

آغاز -

"الحمد للہ سامع الاصوات عالم الجہر والخفیات والصلوٰۃ
والسلام علیٰ رسولہ محمد سید الکائنات الذی سبح
فی کفہ الحصبات

اختتام -

"تا از مکر شیطان و شہوات نفس در اماں باشد ومن اللہ التوفیق
وبیدہٖ ازمۃ التحقیق وھو المستعان وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہٖ
واصحابہٖ اجمعین والحمد للہ رب العٰلمین"

مصنف نے بعد حمد و صلوٰۃ اپنا نام لکھا اور اس کے بعد نفسِ مسئلہ شروع کر دیا ہے پہلے لفظ [illegible] پھر اس کے اشتقاق - معانی اور محلِ استعمال کو لکھتے ہوئے "غنا" اور "سماع" پر [illegible] سماع کے رسم و رواج پر جو شادی وغیرہ کے موقع پر ہوتا ہے روشنی ڈالی ہے اور آخر میں مصنف نے یہ [illegible]

اولیٰ آنکہ ایں چنیں چیزہائے مشتبہ پرہیز کند تا از مکر شیطان و شہوات
نفس در اماں باشد

نسخہ کا خط شکستہ آمیز ہے - تاریخ تصنیف نہ معلوم ہو سکی لیکن اندازِ کلام اور اسلوب بیان سے [illegible] کا

Marfat.com

زمانہ قریب قریب وہی ہے جو کتابت کا ہے۔ واللہ اعلم

ترقیمہ۔

"تمام شد۔ رسالہ سماع من تصنیف حضرت مولانا میر شجاع الدین حسینؒ
بتاریخ ہفت دہم شہر جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ ہجری۔ رسالہ ھذا در ملک
حضرت مولوی حافظ عبد الباسط صاحب"

کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا

۲۔ رسالہ احتلام۔ تاریخ کتابت ۱۲۷۵ھ ہجری۔ یہ صرف ایک ورق کا رسالہ بھی مولانا شجاع الدینؒ کا مصنفہ ہے جس میں مصنف نے خواب کے فلسفہ کو سوال وجواب کی شکل میں بیان کیا ہے اور بدخوابی کا سبب بتایا ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ و
علی آلہ وصحبہ ومن اتبع رشدہ۔ اما بعد ایں سطرے
چند است کہ در جواب سائلے کہ پرسیدہ

اختتام۔

"بگر لطفے کہ او را تمیز نفس از جنبش نبود در خواب و بیداری
بے اختیار مثل ایں افعال از وصادر می شود ھذا ما اودع اللہ
عزوجل فی عقل ھذا العنصر و ھو اعلم بحقیقۃ الادمی۔

اس کی تاریخ کتابت نہم شہر جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ ہجری۔ کاتب وہی ہے جو سابقہ رسالہ کا ہے

۳۔ رسالہ جبر و قدر۔ ورق (۲)۔ تاریخ کتابت ۱۴ رمضان المبارک۔ یہ مختصر رسالہ بھی مولانا شجاع الدینؒ کا مصنفہ ہے جس میں جبر و قدر کے مسئلہ پر خالص شرعی حیثیت سے مصنف نے بحث کی ہے اور آیات قرآنی و احادیث نبویہ کے حوالے دیئے ہیں۔

۴۔ رسالہ رویت الہٰی۔ ورق (۱) تاریخ کتابت ۱۵ رمضان ۱۲۷۵ھ یہ رسالہ بھی مولانا موصوف الصدر کا مصنفہ ہے جس میں دیدار الہٰی کو شرعی حیثیت سے ثابت کیا ہے جس کا مومنوں سے وعدہ فرمایا گیا ہے۔ مصنف نے بلا اظہار و معتزلہ دیدار الہٰی کو عقیلاً و نقلاً اور اس کے بعد عارفانہ و صوفیانہ حیثیت سے بیان کیا ہے اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ" (ترجمہ: اللہ کی نعمتوں پر غور و فکر کرو اور اللہ کی ذات

Marfat.com

کو مت سوچو کی بہت اچھی تشریح کرتے ہوئے نفس مسئلہ کو نہایت خوبی سے پڑھنے والوں کے ذہن نشین فرماتے ہوئے معتزلہ کا رد فرمایا ہے۔

۵۔ رسالہ امتناع نظیر۔ اوراق (۶) تاریخ کتابت ۱۲۷۵ھ ہجری۔ یہ رسالہ بھی غالباً مولانا شجاع الدین رح کا لکھا ہوا ہے۔ یہ پرانا مختلف فیہ مسئلہ ہے جس پر علماء سلف نے موافق و مخالف مجلدات لکھ ڈالے ہیں۔ رسالہ میں کوئی خاص بات قابلِ تذکرہ نہیں ہے اس سے پہلے منطقی علماء بہت کچھ اس مسئلہ پر لکھ چکے ہیں (ملاحظہ ہو رسالہ "امتناع نظیر مصنفہ حضرت جدی مولانا فضل حق خیرآبادی رح مطبوعہ مجادو پریس جونپور ۱۹۰۵ء) یہ سب رسالہ جات ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے ہیں جن کا سال کتابت ایک ہے، لیکن مہینے مختلف ہیں۔

۲۱۔ رسالہ نامعلوم الاسم

۲۹۷/۷
۲۱

ناقص الاول مصنفہ حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس اللہ سرہ العزیز سالِ تصنیف قبل ۸۵۱ھ ہجری۔
اوراق (۷) تقطیع ۴½" × ۷½"

اس مختصر تر رسالہ میں جس کے ابتدائی اوراق نہیں ہیں مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے نقشبندی طریق سلوک کو بیان فرمایا ہے۔

آغاز۔

"باید کہ ازاں آگاہ نشود و جمیع اوقات را مستغرق این ذکر
گرداند و بہیچ شغل از آں باز نماند چہ در رفتن و آمدن
چہ در گفتن و شنیدن چہ رفتن و خواستن"

اختتام۔

"و بدین سخنہا کہ گفتم مداومت نماید و ملازمت کند و اگر
نکند صوفی نتواں گفت و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و
صحبہ اجمعین"

مصنف رح نے سب سے پہلے "ذکر" اور بے خودی کو بیان فرمایا۔ اس کے بعد "مراقبہ توجہ" کے طریق کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لفظ "اللہ" کے معنی و مفہوم پر نظر رکھتے ہوئے۔

"بہ جمیع مدارک و قوی متوجہ قلب صنوبری گردد و برین معنی مداومت نماید و در نگاہداشت آں تکلف کند"

اس کے بعد طریق "رابطہ" کی تشریح فرماتے ہوئے "وقوف زمانی" اور "وقوف عددی" کی توضیح کر کے لکھا ہے کہ

Marfat.com

"از سخنانِ حضرت خواجہ (بہاؤ الدین نقشبند) قدس سرہ است کہ واقعہ علامتِ قبول طاعت است
ولیس از واقعہ حاصلے نیست

"چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم — نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم"

اس کے بعد مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے پوچھا کہ

"بنائے طریق شما بر چیست"

ممدوح الشان قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا :۔
خلوت در انجمن بہ ظاہر با خلق و بہ باطن با حق سبحانہ و تعالیٰ"

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش — ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں !"

اس کے بعد مصنف نے چند تمثیلیں لکھ کر حقیقت "عبادت" "طہارت" کی صراحت فرمائی ہے۔ اسی سلسلہ میں اخلاقِ حسنہ کے اس بنیادی اصول کو بیان فرماتے ہوئے :۔

صحبتِ نیکاں بہ از کارِ نیکاں و صحبتِ بداں بدتر از کارِ بداں باشد (شعر)

با بداں کم نشیں کہ صحبت آں — گرچہ پاکی ترا پلید کند
آفتابِ بداں بزرگی را — ذرۂ ابر ناپدید کند

صوفی کو صوفی بننے کے لئے جو زریں اصول بیان فرمائے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں :۔

۱۔ اگر در راہ با یارے باشی باید کہ ہمراہ او باشی ۔
۲۔ با ہر کسے کہ باشی آنکس را بہتر از خود دانی
۳۔ خود را از ہمہ کس کمتر شمری
۴۔ تا توانی بر ہنمائے اصحاب روی و زنہار آزار خلق نہ جوئی ۔ بمرادِ ھوئ و نفس نروی

اس کے بعد آدابِ طعام و سلام ۔ آداب وقت ۔ آدابِ صحبت و دوستی آداب مسجد و عبادت پابندیٔ شرع وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے اصول بیان فرمائے ہیں ۔ آدابِ سلام کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"چوں مہمان آید سیں سلام با سیں سفر متصل داری"

آدابِ دوستی کے متعلق تحریر فرمایا :۔

۱۔ با یاراں در غیبت چناں باشی کہ در حضور بلکہ بہتر
۲۔ اگر اندوھے و بارے داری از یاراں پنہاں باید داشت تا وقت ایشاں منغص نہ شود و با ایشاں روئے تازہ داری
۳۔ و بار خود را بر دیگراں نہ نہی و نہ پنداری بلکہ بار دیگراں را بر خود نہی

چونکہ دیباچہ کے ابتدائی اوراق نہیں ہیں اس لئے رسالہ کا نام نہ معلوم ہو سکا مصنف کا نام بھی غالباً آغاز میں ہوگا

Marfat.com

بلکہ چونکہ رسالہ میں جگہ جگہ خواجہ بہاؤالدّین نقشبندی قدس سرہ العزیز کا حوالہ بہ خطاب "خواجہ ما قدس سرہٗ" ہے اور اسی کے بعد دوسرا رسالہ ہے جو آئندہ کے نمبر پر درج کیا گیا ہے جس میں مصنف نے اپنا نام :-

فقیر حقیر یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی ثم الجرخی (رح)

لکھا ہے اور اس میں بھی "خواجہ ما قدس سرہ" جگہ جگہ لکھا ہے۔ اس لئے یہ قیاس غلط نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ رسالہ بھی حضرت مولانا چرخی ہی کا مصنفہ ہے اسی قیاس پر مصنف کا نام لکھدیا گیا۔ واللہ اعلم۔

رسالہ گو مختصر ہے مگر بہت ہی پرمغز اور بلند پایہ ہے جس میں سلوک و تصوف کے مسائل کے علاوہ اخلاق و عبادات کے مسائل کی بھی توضیح کی ہے۔

خط قدیم نسخ آمیز ہے۔ کتابت کافی قدیم معلوم ہوتی ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سال کتابت یا نام کاتب کا پتہ چلتا۔ یہ رسالہ ۲۲ کے ساتھ مجلد ہے۔

۲۹۷/۷
۲۳

۲۲۔ رسالہ انسیہ۔

(یعنی ملفوظات حضرت خواجہ بہاؤالدّین نقشبند قدس اللہ سرہٗ العزیز۔

مصنف۔ حضرت مولانا یعقوب بن عثمان بن محمود الغزنوی ثم الجرخی قدس سرہٗ

سال تصنیف قبل ۸۵۱ھ نام کاتب و سال کتابت نامعلوم

تعداد اوراق (۱۸) تقطیع ۴ ۳/۴ × ۷ ۱/۲

مصنف رح نے بعد تحمید و تمہید رسالہ کی وجہ تصنیف کو لکھتے ہوئے اپنا مختصر حال لکھا ہے اور اس کے بعد حضرت خواجہ بہاؤالدّین نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے سلسلہ و اقوال متبرکہ کو بیان فرمایا ہے :-

آغاز:-

حمد و ثنا مر مبدع ارض و سما را کہ جن و انس را مظہر انواع کمالات گردانید و رسل و انبیاء و اولیاء را وسائط تکمیل ساخت و محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را ...... برہمہ ایشاں تفضیل کرد و امت او را بنابریں بہترین امم گردانید

اختتام۔

می فرمودند کہ حقیقت اخلاص بعد از فناء ہستی دیدہ و تا

Marfat.com

بشریت غالب است میسر نمی شود۔ و ایں بیت را می گفتند :۔

ساقی قدحے کہ نیم مستیم مخمور صبوحی الستیم !

مارا تو ماہ خوباں بنما ما خویش نیم بت پرستیم

مصنف نے بعد حمد و نعت اپنا نام لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

خواست کہ شمہ از سیرت مصطفوی بہ طریقہ مستقیم کہ بہ وے رسیدہ بود از حضرت مخدومی شیخ الاسلام والمسلمین قطب المشائخ والاولیا ربی العالمین خواجہ بہاؤ الحق والدین البخاری المعروف بہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ در قیدِ کتابت آورد۔ تا خواندن آں بروزگار بماند و سبب انس اصحاب و احباب گردد

مصنف نے اس کے بعد اپنی ارادت اور بیعت کا حال لکھتے ہوئے بعد وصال حضرت خواجہ قدس سرہٗ بہ اشارت بشارت پیر و مرشد خود حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ سے جو حضرت خواجہؒ کے خلفاء میں تھے حصول فیض کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

چند سال بعد از فوت حضرت خواجہ قدس سرہٗ ملازمت ایشاں کردہ شد و لطف و کرم ایشاں را بر ہمہ کس غایت نہ بود علی الخصوص بایں فقیر

حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ کے وصال کے بعد مصنف نے وجہ تصنیف رسالہ کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ :۔

چوں از صحبت ایشاں (حضرت خواجہ عطارؒ) نیز محروم شدم خواستم کہ بامتثال فرماں برداری امرے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کردہ بودند کہ انچہ از ما بتو رسیدہ است بہ ساں بقدر حال بطریق خطاب مرحاضراں را و کتاب غائباں را رسانیدہ شود

اس لئے مصنف نے یہ رسالہ لکھدیا۔

مصنفؒ نے نفس موضوع کو شروع کرنے سے قبل حضرت خواجہ بہاؤ الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے سلسلہ بیعت کو لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

پس حضرت خواجگان مارا قدس اللہ ارواحہم در تصوف نسبت بچہار وجہ است

اور ان چاروں کی تفصیل میں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام۔ حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہٗ۔ سلطان العارفین تا

Marfat.com

حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امام جعفر صادق رضؓ تا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمار مبارک لکھے ہیں۔

اس کے بعد مصنف رحؒ نے اپنے پیرو مرشد کی ہدایات واقوال نسبت طہارت، وضو، نماز، اشغال کو پوری تفصیل سے لکھا ہے اور ان تمام آیات قرآنی واحادیث نبوی کو نقل کیا ہے جو ان احکام کی حامل ہیں۔

رسالہ کو ختم کرتے ہوئے مصنف نے "میفرمودند" لکھ کر حضرت خواجہؒ کی یہ رباعی نقل کی ہے :-

تا روئے تو دیدہ ام اے شمع طراز — نے کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز

چوں با تو بوم مجاز من جملہ نماز — چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

اس کے بعد اس رباعی کے مطلب کو بیان فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ :-

میفرمودند خواجہ ما قدس سرہٗ کہ اگر یار بے عیب جوئی بے یار

مانی وایں بیت رامی گفتند :-

بندہ حلقہ بگوش ار ننوازی برود — لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ جیسا کہ خود اس رسالہ کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ فی الحقیقت فتح آباد (غزنین) کے رہنے والے تھے بعد فراغت کسب علوم بخارا میں آکر حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ کے مرید ہوئے۔ مرید ہونے کے بعد خواجہ قدس اللہ سرہٗ نے ابتدائی تعلیم کے لئے ان کو اپنے خلیفہ خواجہ علاؤ الدینؒ عطار کے سپرد کر دیا تھا اپنے پیر و مرشد کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ عطارؒ کی خدمت میں رہ کر مزید فیض حاصل فرمایا حضرت خواجہ علاؤ الدین عطارؒ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہٗ کے خلیفہ بھی تھے۔ جانشین بھی تھے اور داماد بھی۔ حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کی وفات بمقام بل نفو ۸۵۱ھ میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے (ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء جلد اول مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۵۶) موجودہ رسالہ میں سال تصنیف نہ ہونے کی وجہ سے قبل ۸۵۱ھ لکھ دیا گیا جو حضرت کا سالِ وفات ہے۔

کاتب اس رسالہ کا بھی وہی ہے جو سابقہ رسالہ کا ہے اور یہ دونوں رسالہ جات ایک ہی مجلد میں ہیں۔

۲۹۷/۷
۲۳

۲۳-۲- رسالہ تصوف (نامعلوم الاسم)

- اوراق (۶) - تقطیع ½۷ × ½۴

یہ رسالہ بھی سلوک و تصوف کے بیان میں ہے لیکن اوّل و آخر کہیں نہ رسالہ کا نام ہے نہ مصنف کا اور نہ سال تصنیف ہے

آغاز۔

شکر و سپاس مر خالقے را کہ ہژدہ ہزار عالم بیافرید وازمیاں آدم را برگزید واز روح خود در و دمید

Marfat.com

اختتام۔

وگفتہ اند المرید کالمیت بین یدی الغسال

مصنف نے مختصر حمد وثنا کے بعد ضرورت فن تصوف کو مختصراً ظاہر کرتے ہوئے صرف اس قدر لکھا ہے کہ:۔

بہ فقیر انچہ از آستاں بوسی ایں طائفہ رسیدہ بود نوشتہ شود

تا کہ ہر کہ دغدغہ ایں نسبت شریفہ داشتہ باشد نویسد وبخواند

درعمل آرد تا سعادت مند دارین گردد

اس تمہید کے بعد اس نے تصوف کے ابتدائی مسائل کو بیان کرتے ہوئے نماز فرائض ونوافل کو بیان کیا ہے اس کے بعد اوراد وظائف کو بیان کرتے ہوئے طریق ذکر "لا الہ الا اللہ" کو لکھا ہے۔ طریق ذکر کے بیان کرنے کے بعد صحبت اتقیاء واصفیاء کو لکھتے ہوئے آداب کو لکھا ہے اور اسی پہ یہ رسالہ ختم ہے۔ کاتب اس کا بھی وہی ہے جو سابقہ رسالہ جات کا ہے

ترقیمہ۔

تمت الرسالہ ھذا بعون اللہ الملک الوھاب

فی بلدۃ شاہجہاں آباد در ماہ رمضان المبارک در مسجد

اورنگ آبادی روز دوشنبہ وقت ضحیٰ

۲۹۷/۷
۲۴

۲۴۔ رسالہ عالم صغیر وکبیر۔

اوراق (۲)، تقطیع ۴ ۱/۲ × ۷ ۱/۲

اس رسالہ کا بھی مصنف نے کوئی نام نہیں لکھا اور نہ اپنا نام لکھا۔ لیکن چونکہ اس میں "عالم صغریٰ وکبریٰ" کا بیان ہے لہٰذا غالباً اس کا نام یہی ہوگا

آغاز:۔

خداوند عالم ہر چیزے کہ در عالم صورت آفرید در عالم باطن آفرید

اختتام۔

بدانکہ رضائے حق سبحانہٗ وتعالیٰ در مخالفت نفس و ہوا است۔

Marfat.com

قالوا الهواء عند الله ابغض من جميع الالٰه الباطلة

افرايت من اتخذ الٰه هواه صدق الله العظيم و صدق رسوله

النبي الكريم ونحن على ذالك من الشاهدين برحمتك يا ارحم الراحمين

مصنف نے اس رسالہ میں عالم ظاہر و باطن سے بحث کی ہے اور ان کا نام عالم کبریٰ و عالم صغریٰ رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ:

عالم صغریٰ این دنیا ست و عالم کبریٰ باطن عارفانست

اس کے بعد مصنف نے سات کے عدد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لکھا ہے کہ انسان کے دل میں اللہ نے سات خزانے پیدا کئے ہیں لیکن ان خزانوں پر اژدھے (یعنی نفس) کی کارفرمائی ہے جن کے سر اور زبان "کبر و کفر" "شرک و شک" "بخل و ریا" "حرص و بخل" "خشم و ظلم" "شہوت و حسد" "عجب و نفاق" ہیں۔ اس طرح سے انسانی قلب میں جو گوہر ہیں ان کو بھی سات قرار دیا ہے اور اس کی تمثیل میں ساتوں آسمانوں کے ساتوں سیاروں کے نام لکھے ہیں۔ اس مختصر بیان کے بعد ان "اژدھوں" پر قابو پانے کا علاج بتایا ہے رسالہ اگرچہ بہت مختصر ہے لیکن عارفانہ طریق پر نفسیات کا اچھا مرقع ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے لیکن کاتب وہی ہے جو سابقہ نسخہ کا ہے۔ رسالہ ۲۱ کے ساتھ مجلد ہے۔

۲۹۷۱۷

۲۵

۲۵۔ مناجات۔

خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز۔ سال تصنیف قبل ۸۹۵ھ ہجری کتابت ۱۳۱۵ھ ہجری اوراق ۹۱

تقطیع ۵ × ۸

حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ کی یہ وہ مشہور مناجات ہے جو مختلف مطابع میں طبع ہو چکی ہے۔

آغاز۔

اے زدر دت بیدلاں راسوئے درمان آمدہ !

یاد کرد تو مر عاشقاں را مونس جان آمدہ !

اختتام۔

چوں شمع جاں گداز م توصبح دلکشائی

سوزم گرت نہ بینم میرم چوں رخ نمائی

حضرت خواجہ قدس سرہ کی یہ وہ عارفانہ مناجات ہے جو حلقہ تصوف میں بہت مقبول ہے حضرت خواجہ قدس سرہ کا پورا اسم مبارک خواجہ ناصر الدین عبید اللہ بن محمود بن شہاب الدین احرار قدس اللہ سرہ العزیز تھا۔ خواجہ حضرت مولانا عبد الرحمن جامی کے معاصر تھے۔ ممدوح کی شان کا شمار اکابر اولیا میں ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شہاب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز نے اپنے پوتے خواجہ احرارؒ کو گود میں لے کر فرمایا:۔

فرزندے کہ از حق مرا بشارت دادہ بودند ایں است زود باشد
کہ ایں پیر عالمگیر گردد و شریعت را وہم زہد و طریقت را
رونق بخشد۔

(ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء جلد اوّل صفحہ ۵۸۳)

خواجہ احرارؒ ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ھ ہجری میں سمرقند میں پیدا ہوئے اور بہ عمر (۸۹) سال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں وہیں انتقال فرمایا اور سمرقند ہی میں دفن ہوئے۔

رسالہ کا خط بہت معمولی شکست آمیز ہے

ترقیمہ۔

الحمد للہ والمنۃ کہ نقل مناجات ونصائح خواجہ عبیداللہ
انصاری قدس اللہ سرہٗ بوقت عصر بہ تاریخ ۱۰ر ماہ
ذیقعدہ الحرام ۱۳۱۰ھ ہجری باتمام رسید راقم آثم فدوی
محمد حسین بن کلیم اللہ صاحب مرحوم ساکن بھروچ مدرسہ متصل
بیگم باڑی

۲۶-۴-مناجات۔

۲۹۷/۷
۲۶

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار انصاری قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ مکتوبہ ۱۲۵۹ھ۔ اوراق (۶) تقطیع ۵×۹½۔
یہ وہ مشہور مناجات ہے جو طبع بھی ہو چکی ہے۔ یہ مناجات کا دوسرا نسخہ ہے۔
حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز کا تصوف میں ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "وجود العاشقین" بھی ہے

آغاز۔

الٰہی ایں چہ فضیلت است کہ با دوستانِ خود۔

اختتام۔

یکے مست ساقی و یکے مست شراب۔ یکے فانی و آں دگر باقی"

دونوں نسخوں کی مناجاتی عبارتوں میں کافی فرق ہے جیسا کہ آغاز اور اختتام کی عبارتوں سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کے تفصیلی حالات سابقہ نسخہ کی تفصیلات میں درج کئے جاچکے ہیں حضرت خواجہ قدس اللہ سرہٗ کی پوری اور مکمل سوانح ان کے مرید حضرت علی الواعظ صفی نے اپنی کتاب "رشحات عین الحیاۃ" میں ($\frac{920}{1}$) بہت تفصیل سے لکھی ہے۔ والی ہرات سلطان نظام الدین علی شیر المتخلص "بہ نوائی" آپ کا بے حد معتقد تھا چنانچہ آپ کی وفات پر اس نے جو قطعۂ تاریخ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

خواجہ خواجگاں عبید اللہ   مرشدِ سالکانِ راہِ یقیں
شد بخلد بریں کہ در نوشش   سالِ تاریخ "گشت خلد بریں"
۸۹۶ھ

آپ کے مرید و خلیفہ حضرت خواجہ علی الواعظ الصفی نے رشحات میں آپ کی "تاریخ پیدائش" در رمضان ۸۰۶ھ ہجری اور وفات "شب بست و نہم ماہ ربیع الاول ۸۹۵ھ ہجری" لکھی ہے اس اعتبار سے حضرت کی عمر بوقت وفات (۸۹) سال کی ہوتی ہے لیکن علی شیر والیٔ ہرات کی تاریخ کے اعتبار سے (۹۰) سال کی عمر ہوتی ہے۔ دونوں کی بیان کردہ تاریخ کے اعتبار سے ایک سال کا فرق نکلتا ہے وجہ اختلاف سمجھ میں نہیں آئی۔

مناجات بخط نستعلیق جلی صاف لکھی ہوئی ہے۔ البتہ بعض جگہ کرم خوردگی اور چیٹ بندی کی وجہ سے بعض الفاظ ضائع ہوگئے ہیں۔

ترقیمہ۔

تمت تمام شد بتاریخ ۲۱ ماہ ذی قعدہ بروز پنجشنبہ
بوقت فجر ۱۲۵۹ھ ہجری مقدمہ صورتِ اتمام یافت

آخر اور شروع میں مہر بھی ہے جس میں نام "غلام قادر" ۱۲۵۹ھ ہجری لکھا ہوا ہے۔ غالباً یہ کاتب ہیں۔

$\frac{29676}{26}$

۲۷۔ شرح تحفۃ العراقین (ناقص الطرفین)

مصنف۔ خواجہ عبد السلام بن شیخ کبیر سال التصنیف ۸۵۲ھ ہجری اوراق ۲۰۲

تقطیع $\frac{1}{2}$۱۴ × $\frac{1}{2}$۸

اس نسخہ میں حمد کا ایک ورق نہیں ہے اور چند اوراق آخر کے نہیں ہیں۔

آغاز۔

کردش کن انجمن انفسی و آفاقی است تو تیا صفت بدیدہ
پرید ند وانفسی روئے کہ سپیدہ صبح ازل از جبینش
عز ار جبیں تجلی آئین مبارکش ظاہر و ہویدا واللیل موئے او

کنار و جیب حسن افزائے کنعان از نسیمِ زلف عنبر شمیم
بادکان عطارے پیدا

اختتام۔

و تن ایشاں بکنج وحدت و گوشۂ خمول ثابت و چوں کوہ
از جامۂ جنید "چوں جامہ زدہ ہزار میخش"۔ یعنی چوں
بر جامہ خود ہزار میخ زدہ اند بز پنج حرص پیشتر ہزار میخ زدہ
از بالیدگی و نمود باز داشتہ اند۔

مصنف نے بعد حمد نعت و منقبت نظم و نثر وجہ تصنیف کے سلسلہ میں اپنا نام:۔
"خوشہ چیں خرمن دانائی عبدالسلام بن شیخ کبیر"
لکھتے ہوئے اپنے والد شیخ عبدالکبیر نور اللہ تعالیٰ مضجعہ سے استفادہ علمی کا ذکر کیا ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ:۔
بعضے دوستاں دلبند و یاران ارجمند"
کے پیہم اصرار سے :۔

دریں آوان فرخندہ زمان سعید کہ سنہ ہزار و پنجاہ و ہفت ہجری
است موافق سنہ بست جلوس میمنت مانوس سلطان سلاطین
جہاں، خاقان خواقین زماں قطب سپہر سلطنت آفتاب
آسمان خلافت شہنشاہ دیں پناہ شہاب الدین محمد صاحبقران
ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و سلطانہ

"تحفۃ العراقین" مصنفہ حکیم افضل الدین خاقانی شروانی رح کی شرح لکھنی شروع کی اور اس کو:۔
"درمدت پانزدہ روز از مکمن بطون بمعرض ظہور جلوہ داد"
اس کے بعد مصنف نے اپنے والد رح کی مدح میں بقول خود "چند بیت بشر کا" لکھے ہیں جن کا پہلا شعر یہ ہے
اے کامروائے اصل دانش روشن بہ تو علم و بینش
اس کے بعد انکسارا اپنی علمی کم مائیگی کو بیان کرتے ہوئے شرح کو شروع کیا ہے۔

شرح نہایت اچھی اور بلند پایہ ہے۔ مصنف کے حالات کا صحیح پتہ نہ چل سکا البتہ علامہ سید غلام علی بلگرامی رح نے اپنی کتاب "ماثر الکرام" میں ملا عبدالسلام رح کے نام کے ایک بزرگ کا حال لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ ملا عبدالسلام دیوہ (ضلع بارہ بنکی) کے علماء رئیس سے تھے۔ وہاں سے وہ لاہور تشریف لے گئے اور اپنے ہم نام ملا عبدالسلام رح سے مزید استفادہ علمی فرمایا۔ اس کے بعد دہلی آکر بہ عہد شاہنشاہ شاہجہاں بادشاہ۔

Marfat.com

چندے بہ منصب افتاءِ عسکر مامور گردید

لیکن کچھ عرصے کے بعد بوجہ "کبر سن" اس خدمت سے دست کش ہو کر پھر لاہور واپس تشریف لے گئے اور درس میں مشغول ہو گئے۔ اس مختصر حال کے علاوہ نہ حضرت علامہؒ نے ان کی ولدیت لکھی اور نہ تاریخ وفات۔ یہ محض قیاس ہے کہ یہ شرح انھیں بزرگ کی لکھی ہوئی ہوگی کیونکہ کتاب میں زمانہ تصنیف خود مصنف نے عہد شاہجہانی بتایا ہے۔ واللہ اعلم۔

نسخہ ایک ہی کاتب کا لکھا ہوا ہے لیکن کاتب نے ابتدائی چند اوراق خط نستعلیق جلی میں لکھے باقیماندہ اوراق خط شکست آمیز (خفی) میں ہیں۔ قیاس یہ کہتا ہے کہ یہ مصنف کے اپنے ہاتھ کا نسخہ ہے کیونکہ حاشیوں پر مفید اضافے اور اصلاحیں بھی ہیں اگر ایسا ہے تو نسخہ نادر ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۷۷۷
۲۸

۲۸ - ۲۴ مراۃ العارفین۔ (ناقص الاوّل)

مصنف مسعودؒ تصنیف قبل ۱۳۱۷ھ ہجری کتابت۔ قبل ۱۱۱۲ھ ہجری اوراق (۷۰)

تقطیع ۵" × ½۹"

مسائل سلوک و تصوف پر یہ ایک بلند پایہ رسالہ ہے جس کے اول کا غالباً ایک ورق نہیں ہے

آغاز۔

آئینہ بے صفا کا رنیاید ہمچناں بے طریقت از شریعت
ہیچ حاصل نہ شود و حقیقت عین جمال است پس تا صفا نہ بود یا
جمال در آئینہ ممکن نہ باشد

اختتام۔

رُباعی:۔ اے آنکہ ہزار جلد کاغذ خوانی تا در تو خودی بود خدا کے دانی!
گر از حد خود خویش برون جنبانی دانی بیقیں کہ آنچہ جوئی آنی!

الحمد للہ رب العالمین علی اتمام مرآت العارفین والصلوٰۃ
علی سید المرسلین و خاتم النبیین و علی آلہ و اصحابہ
اجمعین الطیبین الطاہرین

مصنف نے یہ رسالہ مکاشفات کے بیان میں لکھا ہے۔ چنانچہ دیباچہ ہی میں اس رسالہ کا نام "مراۃ العارفین" لکھتے ہوئے اس کو حسب تفصیل ذیل (۱۴) کشف پر مع "نکات مختلفہ" کے تقسیم کیا ہے اور اس کے بعد ایک مختصر خاتمہ ہے:۔

Marfat.com

کشف اول ۔ دربیان حقیقت الوجود ۔ والنکتۃ السابقہ فی اشارات الفنا والبقا
کشف دوم ۔ دربیان حقیقت توحید ۔ والنکتۃ ۔ الطالعہ فی اشارات المحو والاثبات
کشف سویم ۔ دربیان حقیقت المعرفۃ ۔ والنکتۃ ۔ اللائحہ فی اشارات الغیبۃ والحضور
کشف چہارم ۔ دربیان حقیقت المحبت ۔ والنکتۃ الرائحۃ فی اشارات الصحو والسکر
کشف پنجم ۔ دربیان حقیقت الغیرۃ ۔ والنکتۃ ۔ الغامضہ فی اشارات الستر والتجلی
کشف ششم ۔ دربیان حقیقت القربہ ۔ والنکتۃ ۔ السامیہ فی اشارات الجمع والتفرقہ
کشف ہفتم ۔ دربیان حقیقت الوصلہ ۔ والنکتۃ الجامعہ فی اشارات الشرب والذوق
کشف ہشتم ۔ دربیان حقیقت الکلام ۔ والنکتۃ ۔ اللامعہ فی اشارات الخواطر
کشف نہم ۔ دربیان حقیقت الرویہ ۔ والنکتۃ الطالعۃ فی اشارات النوم والیقظ
کشف دھم ۔ دربیان حقیقت الصفوۃ ۔ والنکتۃ اللطیفۃ ۔ فی اشارات القبض والبسط
کشف یازدھم ۔ دربیان حقیقت الارادہ ۔ والنکتۃ الجاذبہ فی اشارات السلوک والجذبہ
کشف دوازدھم ۔ دربیان حقیقت الولایت ۔ والنکتۃ العالیہ فی اشارات الخوارق
کشف سیزدھم ۔ دربیان حقیقت السماع ۔ والنکتۃ الواحدہ فی اشارات التواجد والوجد والوجود
کشف چہاردھم ۔ دربیان حقیقت الروح ۔ والنکتۃ اللاحقہ فی اشارات المبدا والمعاد

مصنف نے اول و آخر کہیں اپنا نام نہیں لکھا ہے اور نہ کاتب نے لکھا ہے البتہ تقریباً ہر کشف کے بعد مصنف نے ایک غزل ضرور لکھی ہے جس میں تخلص مسعود ہے ۔ مثلاً ایک غزل جو کشف سویم کے آخر میں ہے اس کا مطلع و مقطع ملاحظہ ہو:۔

مطلع ۔ دست بر آں ایں ہمہ ملک آن ماست — شاہ نہفتہ نہ دلق گداست
مقطع ۔ چشم تو مسعود ز صورت بہ بند — زانکہ لقا جوئے بمعنی لقاست

"خاتمہ" میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو "کشف" سے مربوط کرتے ہوئے اور کشف کی حقیقت کو کر:۔

کشف چیست آنکہ خودت مستور آید و مرأت چیست آنکہ
خدات نماید محجوب کیست آنکہ بخود ماند و کاشف کیست آنکہ
خودرا از خود بیرون نشاند

بیان کرتے ہوئے آخری غزل کی طرف اس طرح سے اشارہ کیا ہے جس کے مقطع میں تخلص مسعود موجود ہے :۔

پس دریں غزل بگوش دار و خودرا دریں آر تا کشف تمام شود
تیرا مکاشفہ نام شود

مطلع ۔ کجا باید کجا باید بیائید بیائید — کہ خود طالب و مطلوب شمائید شمائید

Marfat.com

مقطع ۔ بہ پرسید بہ پرسید مسعود در دوست کجائید کجائید۔ بیائید بیائید

اس اندرونی شہادت سے صاف واضح ہے کہ اس کتاب کے مصنف حضرت مسعودؒ ہیں۔

مسعود بک سلطان فیروز شاہ تغلق کے اقربا میں سے تھے اُن کا اصلی نام احمد بن محمد نقشبی شیر خاں تھا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ان کے حال میں لکھا ہے:۔

"مدتے در لباس اغنیاء واہل دولت بود ناگاہ جذبہ از جذبات

حق گریبان گیر حال او شد بخدمت درویشاں در حلقہ صحبت

ایشاں درآمدہ مرید شیخ رکن الدین ابن شیخ شہاب الدین امام شد"

(اخبار الاخیار صفحہ ۱۶۲، ۱۶۳ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

وحدۃ الوجود کا غلبہ تھا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً تمہیدات بر طبق تمہیدات عین القضاۃ" اور "مراۃ العارفین" وغیرہ۔

مصنف کو ~~سنہ~~ ۸۰۰ ہجری میں کسی الزام میں قتل کر دیا گیا تھا (ملاحظہ ہو کیٹیلاگ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال $\frac{1215}{1274}$ ۹۸ نسخہ ۱۳۹۷ء) اس کا ایک نسخہ جو (غالباً) قریب قریب (۱۲) ویں صدی ہجری کے اوائل کا لکھا ہوا ہے بنگال ایشیاٹک سوسائٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ جس کا نمبر اوپر درج کیا گیا ہے اس کا ایک اور نسخہ بہ شکل انتخاب اس کتب خانہ میں بھی ہے جو "فن متفرقات ..." میں درج کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک بیاض میں دوسرے رسالہ جات کے ساتھ مجلد ہے۔

نسخہ بخط شکست آمیز قدیم لکھا ہوا ہے رسالہ کرم خوردہ ہے لیکن جٹ بندی کر دی گئی ہے اور مجلد ہے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے اسی کے ساتھ اسی کاتب کے قلم کے اور رسالہ جات بھی مجلد ہیں جو آئندہ نمبروں پر درج کیے جاتے ہیں۔

۲۹۷/۷

۲۹

۲۹۔ مرأت المحققین۔

مصنف (غالباً) حضرت مولانا عبدالرحمن جامیؒ تصنیف قبل ۸۹۸ھ کتابت۔ قبل ۱۱۰۰ ہجری اوراق (۱۲) تقطیع ۵ × ۹ ½

مولانا جامیؒ کا یہ رسالہ "وحدت الوجود" پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ ہے۔

آغاز۔

الحمد للّٰہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین وصلی اللّٰہ

علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین۔ بدال اسعدک اللّٰہ

فی الدارین کہ مقتدایان طریق و پیشوایان شفیق چنیں گفتہ اند

Marfat.com

اختتام۔

اما چوں نظر بذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ الکرم کرد متصرف
است ہمہ را در تصرف قدرت آں یک ذات ہیم وازیں
جا تراانش وحدت روئے نماید والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مصنفؒ نے بعد حمد و نعت معرفت نفس کو بیان کیا اس کے بعد کتاب کا نام "مراۃ المحققین" بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

وایں جنیں اگر کسے باعتقاد درست و ذہن روشن وصفائے باطن ایں
کتاب را مطالعہ کند خود را تواند شناخت ، واز خود شناسے
بخدا شناسی تواند رسید و وحدانیت حق سبحانہٗ تعالیٰ را تواند یافت
ولقائے او را در ہر ذرہ از ذرات مشاہدہ تواند نمود۔

اس کے بعد اس کتاب کے "ابواب" کو شروع کیا ہے۔ جن کی کل تعداد حسب تفصیل ذیل (۷) ہے :۔

باب اول ۔ در نفس طبعی و نباتی و حیوانی و انسانی و قوتہائے ایشاں و خدمتگاراں را

باب دوم ۔ اکنوں بداں کہ حواس و قوتہا کہ بیان کردہ شد خادماں نفس اند (دربیان قوت غضب و شہوت)

باب سوم ۔ اکنوں بداں کہ ہر چیزے کہ وجود او ضروری باشد آنرا واجب گویند (بیان واجب الوجود، ممکن الوجود، ممتنع الوجود)

باب چہارم ۔ در بیان آنکہ حکمت چہ بود کہ حق و علا عالم را بیافرید و آدم را بیافرید (بیان خلقت مخلوقات)

باب پنجم ۔ دربیان مبدا ابدان و معاد آں

باب ششم ۔ در تطبیق عالم بزرگ و عالم کوچک (دربیان خلقت مخلوقات)

باب ہفتم ۔ در معاملہ کردن انام ۔ بدانکہ مجموع عالم بعضے ظاہر است و بعضے باطن (دربیان عالم بزرگ عالم کوچک)

آخر نسخہ میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے اس لئے مصنف یا کاتب کا نام نہ معلوم ہو سکا (یہ نسخہ ۲۹۷/۷ / ۲۸) کے ساتھ مجلد ہے البتہ اس کا ایک انتخاب بنام "انتخاب مراۃ المحققین" بھی ہے جو متفرقات نثر کے ساتھ مجلد ہے اس کے دیباچہ میں تفصیل ابواب دی گئی ہے جن کی ترتیب مندرجہ بالا ابواب سے نہ صرف مختلف ہے بلکہ "باب ہفتم" کا عنوان اور مضمون بھی بالکل بدلا ہوا ہے اور اسی باب ہفتم کے حاشیہ پر لکھا ہے :۔

از باب اول تا باب ششم دور از فہم اہل زمانہ نہ نگاشتم ۔ باب ہفتم نوشتہ شد

اس انتخاب میں باب ہفتم کا عنوان یہ ہے :۔

"دربیان توجہ ۔ اکنوں بچند نوع توجہ مسطور می شود دریں
رسالہ" ہے۔

اس باب کے خاتمہ پر ۔ جو صرف "توجہ" کی تفصیلات میں ہے حضرت جامیؒ کا یہ قطعہ لکھا ہے :۔

Marfat.com

قطعہ:-

جامی در گفتگوئے در بند دگر — دل شیفتہ خیال بند دگر
در تو مدہ عمر گراں مایہ بہ باد — سیہ شدہ ورقے چند دگر

اس قطعہ سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ مراۃ المحققین کے مصنف حضرت جامیؒ ہیں۔ حضرت جامیؒ کے سوانح نگار نے یہ لکھتے ہوئے کہ حضرت جامیؒ صاحب تصانیف کثیرہ تھے لکھا ہے کہ لفظ "جام" کے اعداد ان کی تصانیف کی تعداد کو بتاتے ہیں جو ۴۴ ہیں۔ ان میں سے بیشتر نہ صرف مقبول و مشہور ہیں بلکہ مختلف مطابع میں مختلف زمانوں میں طبع بھی ہوئی ہیں اور اب بھی ہو رہی ہیں بہر حال یہ امکان ہے کہ یہ تصنیف انہیں (۴۴) میں سے ایک ہو جس بیاض کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے وہ حضرت ابو البرکات میر برکت اللہ قدس سرہٗ بلگرامی ثم مارہروی کی مرتبہ ہے اسی اصل بیاض کی یہ نقل ہے جس کی تفصیل متفرقات میں ملے گی۔ یقیناً وہ انتخاب حضرت ممدوح الصدرؒ کا کیا ہوا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دونوں نسخوں کے باب ہفتم میں شدید اختلاف ہے جس کی وجہ سے یہ بھی قیاس ہو سکتا ہے کہ "باب ہفتم" کسی اور رسالہ کا ہو اور کاتب نے غلطی سے اس میں نقل کر دیا ہو۔ لیکن حاشیہ کی عبارت اس قیاس کی موید نہیں۔ واللہ اعلم۔

کاتب وہی ہے جو سابقہ رسالہ کا ہے۔ خط قدیم شکستہ آمیز ہے۔

مراۃ المحققین کا ایک نسخہ سبحان اللہ لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ($\frac{۲۹۷/۷ ف}{۲۲}$) میں بھی ہے۔ جو نستعلیق میں مکتوبہ ہے لیکن مصنف کا نام اس میں بھی نہیں ہے۔

اسی نام کا رسالہ۔ جو غالباً یہی ہے۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ کے کتب خانہ میں بھی ہے (ملاحظہ ہو کیٹلاگ آف فارسی کتب صفحہ ۶۲۲۔ ع ۱۳۲۵) جس میں فہرست نویس نے لکھا ہے کہ "یہ ایک مختصر رسالہ تصوف پر ہے۔ مصنف کا نام نہیں ہے"۔ اس کے بعد جو آغاز کی عبارت لکھی گئی ہے وہ زیر نظر رسالہ سے مختلف ہے۔

$\frac{۲۹۷/۷}{۳۰}$

۳۰۔ حقیقت حقہ۔

مصنف: حضرت شیخ نظام الدین احمد بن شیخ عبد الشکور العمری النارنولی قدس اللہ سرہما تعالیٰ [illegible]

تصنیف: قبل ۱۱۰۶ھ کتابت: قبل ۱۱۱۲ھ اوراق (۵) تقطیع [illegible]

جیسا کہ رسالہ کے نام سے ظاہر ہے اس میں حقیقت توحید کا بیان ہے۔

آغاز۔

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ محمد والہ ... [illegible]
مسمی بحقیقت حقہ کہ در تحقیق سخن صوفیہ کہ در توحید ذات
مرتبہ نہادہ اند

Marfat.com

اختتام

قطعہ :۔

کسے داند کہ از الماس فکرت — گہر ہائے معانی سفتہ باشد

رموز عشق و اسرار حقیقت — باصحاب معارف گفتہ باشد

والسابقون السابقون وصلی اللہ علی خیر خلقہ

محمد و آلہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اس رسالہ کا مقدمہ شاید حضرت تھانیسریؒ کے کسی مرید نے لکھا ہے جس میں مختصر حمد و نعت کے بعد مقدمہ نویس نے رسالہ کا نام لکھتے ہوئے چھ مرتبوں کے نام لکھے ہیں اور مرتبہ ہفتم کے لئے لکھا ہے کہ :۔

و مرتبہ ہفتم کہ آں جا "ح" و "ق" نگنجد

اس کے بعد مقدمہ نویس نے اپنے پیر و مرشد :۔

حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور العمری التھانیسری

نفعنا اللہ من برکاتھم

کا نام بحیثیت مصنف کے لکھتے ہوئے اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رسالہ کے موضوع کو شروع کیا۔

وقد جاءکم من اللہ نورٌ

رسالہ "تجرید و تفرید" کے بیان میں ہے۔ چنانچہ مصنفؒ نے یہ فرماتے ہوئے کہ :۔ شعر

"ہما ہے (؟) چہرہ میزاں نقاب آنگاہ بکشاید — کہ دار الملک ایماں را مجرد باید از غوغا

رسالہ کو "تجرد از غوغا" کے نام سے باعتبار "ہفت مراتب" حسب تفصیل ذیل سات الباب پر تقسیم کیا ہے :۔

۱۔ تجرد از غوغائے اول ۔ عبارت از غیر۔ و غیر ہیئت است کہ از متعلقات ہستی و لوازم خودی است

۲۔ تجرد از غوغائے دوم ۔ ایں باشد کہ ہر لحظ و ہر لحہ تصور ایں علم حظ وافر و وقتے متکاثر در کام جاں مے بچکاند

۳۔ تجرد از غوغائے سوم ۔ ایں بود کہ انچہ معلوم سالک بود دیر آں ذوق می گرفت منظور و مشہود وے گشت

۴۔ تجرد از غوغائے چہارم ۔ ایں بود کہ نظر سالک بر کثیف مجاز قناعت نکند

۵۔ تجرد از غوغائے پنجم ۔ ان بود کہ سالکان راہ و...... بارگاہ الہ اگرچہ غنا "اذا تم الفقر فھو اللہ" ایشاں را روئے نمودہ است اما اینجانہ ایستد

۶۔ تجرد از غوغائے ششم ۔ کہ مطلب اعلیٰ و مقصد اقصے جملہ انبیاء و اولیاء است آں بود کہ از رقبت آینت و از قید اضافت بالکلیہ آزاد گردند

۷۔ مرتبہ ہفتم ۔ کہ آں جا "ح و ق" نگنجد اشارت آنست کہ چوں عارف بمشاہدۂ ذات کہ در مرتبہ ششم مذکور شد مشرف گردید و ایں دولت عظمیٰ و کمال یقین نصیب وقت وے شد "نسبت ح و ق" یعنی لفظ

Marfat.com

"حق" درآں وقت تواند کرد

اس کے بعد مصنف نے اسی طرح سے نور کے سات مراتب کی تفصیل لکھی ہے اور اسی پر رسالہ ختم ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس سرہٗ کا آبائی وطن بلخ تھا۔ نسباً فاروقی تھے حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہٗ کے بھتیجے داماد خلیفہ اور جانشین تھے۔ حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا شہنشاہ جہانگیر بھی آپ کا بیحد معتقد تھا لیکن اپنے بیٹے اور ولی عہد شاہجہاں کے سلسلہ میں ایک غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا اور حضرت سے ناراض ہو کر اس نے حضرت کو ہندوستان سے چلے جانے کا حکم دے دیا تھا۔ چنانچہ آپ اسی زمانہ میں مکہ معظمہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اس کے بعد روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوئے جہاں کئی سال حاضر رہ کر حصول فیض نبویہ سے مالامال ہوئے اور پھر حسب اشارہ و بشارہ نبویہ اپنے آبائی وطن بلخ میں واپس آکر قیام فرمایا جہاں ہزاروں انسانوں کو فیض پہنچایا اور وہیں ۸ رجب المرجب سنہ ۱۰۳۶ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک بلخ میں مرجع خلائق ہے۔

(ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیا جلد اول مطبوعہ نولکشور لکھنؤ صفحہ ۶۲۵)

لیکن صاحب "حدائق الحنفیہ" نے (اردو مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۰۱ و ۴۰۲) میں حضرت شیخؒ کی تاریخ وفات سنہ ۱۰۲۴ھ لکھتے ہوئے مادہ تاریخ:۔

"جامع فضل"
۱۰۲۴ھ

لکھا ہے۔ اس کے علاوہ بجائے شاہنشاہ جہانگیر کے شہنشاہ اکبر اعظم کی ناراضگی کا ذکر کیا ہے کہ شہنشاہ اکبر نے ناراض ہو کر جلاوطنی کا حکم دے دیا تھا۔ لیکن یہ دونوں بیان صحت سے دور معلوم ہوتے ہیں اس لئے کہ صاحب "خزینۃ الاصفیا" نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے کہ شہنشاہ جہانگیر کو حضرت شیخ نے بزمانہ ولیعہدی دعا دیتے ہوئے بادشاہی کا مژدہ سنایا تھا چنانچہ سنہ ۱۰۱۴ ہجری میں بعد وفات اکبر اعظم وہ شہنشاہ ہوا اس لئے بے حد معتقد تھا اس کے بعد شہزادہ خسرو (بعد میں شاہنشاہ شاہجہاں) کی باپ سے ناراضگی اور حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضری اور دعا طلبی کا واقعہ لکھا ہے جو ایک تاریخی حقیقت ہے اسی حاضری اور دعا طلبی کو شہنشاہ جہانگیر کے متوسلین نے رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کیا اور وہ کبیدہ خاطر ہو گیا اس تاریخی واقعہ کے زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت شیخؒ کا [illegible] سنہ ۱۰۲۴ھ میں وفات پانا قطعی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اب رہا "جامع فضل" سے تاریخ وفات کا ثابت کرنا یہ زیادہ وقیع اس لئے نہیں ہے کہ تاریخوں کے مادے ہر وقت ہر زمانے کے نکالے جا سکتے ہیں ممکن ہے کہ اکبر اعظم کی مخالفت کو تسلیم کرتے ہوئے کسی نے (۱۲) سال پہلے کی تاریخ نکال دی ہو۔ راقم کی رائے میں تاریخ وفات سنہ ۱۰۳۶ھ ہی صحیح ہے چونکہ تاریخ تصنیف نہ معلوم ہو سکی اس لئے تاریخ وفات کی مناسبت سے سال تصنیف قبل سنہ ۱۰۳۶ھ لکھ دیا گیا رسالہ کا کاتب وہی ہے جو سابقہ رسالہ جات کا ہے۔ خط شکستہ آمیز ہے (یہ رسالہ بھی ف ۲۹۷/۷ / ۲۸ کے ساتھ مجلد ہے)

Marfat.com

۲۹۷/۷
۳۱

۳۱۔ رسالہ وحدت۔

(شرح بیت) مصنف۔ حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس اللہ سرہ العزیز تصنیف۔ قبل ۱۰۳۶ھ ہجری
کتابت۔ ۱۲۱۱ھ اوراق (۱½ ۲) تقطیع ۵×½ ۹
یہ مختصر رسالہ وحدت کے بیان میں ہے جو ایک بیت کی شرح ہے

آغاز۔

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ و آلہ

اختتام

ما حول است از سامعان و ناظران آکہ راہ انکار و قلم تخطیہ
بریں مضامین نکشند کہ زبان وقت باعث ایں اظہار
شدہ است والسلام مع الاکرام

اس رسالہ کا موضوع وحدۃ الوجود ہے جو بقول مقدمہ نویس اس ایک بیت کی شرح ہے جس کو مصنف نزہۃ الارواح نے اپنے رسالہ "زاد المسافرین" میں لکھا ہے وہ بیت یہ ہے :۔

دل قدم کہ عشق دارد — ابر لیست کہ جملہ کفر بارد

چنانچہ شارح نے عشق و محبت کی شرح لکھتے ہوئے فرمایا کہ سالک جب راہ سلوک میں پہلا قدم محبت حق میں رکھتا ہے تو وہ "لا الہ الا اللہ" کہتا ہے۔ یعنی سوائے ذات حق کے کوئی نہیں ہے چنانچہ شارح قدس سرہ فرماتے ہیں!

ایں نفی غیر کردن کہ سبب اسلام۔ بود نزد کل صوفیہ کفر است چراکہ او غیر می بیند تا او را نفی می کند

غرض کہ اس والہانہ اور عارفانہ انداز میں پوری بیت کی شرح (۱½ ۲) اوراق میں ہے اسی والہانہ انداز نے حضرت قدس سرہ کو آخر میں اس فرمانے پر مجبور کیا۔

زبان وقت باعث ایں اظہار شدہ

اس رسالہ کا مقدمہ بھی حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کے کسی خلیفہ کا لکھا ہوا ہے ممکن ہے کہ یہ وہی مقدمہ نویس ہوں جو سابقہ رسالہ کے ہیں حضرت شیخ قدس سرہ کی مختصر سوانح سابقہ نمبر میں لکھدی گئی ہے۔ کاتب اس کا بھی وہی ہے جو سابقہ رسالہ جات کا ہے۔ خط شکستہ آمیز ہے اور (۲۹۷/۷ / ۲۸ کے ساتھ مجلد ہے)

Marfat.com

۲۹۷/۷
۳۲

۳۲۔ رسالہ احسانیہ۔

مصنف۔ حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری قدس اللہ سرہ العزیز تصنیف۔ قبل ۱۰۳۶ھ کتابت۔
قبل ۱۱۱۲ھ اوراق (۳) تقطیع ۵ × ۹½
یہ رسالہ بھی "وحدۃ الوجود" کے مسئلے سے متعلق ہے اس کے مقدمہ نویس بھی وہی صاحب معلوم ہوتے ہیں جو سابقہ نسخہ جات کے ہیں جنہوں نے مختصر ترحمد وثنا کے بعد لکھا ہے کہ :۔

این رسالہ ایست مسمیٰ "باحسانیہ" از مصنفات حجۃ المتصوفین
قدوۃ المحققین ..... حضرت شیخ نظام الدین تھانیسری
(قدس اللہ سرہ العزیز)

آغاز۔

حمدے خور مطلع انوار بود — بر خطرات پاک راسزاوار بود
نعتے کہ بروں از حد گفتار بود — اندر خور پیغمبر مختار بود

اختتام۔

خاک او باش پادشاہی کن — آن او باش ہرچہ خواہی کن
یا لیت کنت معہم فافوز فوزاً عظیما وصلی اللہ
علی خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین۔

اس رسالہ میں بھی مصنف رح نے سات درجے قائم کئے ہیں۔ ہر درجہ میں مرتبہ ذات سے بحث کرتے ہوئے آخری "درجہ ہفتم" میں اس قطعہ کو لکھ کر اس کی تفسیر و تفصیل دی ہے :۔

کہ ہمہ اوست ہرچہ ہست یقین — جان جاناں و دلبر و دل و دیں
کہ ہموں شاہد وہموں مشہود — لیس فی الدار غیرہٗ موجود

اس کا کاتب بھی وہی ہے جو سابقہ نسخہ جات کا ہے۔ ہر رسالہ کے آخر میں مالک رسالہ کا نام تھا اور اس کی مہر لگی ہوئی تھی مگر دونوں کو ہر جگہ مٹا دیا گیا ہے اس آخری رسالہ میں بہت دشواری سے نام اور مہر کا مندرجہ سال پڑھا گیا جو یہ ہے :۔

مالک محمد رضا ۱۱۱۲ھ

اس سے معلوم ہوا کہ ان رسالہ جات کی کتابت یا ۱۱۱۲ھ میں ہوئی یا اس سے قبل (نسخہ ۲۹۷/۷ / ۲۸ کے ساتھ مجلد ہے)

Marfat.com

۲۹۷/۷
۳۳

۳۳- رسالہ نور وحدت۔

رسالہ کتابت غالباً قبل ۱۱۱۲ھ ہجری اوراق (۳) تقطیع ۵ × ۹

یہ رسالہ بھی جیسا کہ نام سے ظاہر ہے وحدت الوجود کے ہی بیان میں ہے

آغاز۔

الحمد للہ رب العالمین کہ بہ حقیقت آں آفتاب روشن
تراست وجمال وحدت از مرأت کثرت بہمہ حال درنظر

اختتام۔

اما باید کہ احتیاط تمام کند کہ خلاف شریعت وطریقت
واقع نشود واز ملاحظ وحدت کہ حقیقت است بالکلیہ....

مصنف نے رسالہ کی حمد میں بھی "وحدۃ الوجود" کا ہی تلازمہ رکھا بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ آغازِ حمد سے ہی موضوع رسالہ شروع ہو گیا۔

مصنف نے جگہ جگہ اے سید سے خطاب کرتے ہوئے مسائل وحدت کو بیان کیا ہے چونکہ رسالہ ناقص الآخر ہے۔ اس لئے نہ مصنف کا نام معلوم ہوا اور نہ مخاطب الیہ کا کہ "یہ سید" کون صاحب تھے اور نہ رسالہ کا نام البتہ کاتب نے سرورق کے حاشیہ پر رسالہ کے نام کے لئے یہ لکھا ہے:-

ایں رسالہ را نام "نور وحدت" است

اسی لئے راقم نے اس کا نام "نور وحدت" لکھدیا

اس رسالہ کا کاتب وہ نہیں معلوم ہوتا جو سابقہ رسالہ جات کا ہے کیونکہ قلم بدلا ہوا ہے اور خط معمولی شکست آمیز ہے البتہ کاغذ وہی ہے۔ اس لئے سال کتابت وہی معلوم ہوتا ہے جو سابقہ رسالہ جات کا ہے (رسالہ بھی ۲۹۷/۷ / ۲۸ کے ساتھ مجلد ہے)

۲۹۷/۷
۳۴

۳۴- تحفۂ نصائح۔ (منظوم)

(ناقص الطرفین) مصنف۔ حضرت سید یوسف حسینی چشتی المتخلص بہ گدا قدس سرہٗ العزیز تصنیف۔ قبل ۸۷۷ھ اوراق (۶۱) تقطیع ۵ × ۸½

اس منظوم رسالہ میں مصنف نے بطرز تصوف مسائل فقہ و اخلاق کو بیان کیا ہے

Marfat.com

آغاز۔

...... روشن مزین شد سما از بہر خلق راہ بر

چیزے کہ باشد در جہاں آں چیز گوید ذکر تو

تسبیح گویاں عالمے کاں بود خواہی حجہ

اختتام۔

گر یک سخن ایں جملگی یابد قبولے نزد حق

نازم چو حساں در جہاں گردم چو سحباں مفتخر

دارم امیدے از خدا خواندم چو ایں صاحب دلے

مصنّف کا یہ منظوم رسالہ علمی حلقہ میں کافی مشہور ہے جس میں مصنف نے زیادہ تر مسائل فقہی و اخلاقی کو نالہ دالحمد کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے۔ دیباچہ کا ایک ورق نہیں ہے جس میں حمد کے اشعار ہیں حمد و نعت کے بعد مصنف نے اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ محمود نصیر الدین روشن چراغ دہلویؒ کی شان میں لکھا ہے :۔

شیخ معظم پیر ما محمود آں بحر صفا قرابل   چوں او نباشد ہیچ کس ہم مختشم ہم مشتہر

وجہ تصنیف میں مصنف نے اپنا نام ظاہر فرماتے ہوئے اپنے صاحبزادے کا نام بھی لکھ دیا ہے جن کے لئے یہ رسالہ تحریر فرمایا :۔

گوید ہمی یوسف گدا در وعظ سخنے چند را   از بہر خلفے خوش لقا بوالفتح آں نور البصر

اس رسالہ کا ترجمہ منظوم دکنی اردو قدیم ۱۰۳۶ھ میں بھی ہو چکا ہے جس کے قلمی نسخے حیدرآباد میں بھی ہیں (ملاحظہ ہو۔ تذکرہ مخطوطات اردو۔ جلد اول۔ ادبیات اردو حیدرآباد) اور مسلم گڑھ (انجمن ترقی اردو ہند) میں بھی۔ رسالہ اگرچہ فقہی مسائل کا حامل ہے لیکن چونکہ ایک ممتاز صوفی کے قلم کا تھا اس کے علاوہ بعض ایسے مسائل بھی ہیں جو تصوف سے متعلق ہیں اس لئے اس کو فن تصوف میں درج کر دیا گیا۔

چونکہ آخر کے کچھ اوراق نہیں ہیں اس لئے سال کتابت کا پتہ نہیں چل سکا لیکن خط قدیم نستعلیق سے اس کا قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ نسخہ گیارھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔

حضرت شیخ یوسف حسینی چشتی قدس اللہ سرہ العزیز حضرت روشن چراغ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے آپ فقیہہ و محدث ہونے کے علاوہ زبردست صوفی بھی تھے ۷۷۰ھ میں آپ کا وصال ہوا اس لئے سال تصنیف کے قبل ۷۷۰ھ لکھ دیا گیا۔

Marfat.com

۳۵- تنبیہ الغافلین

۲۹۷/۷
۳۵

مصنف حضرت مولانا سید احمد بریلوی شہیدؒ تصنیف قبل ۱۲۴۰ھ کتابت ۱۲۴۸ھ اوراق (۱۴) تقطیع ½۴ × ½۵ × ۸" یہ رسالہ چونکہ اتباع سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اس لئے اس کو فن تصوف میں درج کیا گیا

آغاز-

حمد بے حد مر منعمے را - جلت نعماؤہ - کہ انعام عام او
ماسوا لیش را محیط گشتہ و شکر بے پایاں مر ہادی مطلق
را تبارک و تعالیٰ۔

اختتام-

و آں ارحم الراحمین ہمہ مومنین را اندک از نامرضیات محفوظ
داشتہ بہ مرضیات خود مصروف داراد - آمین یارب العالمین۔

پابندی شرع اور اتباع سنت پر یہ رسالہ مشہور مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا سید احمد بریلوی شہیدؒ کا ہے جو عرصہ ہوا طبع ہو چکا ہے۔ مگر اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ آخر میں بعد ختم رسالہ حضرت مولاناؒ کے شاگرد جناب مولانا مولا بخش بہاری مرحوم نے ان تمام احادیث نبویہ اور آیات قرآنیہ کا فارسی ترجمہ کر کے بطور ضمیمہ لگا دیا ہے تاکہ رسالہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو جائے۔ حضرت مولانا سید احمدؒ کا مفصل حال ۹۵۴/۱۲۱/۵۹ تاریخ ہند پر مفصل درج کر دیا گیا اس کے ساتھ رسالہ جات ۳۶ و ۳۷ بھی مجلد ہیں۔

۳۶- ضمیمہ تنبیہ الغافلین-

۲۹۷/۷
۳۶

مولانا مولا بخش مرحوم - مکتوبہ ۱۲۴۸ھ اوراق (۳) تقطیع ½۵ × ½۸"

یہ وہی ضمیمہ ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ضمیمہ نویس نے آیات کے ترجمے سے قبل آیات کے حوالے مع نام سورت و شمار رکوع بھی دے دیا ہے اور لکھا ہے کہ:-

برائے نفع عوام تفسیر آیات مذکورہ از تفسیر حسینی کہ
بین العلما معتبر و متداول است "عنہ" نقل کردہ و ترجمہ
احادیث وغیرہ بحسب فہم ناقص خود نمودہ۔

Marfat.com

رسالہ بخط نستعلیق و نسخ جلی لکھا ہوا ہے اور پیشانی پر طلا اور مینا کا کام بھی ہے پورا رسالہ مطلا و مذہب ہے یہ رسالہ ۳۵ کے ساتھ مجلد ہے۔

ترقیمہ۔

بدستخط خام محمد کریم اللہ خاں ولد صاحبزادہ صاحب
صالح محمد خاں بہادر (ٹونک) بتاریخ چہارم شہر جمادی الثانی
۱۲۲۸ھ ہجری رسالہ تنبیہ الغافلین بمکان مولانائے خلیق و
استاد شفیق بکرم الٰہی بالیقین مولوی امام الدین صاحب
بمنتہ اللہ تعالیٰ تحریر یافت
اللہ باقی من کل فانی

۲۹۶/۷
۳۷

۳۷۔ رسالہ تفسیر علم سلوک۔

مصنف۔ مولانا مظفر علی عرف عبداللہ شاہؒ تصنیف ۱۲۱۲ھ ہجری کتابت ۱۲۲۸ھ ہجری اوراق (۱۲) تقطیع ۸½ × ۵½ اس رسالہ میں مصنف نے چند آیتوں کی تفسیر بانداز تصوف و سلوک فرمائی ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ الذی نور القلوب بنور الایمان
افمن شرح صدرہ للاسلام و تاب من تاب
توبتہ النصوحا من التائبین۔

اختتام۔

دیگر است از ظاہر و باطن دل حدیث ذکر اللسان
لقلقہ و ذکر الروح وسوسہ و ذکر اللہ ...

مصنف نے اس پورے رسالہ میں "اللہ نور السموات والارض" کی تفسیر لکھتے ہوئے یہ مشہور مصرع لکھا ہے:۔

ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

اسی کی تائید میں اس کے بعد ہی اردو کا یہ شعر لکھدیا ہے:۔

نہ گوہر میں ہے اور نہ ہے سنگ میں ... ولیکن چمکتا ہے ہر رنگ میں

Marfat.com

مصنف "وحدت الوجود" (ہمہ اوست) کے حامی ہیں اسی لئے اسی سلسلہ میں یہ فرماتے ہیں کہ:۔

نور او ہر یک ہیئت تصور بنماید نمود

اس کے بعد تجلیات کی تصریح فرماتے ہوئے کہ:۔

از معائنہ جلوہ ہائے تجلیات ستورہ ہستی در دیش نابود ی

گردد و ہر زماں نابودیش ہستی می یابد

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

یہ نسخہ بخط نسخ و نستعلیق جلی لکھا ہوا ہے اور مطلا و مذہب ہے یہ رسالہ ۳۵ کے ساتھ مجلد ہے۔

ترقیمہ۔

تمت تمام شد تفسیر علم سلوک تصنیف میاں مظفر علی

عرف میاں عبد اللہ شاہ بدست محمد کریم اللہ خاں ولد

صاحبزادہ صاحب صالح محمد خاں بہادر۔ دام اللہ اقبالہم بتاریخ

ہفتم ذیقعدہ روز شنبہ وقت سہ پہری ۱۲۴۸ھ ہجری

واللہ المستعان علی ما تصفون

۲۹۷/۷
۳۸

۳۸۔ روضات۔

تصنیف۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ تصنیف۔ قبل ۱۰۵۲ھ کتابت ۱۲۵۴ھ اوراق (۷۸) تقطیع ۸/۱ ۳/۲ ۶ × ۷/۸ ۴"

حضرت محدث دہلویؒ نے یہ رسالہ "اتحاد شریعت بہ طریقت و حقیقت" پر بہت جامع لکھا ہے

آغاز۔

حمد دوام و منت تمام خداوند ذی الافضال والاکرام را کہ

در روز ازل در انعام بر ہستی بے سرانجام بکشود

اختتام۔

وآں مسائل در کتب فقہ مسطور است ایں رسالہ در فن مطابقت

شریعت با طریقت و حقیقت از مصنفات قدوۃ محدثان

شیخ عبد الحق دہلوی قدس اللہ سرہ است

Marfat.com

مصنف رح نے بعد حمد و نعت و منقبت ایک طویل دیباچہ لکھا ہے جس میں وجہ تصنیف کو بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

اما چوں بعضے مقصراں کہ بدرجہ وجد و حال رسیدہ اند اتحاد ظاہر و باطن را بچشم دل ندیدہ و شریعت و حقیقت را مخالف یک دیگر گمان بردہ مذبذب می شوند و عقائد علماء و عرفاء را متناقض یک دیگر خیال کردہ مضطرب می گردند بعضے معتقد عقائد عرفا شدہ از عقائد علماء منکر آمدہ در زمرۂ ملاحدہ می روند و بعضے بر عقائد علماء معتقد بودہ از عقائد عرفا انکار نمودہ در سلک غافلانے کہ "من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ" در شان ایشاں است منسلک می شوند

اسی وجہ سے حضرت شیخ قدس سرہٗ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا تاکہ بقول حضرت شیخ رح :۔

اتحاد و اعتقاد ہر دو طائفہ را معتقد بودہ بر ہیچ کدام انکار نیارند

شریعت، طریقت، حقیقت کو ایک ہی سمجھیں اور ان کو ایک دوسرے کا مخالف نہ جانیں۔ اس کے بعد مصنف رح نے یہ ظاہر فرماتے ہوئے کہ کوئی بات بغیر سند حدیث اور اقوال مشائخ کے نہیں درج کی گئی ہے رسالہ "روضات" کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھا ہے کہ :۔

چوں بر طالبان راہ تحقیق ہر نکتہ اش باغیست از ثمرات ہدایات بناءً بریں مسمّٰی بہ "روضات" شد

شیخ رح نے سب سے پہلے شریعت کی اہمیت کو ذہن نشین کراتے ہوئے کہ :۔

شریعت چراغ است در راہ دیں	منور ز نورش زماں و زمیں
کہ در ظلمت رہ بچشم خرد	ز نورش عیاں می شود نیک و بد

ہدایت فرمائی ہے کہ پہلے عقائد شریعت کو درست کرنا چاہیئے اس کے بعد "طلب حق" کی طرف رجوع کرنا چاہیے کہیں کہیں شیخ رح نے بعض مسائل سلوک (شریعت و طریقت) کے متعلق سوالات قائم کرکے جوابات شافی دئے ہیں اسی طرح سے سلسلہ بسلسلہ فرائض واجبات، مستحبات و مسنونات کی تفصیلات لکھ کر لکھا ہے کہ :۔

طریقت کنایت است از افعال آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم و افعال آں در یکتائے بحر توحید ہمہ مخصوص اند بتقویٰ و احتیاط

Marfat.com

اس کے بعد شیخ رح فرماتے ہیں کہ :-

پس بایں اعتبار شریعت عام است و طریقت خاص ازیں
نکتہ باید دانست کہ عام را بے خاص وجود ممکن است
اما خاص را بے عام وجود محال

حضرت شیخ صاحب تصانیف کثیرہ تھے ۔ علاوہ عربی اور فارسی میں احادیث وفقہ کی ضخیم تصانیف کے تصوف پر بھی حضرت شیخ رح کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں اکثر طبع ہو چکی ہیں ان میں یہ ایک لاجواب رسالہ ہے حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی جس پایہ کے محدث وفقیہ تھے اسی پایہ کے عارف کامل بھی تھے سلسلہ ارادت و بیعت قادریہ تھا ۔ حضرت شیخ عبد الوہاب متقی رح سے خرقہ خلافت حاصل فرمایا تھا ۔ حضرت شیخ رح حضرت شیخ احمد سرہندی رح مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے معاصرین میں تھے ایک زمانہ میں باہم کچھ علمی اختلاف بھی ہو گیا تھا لیکن وہ بہت عارضی تھا اور مسئلہ متنازعہ فیہ کی صفائی کے بعد صفائی ہو گئی تھی چنانچہ سوانح نویسوں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی رح کے قائل تھے بلکہ معتقد بھی ہو گئے تھے ۔ حضرت شیخ رح کا انتقال دہلی میں بعمر تقریباً (۹۴ سال) ۱۰۵۲ھ ہجری میں بہ عہد شاہنشاہ شاہجہاں ہوا اور اپنے خاندانی قبرستان واقع قطب صاحب (مہرولی) دہلی میں دفن ہوئے ۔

اس رسالہ کی تاریخ تصنیف کا اول آخر کہیں پتہ نہ چل سکا اس لئے قبل وفات کا زمانہ تصنیف لکھ دیا گیا ۔
خط شکست آمیز جلی ہے ۔

ترقیمہ ۔

تمام شد بالخیر والسعادت بتاریخ سیزدھم جون ۱۸۴۵ء
روز یکشنبہ بمقام میرٹھ بقلم شکستہ رقم خاکسار بھوپ سنگھ
صورت تحریر یافت

اس کے بعد بخط شکست آمیز لکھا ہوا ہے :-

بنظر ہیچ کارہ محمد عبد الرحمٰن عفی عنہٗ تصحیح پذیرفت

اس کے نیچے اردو میں لکھا ہوا ہے

بندہ گنہگار سعید احمد بن مولوی سلطان احمد مارہروی
مطابق ۱۹ اگست ۱۹۰۲ء یوم سہ شنبہ یہ متبرک کتاب
ایک خاص ذریعہ سے حاصل ہوئی ۔ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۲۰ھ

رسالہ کے اوّل و آخر چند اوراق ایسے بھی ہیں جن میں قدیم وجدید شعراء کا فارسی ریختہ اور ہندی کلام بھی کسی نے نقل

Marfat.com

کر دیا ہے۔ (یہ اقبالنامہ جہانگیری کے ساتھ مجلد ہے)

۲۹۷/۷
۳۹

۳۹۔ مجموعہ رسالہ مراقبہ و برزخ۔

مصنّف ۔ حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ قدس اللہ سرہ العزیز تصنیف غالباً سنہ ۹۶۶ ہجری اوراق (۹) تقطیع ۸ × ۵ ۱/۲ ۳/۴

اس مجموعہ میں چھوٹے چھوٹے دو رسالہ جات ہیں جس میں مصنّف نے مراقبہ اور برزخ کے معنی بیان کرتے ہوئے "وحدت الوجود" کی حقیقت کو بیان کیا ہے

آغاز۔

در مراقبہ رویت بصورت انساں است کہ ہئیت افلاکیست
و افلاک عین صورت انساں است و انساں نسخہ الہی است

اختتام۔

و ذکر چہار اند۔ ذکر ناسوتی جلی است۔ و ذکر ملکوتی پاس انفاس
ذکر لاہوتی ذکر اثبات و ذکر جبروتی سرّ ھو کون مکون است

مصنّف نے پہلے حصہ رسالہ میں مراقبہ کی تعریف و تفصیلات دیتے ہوئے "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم" کی تفسیر میں لکھا ہے کہ :۔

آمر در شریعت بادشاہے است (چنیں) مجتہدان گویند و
در طریقت پیر را گویند پس ایں دو امرے آوردن فرض
است و ایں آمر بر دو نوع است۔ ظاہر و باطن۔

اس کے بعد مصنّف رح نے مراتب روح کو بیان کرتے ہوئے حضرت سید نعمت اللہ رح کا یہ قطعہ نقل کیا ہے۔

قطعہ۔

تا جماعت در تجلی دیدہ ام | صورتے را در عین منظور ...
دیدہ ام بینا شدہ از روئے دوست | لاجرم در عین بینا ...

اس کے بعد مصنّف رح نے "برزخ محمدی" کا عنوان دے کر محمد اور اللہ کے متعلق ... جمع ... (...) دائرے اور اشکال دئے ہیں جو نہایت خوبصورت طغرائی خط میں لکھے ہوئے ہیں مراقبہ کے بیان کے خاتمے کے بعد لکھا ہے :۔

تمت الرسالہ مراقبہ تصنیف حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ قدس رح

اس کے بعد برزخ کا تفصیلی بیان اس جملہ سے شروع ہوا ہے :۔

ہر کسے را کہ ایں معنی دست دہد سزا وار بیچ شرط عبودیت

Marfat.com

وبعبود نماند اگر مسجد نماز گزارد و اگر در بت خانہ سجدہ پیش

صنم بجا آرد بیکے نسبت باشد

اس کے بعد مصنف نے یہ قطعہ تحریر فرما کر "محمد" اور "اللہ" کے دو مشکل دائرے بنائے ہیں:۔

اگر کافر زبت آگاہ گشتے ۔۔۔ چرا در دیں خود گمراہ گشتے

مسلمان گر بدانستے کہ بت چیست ۔۔۔ بدانستے کہ دیں در بت پرستی است

اس کے بعد مصنف رح نے ذکر کے طریقہ کو بیان کرتے ہوئے "گردہ" "جگر" "بینی" "مقعد" کے دائرے دئے ہیں "عروج و نزول" ذکر کی تفصیلات دی ہیں اور مقامات عروج و نزول کو بیان کیا ہے

ترقیمہ میں کاتب نے سنہ ۹۶۶ھ لکھا ہے جو سالِ تصنیف معلوم ہوتا ہے

ترقیمہ۔

تمت الرسالہ برزخ تصنیف حضرت شاہ علی جند اللہ قدس

سرہ العزیز و نور اللہ مرقدہ تمام شد۔ سنہ ۹۶۶ھ

باوجود کوشش کے یہ نہ معلوم ہوسکا کہ یہ بزرگ کون تھے اور کہاں کے تھے اور کس سلسلے سے تعلق رکھتے تھے رسالہ جات کا خط کچھ ثلث اور کچھ شکست آمیز ہے۔ لیکن خط قدیم معلوم ہوتا ہے دائرے اور اشکال کافی خوبصورت اور رنگین ہیں۔

۲۹۷/۷
۴۰

۴۰۔ شرحِ گلشن راز۔ (ناقص)

مصنف۔ (غالباً) شیخ محمد یحییٰ بن علی الجیلانی الاہجی النوربخشی) اوراق (۳۸) تقطیع ۵ × ۸ ۱/۲

یہ کافی ضخیم شرح ہے لیکن موجودہ نسخہ ناقص ہے جس کے درمیان اور آخر کے اوراق نہیں ہیں اس کے علاوہ کرم خوردگی کی وجہ سے بہت کافی عبارتیں بھی ضائع ہوگئی ہیں۔ نسخہ حد درجہ کرم خوردہ ہے چٹ بندی کرائی جاکر اس کو مجلد کیا گیا ہے۔

نسخہ کی کتابت کافی قدیم معلوم ہوتی ہے۔ خط کچھ نستعلیق۔ اور کچھ شکست آمیز خفی ہے شرح بین السطور میں اور حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ چونکہ آخر کے اوراق نہیں ہیں اس لئے مصنف یا شارح کا نام نہ معلوم ہوسکا حاشیہ پر کہیں کہیں صرف:۔

شرح گلسن

لکھا ہے۔ لیکن شرح کا ایک نسخہ جو (سبحان اللہ لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) میں ہے اس میں مصنف کا نام لکھا ہوا ہے لہذا وہی نام یہاں بھی درج کردیا گیا ہے

Marfat.com

آغاز۔

یمناً و تبرکاً تذکرہ وصلی اللہ علی رسولہ والہ
وصحبہ اجمعین۔
(کرم خوردہ) اوّل بباید دانست کہ اسم اللہ سہ اعتبار......
(عبارت کرم خوردہ)

اختتام۔

اگر خواہی کہ گردی بندہ خاص　　بیا شو برائے صدق و اخلاص

اس مثنوی کا نام معلوم نہیں "گلشنِ راز" کیسے ہو گیا اور کس نے رکھ دیا کیونکہ شارحؒ نے "سبب نظم گلشن" کے عنوان کا یہ شعر لکھ کر رہ۔

مرا گفتا جوابے گوئی در دم　　کز اں جا نفع گیرند اہلِ عالم

حضرت شیخ سید حسینؒ کے۔ جو حضرت شیخ محمود شبستریؒ مصنف گلشن کے پیر بھائی اور معاصر تھے سوال کے متعلق لکھتے ہوئے شیخ حسینؒ کے خلیفہ کے آنے اور شیخ محمودؒ کے تعظیم بجا لانے کے حالات کو لکھا ہے اس کے بعد لکھا ہے کہ اپنے خلیفہ کے اصرار سے اس میں کچھ اضافہ کر کے اس کتاب کا نام مصنف نے "گلشن" رکھا اس کے بعد لکھا ہے کہ:

درخواب دید کہ خطاب از حضرت می آید کہ ایں کتاب گلشن
اسرار کنید کہ ایں کتاب از آں ماست و شیخ نام ایں "گلشن
اسرار" برائے ایں کردہ

اس سے صاف واضح ہے کہ اس مثنوی کا اصل نام "گلشنِ اسرار" تھا بعد میں کسی نے "اسرار" کے مفہوم کو سامنے رکھ کر اس کا نام "گلشن راز" رکھ دیا۔ واللہ اعلم

سبحان اللہ لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ $\frac{\text{۲۹۷/۷ ف}}{\text{۲۶}}$ کا نسخہ مکتوبہ ۱۱۷۷ھ ہجری ہے لیکن موجودہ نسخہ کتابت کے اعتبار سے اس سے قدیم معلوم ہوتا ہے۔

انہ سلسلۃ الاسلام۔

$\frac{\text{۲۹۷/۷}}{\text{انہ}}$

مصنف شیخ ابراہیم معصوم بن شیخ زین اولیاء چشتی قدس سرہٗ تصنیف قبل ۱۰۹۰ھ ہجری اوراق (۱۵۲)
تقطیع ۵ × ۳ ۲/۱

اس رسالہ میں مصنفؒ نے نہ صرف حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کے حالات لکھے ہیں بلکہ اس سلسلہ کے تقریباً تمام خواجگان

Marfat.com

چشت اہلِ بہشت قدس اللہ اسرارھم کے حالات بحوالہ تذکرۃ الاولیاء، نفحات، لطائف اشرفی وغیرہ بھی لکھے ہیں۔

آغاز۔

فراواں ستائش و آفریں نہاں آفریں را از شعشہ یھدی اللہ
من نورہ من یشاء دلہائے ارباب شہود را سپر پرلمۂ نور
حسن مطلق ساخت

اختتام۔

ایماں عبارت از ذکر لسانی است۔ حضرت مولانائے سعد الدین
کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ طریق تعلیم ذکر آنست کہ
اول شیخ بدل گوید لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مرید دل خود
ذکر کند و در مقابلہ دل شیخ بدارد

مصنف نے حمد و نعت کے بعد اپنا نام:۔

ذرہ خاک راہ اولیاء و غبار اقدام اصفیاء ابراہیم ....
دکرم خوردہ) ابن شیخ زین اولیاء چشتی اسلامی

لکھتے ہوئے لکھا ہے:۔

چوں رسالہ جداگانہ در منقبت عمدہ اقطاب عالی منزلت
زبدہ اولیاء تعالیٰ مرتبت صیرفی عیار اصفیاء .... نعوذ القیا..

.... وغیرہ وغیرہ۔

اس طرح مصنف نے حضرت شیخ سلیم چشتی کے القاب و آداب بطور منقبت تقریباً (۴) صفحات میں لکھتے ہوئے ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا آخری شعر یہ ہے:۔

شیخ سلیم آں در دریائے لونر   خاصگی خلوت بزم وحضور

اس کے بعد لکھا ہے کہ وہ رسالہ "جداگانہ" ختم ہوچکا اور اب یہ ارادہ کیا کہ:۔

از احوال برکت اشتمال سلاسل قدسیہ عالیہ ......
نگار ایں سازد

لہذا مصنف نے اولاً تمام ملفوظات و مصنفات کے نام مع اسماء مبارک مصنفین۔ مثلاً "فوائد السالکین" ملفوظات حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ، مرتبہ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر قدس اللہ سرہٗ۔ "راحت القلوب" ملفوظات

Marfat.com

حضرت بابا فرید قدس اللہ سرہٗ مرتبہ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ۔ "اسرار الاولیاء" مرتبہ مولانا بدرالدین اسحاق [۵] "افضل الفواد و راحت المحبین" مرتبہ حضرت امیر خسروؒ "خیر المجالس" مرتبہ محمد بن مبارک نور محمد کرمانی [۶] وغیرہ وغیرہ لکھے ہیں۔ اس کے بعد اپنی کتاب کا نام اس طرح سے لکھا ہے:۔

بہ ذکر احوال منقبت مآل آں آرائندہ انجمن کرامت بہ جہت
ترتیب پیر سلسلہ و زینت خاطمہ (خاتمہ) مندرج نمودہ
"سلسلۃ الاسلام" نام نہاد

چنانچہ مصنف نے بحوالہ کتب شواہد النبوت۔ روضۃ الاحباب۔ تحفۃ الابرار۔ اور لطائف اشرفی۔ [۷] سب سے پہلے رسول اللہ کی مختصر سیرت مبارک لکھی اس کے بعد حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے مجمل حالات مبارک لکھے اس کے بعد حضرت سید حسن بصریؒ کے مختصر حالات اور چند اقوال برکت اشتمال نقل کئے اس کے بعد چودہ خانوادوں کے۔ جو ہندوستان میں مشہور ہیں۔ نام لکھ کر ہر ایک کی وجہ تسمیہ لکھی پھر ان سلسلوں اور خانوادوں کی یکے بعد دیگرے تفصیلات لکھتے ہوئے ان خانوادوں اور سلسلوں کے بزرگوں کے حالات قلمبند کئے ہیں تمام سلسلوں کی تفصیلات کے بعد آخر میں سلسلہ چشت اہل بہشت کو زیادہ تفصیل سے لکھتے ہوئے اس سلسلہ کے تقریباً کل بزرگوں کے حالات زیادہ وضاحت سے لکھے ہیں ورق ۱۰۶ سے حضرت شیخ سلیم چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حالات کو۔ از تاریخ پیدائش (۸۸۳ھ) لکھ کر۔ مادہ تاریخ پیدائش

نجم معرفت
۸۸۴ھ

لکھا ہے۔ ورق ۱۳۴ پر حضرت شیخ فتح اللہ اکبر آبادی قدس سرہٗ العزیز کا ایک مکتوب بنام:۔

بندگی حضرت قطب العالم

ہے۔ جس میں شیخ نے اپنے واردات قلبی کی صراحت فرماتے ہوئے مداوا کی درخواست کی ہے۔ چنانچہ اس مکتوب کا جواب حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ العزیز کے والد بزرگوار حضرت شیخ بہاؤ الدین چشتی قدس سرہٗ کی طرف سے (ورق ۱۳۵) بنام۔

برادر دینی و محب یقینی و دوستدار دوجہانی شیخ المشائخ والاولیاء
شیخ فتح اللہ دام مشربہٗ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہے جس میں مداوا کی پوری تفصیلات ہیں۔
اس کے بعد مصنف نے حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہٗ العزیز کے حسب ذیل (۱۴) خلفاء کے مجمل حالات لکھتے ہوئے ان کی عمر۔ تاریخ وفات اور مدفن کو بھی لکھا ہے:۔
(۱) شیخ کمال الدین بن شیخ شہاب الدین (۲) شیخ طہٰ (۳) شیخ پیارا (۴) سید جیو (۵) شیخ [illegible] (۶) شیخ

کبیر بن شیخ عبدالغفور (۷) شیخ ولی (۸) شیخ بہلو (۹) شیخ حاجی حسین (۱۰) شیخ رکن الدین (۱۱) شیخ بھکاری (۱۲) شیخ سدھاری (۱۳) شیخ عبدالواحد ان خلفاء ممتاز کی تفصیلات کے بعد مصنف نے یہ لکھتے ہوئے کہ :۔

خاطر حقیقت طلب برآں شد کہ طریقہ سلوک و اشغال و معمول
و مختار آں سلسلہ عالیہ رضیہ کہ بر صفحات مسامع و الواح اخیار
رقم استتبار دارند نگارش نماید

اس سلسلہ چشتیہ کے طریق سلوک و اشغال کو آخری چند اوراق میں بیان کیا ہے اور اسی بیان پر کتاب ختم ہے۔ مصنف خزینۃ الاصفیا، (جلد اول صفحہ ۳۲۸ و ۳۲۹ مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنؤ) نے بحوالہ "اخبار الاخیار" حضرت شیخ سلیم چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز، کی تاریخ پیدائش ۸۸۴ھ اور تاریخ وفات ۹۷۹ھ لکھی ہے اس اعتبار سے شیخ کی عمر (۱۰۲) سال کی قرار پاتی ہے اور اگر تاریخ پیدائش ۸۸۳ھ کو درست سمجھا جائے جیسا کہ مصنف کتاب نے لکھا ہے۔ تو ممدوح کی عمر (۹۶) سال کی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

نسخہ زیر نظر ہر حیثیت سے اہم اور نادر ہے جس میں سلسلہ کے بزرگوں کے حالات کے علاوہ مسائل تصوف کو بھی کافی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اس کے علاوہ اس عہد کے بعض تاریخی واقعات پر روشنی بھی پڑتی ہے

ترقیمہ۔ نسخہ سلسلۃ الاسلام بخط خام احقر امام یوسف علی خاں
بتاریخ ششم ماہ ذیقعد (ذیقعدہ) ۱۲۷۵ھ ہجری باتمام رسید

نسخہ بخط نستعلیق صاف لکھا ہوا ہے البتہ کاتب نے بعض بعض جگہ املا کی غلطیاں کی ہیں نسخہ کاغذی کرم خوردہ ہے چٹ بند اور جلد بندی کرادی گئی ہے۔ مگر چٹ بندی میں احتیاط نہیں کی گئی ہے اسی طرح جلد بندی میں اوراق کو مقدم و موخر کر دیا گیا ہے بہر حال ان پر صفحات ڈال دئے گئے ہیں تاکہ اوراق کی اصل جگہ معلوم ہو جائے۔

ترقیمے کے کسی دوسرے کاتب نے "تاریخ وفات مصنف سلسلۃ الاسلام یعنی ملفوظ شیخ سلیم فتحپوری قدس سرہٗ" لکھ کر ایک فارسی کی رباعی لکھی ہے جس کا آخری مصرعہ تاریخ یہ ہے :۔

بحق پیوستہ ابراہیم معصوم
۱۰۹۸ھ

اسی تاریخ وفات کی مناسبت سے سال تصنیف قبل ۱۰۹۸ھ لکھ دیا گیا ہے کیونکہ مصنف کے مفصل حالات کا کسی ماخذ سے کچھ پتہ نہ چل سکا البتہ پیشانی اور سرورق پر دو چھوٹی مہریں ہیں جس میں نام "ظفر الدین یعقوبی فتحپوری" لکھا ہوا ہے اس کے علاوہ سرورق کی مہر کے نیچے بخط نستعلیق جلی یہ نام بحیثیت مالک کتاب کے بھی لکھا ہے اور اسی مالک کے غالباً دستخط بھی ہیں جس کے نیچے "یکم جنوری ۱۹۰۱ء" تاریخ بھی لکھی ہے یہی وہ اندرونی شہادت ہے جس کی بنا پر یہ سال تصنیف کو قیاساً لکھا گیا ہے۔ میری نظر سے چونکہ مطبوعہ رسالہ نہیں گزرا ہے اس لئے یہ بھی

Marfat.com

نہیں کہا جاسکتا ہے کہ آیا یہ رسالہ طبع ہوا یا نہیں۔

سرورق پر "محمد عنایت احمد اسرائیل کولوی" کی قلمی فارسی عبارت ہے جس میں لکھا ہے کہ :-

بتاریخ یکم محرم الحرام ۱۲۹۶ھ ستعار گرفتم و برائے یاد تحریر
کردم۔ وباللہ التوفیق

۴۲۔ مکتوبات منیری۔ ناقص الطرفین

۲۹۷/۷
۴۲

مصنفہ حضرت شیخ یحیٰی شرف الدین منیری بہاری قدس اللہ سرہ العزیز تعداد اوراق (۴۰)

تقطیع ۶" × ۹¼"

یہ صرف چودہ مکتوبات کا (ناقص) مجموعہ ہے ہر مکتوب :-

برادر اعز شمس الدین سلمہ اللہ

کے نام ہے۔

آغاز۔

دجلت (؟) گداخت مخالفت است ازیں جا گفتند ما (مطیعیم) و
ایشاں عاصی۔ کرامت نواخت

اختتام۔

چوں ایشاں را محبت ماست۔ گناہ چہ کند ہر جا کہ محبت
آید (آمد) عیب برخاست۔

بیت　　ذرہ آرد (؟) خدا در دل تما
بہتر از ہر دو ....

حضرت شیخ یحیٰی شرف الدین منیری بہاری قدس سرہ العزیز کا وصال ۸۱-۱۳۸۰ء ۷۸۲ھ میں ہوا۔ ممدوح رح کے مکتوبات جن کی تعداد بروایات مختلفہ ایک سو سے زیادہ ہے اور جو مختلف زمانوں میں ضائع ہو چکے ہیں یہ اوراق بھی انہیں مکتوبات کا ایک جز ہیں۔ یقیناً باقی اوراق ضائع ہوگئے۔ چونکہ مکتوبات اول و آخر ناقص ہیں اس لئے مرتب اور کاتب کا نام اور زمانہ ترتیب و کتابت نہ معلوم ہو سکا ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے پاس جو مجلدات ہیں (ملاحظہ ہو کیٹلاگ ع ۱۲۰۵، ع ۱۲۰۶، ع ۱۲۰۷) اس سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ مجموعہ ع ۱۲۰۵ میں (۱۵۱) مکتوبات ہیں جن کو "زین بدر عربی" نے ۷۶۹ھ (۶۸-۱۳۶۷ء) میں ترتیب دیا۔ اس نمبر کے مجموعہ کے کاتب کوئی

Marfat.com

"عالم بن سید احمد حسینیؒ ہیں جنھوں نے سنہ ۹۸۹ ہجری میں ان کی کتابت کی
زیر نظر مجموعہ نہایت خوبصورت خط نستعلیق قدیم میں لکھا ہوا ہے اور مطلاء مذہب ہے لیکن صحیح طور سے زمانہ کتابت متعین نہیں کیا جا سکتا ہے خط اور کاغذ سے اس قدر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ یہ مجموعہ مکتوبات گیارھویں صدی ہجری کے آخر یا بارھویں صدی ہجری کے اوائل کا لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔
ہر مکتوب کا نمبر اور عنوانات سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔ نسخہ بیشتر جگہ کرم خوردہ ہے مگر زیادہ خراب نہیں ہو سکا البتہ آخری ورق زیادہ خراب ہے۔

۳۴۔ شرح الفصوص الحکم۔

۲۹۷/۷
۳۴

مصنف شیخ موید الجندی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ سال تصنیف غالباً سنہ ۶۶۰ھ تعداد اوراق (۲۷۷) تقطیع ۸" × ۱۲"
یہ شرح زمانہ تصنیف کے اعتبار سے اس شرح فصوص الحکم سے مقدم ہے جو حضرت مولانا جامیؒ نے ۵۹-۸۵۸ھ /۸۶۳ ۱۴۵۸ء
میں تصنیف فرمائی۔ جس کا نام "نقد النصوص فی شرح نقش الفصوص" ہے

آغاز۔

الحمد للہ الولی والصلوٰۃ علی النبی الامی وآلہ التقی وصاحبہ
التقی ق۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ل۔ کلمہ "با"
متعلق بہ محذوف و قسمت

اختتام۔

پس اے برادر منزہ دار حق را از صورت خاص و عقد مخصوص
و با اہل عقل مردہ با ایشاں منشین فان الصحبۃ توثر

مصنف نے مختصر ترحمد و نعت کے بعد ہی۔ بغیر تمہید و دیباچہ کے کتاب فصوص الحکم کی شرح کو شروع کر دیا ہے شرح نہایت مبسوط ہے دیباچہ کی شرح کرتے ہوئے شارح نے سبب تالیف کتاب کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ مصنف فصوص الحکم (حضرت شیخ محی الدین بن عربیؒ) نے جبکہ وہ دمشق میں ۶۲۷ھ میں مقیم تھے خواب میں دیکھا کہ:۔

(بہ) دست مبارک او علیہ السلام کتابے بود پس فرمود بمن
کہ ایں کتاب فصوص الحکم است بگیر (وغیرہ وغیرہ)

یعنی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کو بشارت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے یہ کتاب حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمائی اور خود ہی اس کا نام فصوص الحکم فرمایا اسی طرح سے دیباچہ

Marfat.com

کی شرح کے کل (۹) اوراق ہیں لیکن کتاب میں صرف (۸) اوراق ہیں۔ دیباچہ کی شرح کا آخری ورق "نواں" غالباً ضائع ہو گیا۔

شارح نے متن کے جملہ کو حرف "ق" سے شروع کیا ہے جس کے معنی قول شیخ کے لئے ہیں شرح کے لئے حرف "ل" استعمال کیا ہے۔ بہرحال شرح قابل مطالعہ ہے۔

حضرت مولانا جامیؒ نے حضرت شیخ مویدالدین الجندی کی سوانح "نفحات الانس" میں لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ شیخ ممدوحؒ حضرت شیخ صدرالدین قونوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے جنہوں نے :-

"بعضے مصنفات شیخ بزرگ راچوں فصوص الحکم و مواقع النجوم شرح کردہ است"

"و سائر شرح فصوص وے - است و دراں حا تحقیقات بسیار است۔"

مولانا جامیؒ کی اس عبارت سے قیاس کرنا پڑا کہ موجودہ شرح حضرت شیخ موید الدین الجندیؒ کی مصنفہ ہے ورنہ کتاب کے اول و آخر کہیں مصنف کا نام نہیں ہے۔ اور نہ کتاب کے آخر میں کوئی ترقیمہ ہے۔ آخر میں مصنف نے سال تصنیف غالباً ۶۶۲ھ لکھا ہے۔ چنانچہ ختم کتاب کا آخری جملہ یہ ہے :-

"ایں اخر کتاب است و بہ عنایت حقانی و بہ معونت نفس رحمانی

در ارواح طیبہ" "فصوص روح مقدس شیخ اکبر قدس سرہٗ

در نہم شعبان ۶۶۲ھ (چھ سو کے بعد کا ہندسہ کرم خوردہ ہے

اس لئے صحیح نہیں پڑھا گیا قیاس یہ کہتا ہے کہ اس کے آگے (۶۲) کا ہندسہ

ہے اس لئے سال تصنیف ۶۶۲ھ لکھ دیا گیا) بشرف ختم شرف شد و بہ خاتم اختتام ختم شد"

کتاب کا خط معمولی نستعلیق ہے جو بارھویں صدی ہجری کا معلوم ہوتا ہے۔ کاتب کا نام یا سال کتابت درج نہیں ہے۔

۲۹۷۱۷
۴۴

۴۴۔ مراۃ مسعودی۔ (ناقص الاول)

مصنف شیخ عبدالرحمن چشتیؒ تصنیف غالباً قبل ۱۰۶۳ھ مکتوبہ ۱۱۲۲ھ اوراق (۷۲) تقطیع ۸×۶

مصنف نے حضرت سید سالار مسعود غازی بہرائچی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے حالات میں یہ کتاب لکھی ہے۔ دیباچہ کے چند اوراق نہیں ہیں۔

آغاز۔

بہا احد أ دلا انا ... بے آنست بدرستی کہ حق تعالی گراہی

کردہ است شہید ال را بہ ہیچ کرامت گرامی نہ کردہ است

ہیچ کس را و نہ مرا۔

Marfat.com

اختتام۔

ازآں جہت ہر روز تازہ کرامتے وتازہ ظہورے وتازہ ذوقے
وتازہ حسنے وتازہ عشقے وتازہ دردے وتازہ سازے وتازہ
سوزے برآستانہ راحت القلوب آں محبوب رب العالمین
متجلی است

زسر تا ناخن پایت سراسر نازمی بینم
کجا صد اسپ حسنت راہنوز آغازمی بینم

مصنف نے دیباچہ میں جس کے حمد ونعت کے اوراق نہیں ہیں ابتدائً اولیائے شہداء کی کرامتوں کے سلسلہ میں پانچ احادیث مع ترجمہ وشرح کے نقل کرتے ہوئے حضرت سید سالار مسعود غازی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا نسب نامہ لکھا ہے جو گیارھویں پشت میں حضرت محمد حنفیہ بن علی کرم اللہ وجہہ کے نام پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد مصنف نے حضرت سالار مسعود غازیؒ کی والدہ کا نام لکھتے ہوئے جو سلطان محمود غزنوی کی بہن تھیں ستاریخ جہاں ارائے کے حوالہ سے ان کا نسب نامہ نوشیرواں کسریٰ سے ملایا ہے اور تاریخ محمود جاہی کے حوالہ سے اولاد امام حسن رضی اللہ عنہٗ لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

پس در ہر دو حال مقبول است سبحان اللہ آنعتسم بلند ہمتی وشجاعت
وعشق وجانبازی براہ حق جل وعلی کہ سالار مسعود غازی رابودہ
غیر از خاندان اسد اللہ الغالب دیگرے راممکن نیست

اس کے بعد مصنف نے اپنا نام "فقیر الحقیر عبدالرحمٰن چشتیؒ" لکھتے ہوئے وجہہ تالیف لکھی اور کتب معتبرہ کے حوالہ جات بھی لکھے ہیں۔

مصنف نے کتاب کو حسب ذیل (۵) بابوں پر تقسیم کیا ہے اور ہر باب کا نام "داستان" رکھا ہے۔

داستانِ اوّل۔ دربیان متوجہ شدن سالار ساہو (پدر بزرگوار حضرت سالار مسعود غازیؒ) پہلوان لشکر از طرف غزنی بہ طرف ہندوستان۔

داستان دوئم۔ دربیان بازگشتن سالار ساہو وحضرت سلطان الشہداء بہ طرف غزنی وغیرہ وغیرہ۔

داستان سوئم۔ دربیان رخصت شدن حضرت سلطان الشہداء از سلطان محمود و روآوردن بہ طرف ہندوستان درسیدن بہ ملتان وغیرہ وغیرہ۔

داستان چہارم۔ دربیان رسیدن سالار ساہو درستر کھ (ضلع بارہ بنکی۔ یوپی) ومتوجہ شدن حضرت سلطان الشہداء بہ طرف بہرائچ۔

داستان پنجم۔ دربیان اظہار کرامت حضرت سلطان الشہداء بعد از شہادت وبناء عمارت روضۂ منورہ ومطہرہ

Marfat.com

و بعضے احوال و خوارق آں محبوب رب العالمین

اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی عرصہ ہوا شائع ہو چکا ہے مصنف کی کئی تصانیف راقم کی نظر سے گزر چکی ہیں مصنفؒ کی بیشتر تصانیف کا نام "مراۃ" سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً "مراۃ المخلوقات" (اس کا ایک نسخہ مسلم یونیورسٹی کے مخطوطات میں ہے اور اس میوزیم میں بھی ہے جو فن مذہب عام میں درج ہے) "مراۃ مداری" اس کو "مراۃ بدیعی" بھی کہتے ہیں۔ اس کا ایک نسخہ کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ہے اور دوسرا کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد میں ہے جو حضرت بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری کے حالات میں ہے

مصنف عہد جہانگیری و عہد شاہجہانی اور عہد عالمگیری کے ان اولیاء میں سے تھے جو نہ صرف عالم علوم دین تھے بلکہ سنسکرت کے بھی متبحر عالم تھے جس کی شہادت "مراۃ المخلوقات" دیتی ہے۔ مصنفؒ کا انتقال بہ عہد شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر سنہ ۱۰۹۴ھ میں ہوا۔

ترقیمہ :-

تمام شد نسخہ مراۃ مسعودی بہ تاریخ ۲۱ ماہ ربیع الآخر ۱۱۲۳ھ

مطابق سنہ ۵ جلوس ہمایوں بہادر شاہ (اول)

یہ نسخہ قدیم ترکتوبہ ہے جو بہ خط شکستہ آمیز صاف لکھا ہوا ہے۔ جلد بندی کے وقت ابتدائی چند اوراق مقدم اور موخر کر دیے گئے ہیں میں نے ان پر سلسلہ وار نمبر ڈال دیئے ہیں۔

۲۹۷/۷
۵۴

۵۴ کیمیائے سعادت (رکن سوم و چہارم۔ ناقص الاول)

مصنف : حجت الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی طوسی الملقب بہ زین الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز۔
تصنیف قبل ۵۰۵ھ مطابق ۱۱۱۱ء تعداد اوراق ۳۰۲ تقطیع $6\frac{1}{2}" \times 9\frac{1}{2}"$

حضرت امام غزالیؒ کی فن تصوف و اخلاق میں یہ وہ مشہور ترین کتاب ہے جو نہ صرف دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف زمانوں میں طبع ہو چکی ہے بلکہ یورپی اور غیر یورپی زبانوں میں ترجمے بھی ہوئے جو شائع ہو چکے ہیں۔ دنیائے تصوف و سلوک میں اس کتاب کو بلند پایہ تصور کیا گیا ہے اس مجلد میں صرف رکن سوم و چہارم ہیں۔ رکن سوم کے بھی ابتدائی چند اوراق نہیں ہیں :-

آغاز۔

مطلق آں بود کہ ایں ہمہ اعضائی اندروے معتدل و راست بود
چنانکہ نیکو روئے آں بود

Marfat.com

اختتام۔

ونقول فی خاتمة الکتاب اللھم انا نعوذ بک بعفوک من
عقابک ونعوذ برضاک من سخطک ونعوذ بک لا
احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک
والحمد للہ وحدہ

یہ نسخہ بخط ثلث قدیم لکھا ہوا ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سالِ کتابت معلوم ہوتا لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کتابت غالباً نویں صدی ہجری یا دسویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔
اس کا دوسرا نسخہ بھی ہے جو بخط نستعلیق خفی لکھا ہوا ہے وہ ضمیمہ فہرست ۲۹۷/۷ / ۱۶۹ پر درج کیا گیا ہے۔ اس نسخہ میں چاروں رکن ہیں اس اعتبار سے یہ نسخہ مکمل ہے۔ البتہ رکن چہارم کے آخری چند اوراق نہیں ہیں۔

۲۹۷/۷ / ۴۶ ۴۴۔ اسرار العالیہ فی مناقب الوالیہ

مصنف مولانا محمد عبدالغفار تصنیف قبل ۱۲۹۰ھ کتابت ۱۲۹۰ھ اوراق ۱۱۵ تقطیع ۷ × ۹
مصنف نے اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا عبدالوالی فرنگی محلی (لکھنؤ) کا یہ تذکرہ لکھا ہے۔

آغاز۔

"حمد وافر و ثنا متکاثر مر قادرے راسزد کہ خود حامد است
و خود محمود و خود ساجد است و خود مسجود"

اختتام۔

"و شریک منزل دلائل الخیرات خوانده باشند واگر فرصت
دست دہد یک مرتبہ حزب البحر نیز بخوانند۔ توفیق رفیق باد۔"

مصنف حضرت مولانا عبدالوالی فرنگی محلی کے مرید تھے جنھوں نے اپنے پیر کا یہ مفصل تذکرہ لکھا ہے بعد حمد و نعت و منقبت مصنف نے دیباچہ میں اپنا نسب نامہ لکھتے ہوئے وجہ تصنیف تذکرہ لکھی ہے۔
مصنف حضرت ملا عبدالعلی بحرالعلوم کے پوتے تھے ملا بحرالعلوم کا مزار مبارک مسجد والاجاہی مدراس میں ہے (کیونکہ ممدوح وابستہ دربار والاجاہی گویا موی تھے) اور ملا عبدالعلی بحرالعلوم ملا نظام الدین فرنگی محلی موجد مشہور درس نظامی کے بیٹے اور ملا نظام الدین حضرت ملا قطب الدین شہید سہالوی کے بیٹے تھے۔

Marfat.com

مصنف نے تذکرہ کو حسب تفصیل ذیل چار فصلوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے :-

۱- فصل اول - دربیان نسب و سلسلہ بیعت شریف حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ

۲- فصل دوم - در کیفیت بیعت و حلیہ شریف حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ و کیفیت تحصیل علوم ظاہری

۳- فصل سوئم - در تحقیق عمر شریف حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ و احوال پر ملال وفات

۴- فصل چہارم - دربیان خرق عادات (کرامات) آنحضرت آنچہ خود دیدہ و یا از یاران صادق شنیدہ

۵- خاتمہ - دربیان ارشادات و اوراد و اذکار کہ عموماً بمریداں و مسترشداں خود تعلیم می فرمودند

مصنف نے اپنے پیر و مرشد کی عمر بوقت وفات (۹۰) سال لکھی ہے تاریخ و مہینہ وفات (شعبان) بھی لکھا ہے لیکن افسوس ہے کہ سال وفات کو کہیں نہیں لکھا۔

کاتب نے کتاب کافی غلط لکھی ہے کسی نے اصل کتاب سے مقابلہ کرتے ہوئے اس کو صحیح کیا ہے کاتب نے تقریباً ہر صفحہ پر غلطیاں کی ہیں۔ خط معمولی نستعلیق ہے کاتب نے اس کی کتابت بھاگل پور میں کی ہے چنانچہ ترقیمہ میں لکھا ہے :-

تمت بالخیر بتاریخ بست و ششم شہر ذی قعدہ ۱۲۳۹ھ
بمقام بھاگلپور -

اس کے بعد دو ۲ نظمیں (فارسی) کی ہیں جن میں تاریخ کتابت کو ظاہر کیا گیا ہے۔ ایک نظم ضیاء الدین محمد المتخلص بہ "ضیاء" کی اور دوسری طبع زاد "خواجہ نورالدین" ہے۔

۲۹۷/۷
۷۴

۷۴- تذکرہ عابدہ صالحہ - (ناقص الاول)

مصنف شیخ محمد ابراہیم بن حسن بن خواجہ علی بخاری تصنیف غالباً ۱۱۴۲ھ اوراق (۱۰) تقطیع ۱/۲ ۴ × ۱۰
مصنف نے یہ تذکرہ جس میں مسائل تصوف و سلوک کی توضیح کی ہے اپنی چھوٹی بہن کا لکھا ہے۔

آغاز -

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ... [illegible]
الذین وجد کل واحد منہم ... [illegible]
تعالیٰ ... [illegible]

اختتام -

...... پرستش ربادشاہ عالمگیر چنین فرمودند کہ ...... شاہنشاہ اورنگ زیب بادشاہ
دلیر و مردانہ است کہ چیل ماہ ...... بادشاہی خواہد کرد

Marfat.com

رسالہ اگرچہ بظاہر تذکرہ معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت یہ مسائل سلوک و تصوف کا حامل ہے جس کے لئے مصنف نے تفصیلی بحث کرتے ہوئے اپنی بہن کی مختصر عارفانہ زندگی کو بھی بیان کردیا ہے۔ گویا کہ ضمناً یہ تذکرہ ہے جو ایک زاہدہ کی عارفانہ زندگی کا مرقع ہے جس کی تفصیل آئندہ صفحات میں معلوم ہوگی۔
تصوف و سلوک کے جس قدر مسائل مصنف نے لکھے ہیں وہ زاہدہ کے اپنے اقوال ہیں یا جن کو موصوفہؒ نے اپنے والد بزرگوار سے سنا جن سے وہ بیعت تھیں بلکہ اجازت بیعت بھی حاصل کی تھی۔

نسخہ کا پہلا صفحہ جس میں غالباً حمد و نعت و منقبت وغیرہ کی عبارتیں ہیں ضائع ہوگیا ہے مصنف نے بعد حمد و نعت دیباچہ میں اپنا نام و سکونت لکھتے ہوئے پہلے تو اپنے والد کی بخارا سے ہندوستان میں آمد اور وہاں قیام کا مختصر تر حال لکھا ہے اس کے بعد اپنے والد کے پیر اور خواجہ دیوانہ لاہوری کا ذکر کرتے ہوئے اپنے دو بھائیوں اور دو بہنوں کا مختصر ذکر کیا ہے انہیں بہنوں میں سے اپنی ایک بہن کے متعلق جو مصنف سے چھوٹی لیکن اپنی دوسری بہن سے بڑی تھیں یہ لکھ کر ذکر کیا ہے کہ:-

اما ہمشیرہ کلاں کہ از احقر خورد است علم باطنی از
والدی اخذ نمود

اس کے بعد موصوفہؒ کے ریاض و مجاہدہ کو لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

ہرچند از علوم رسمی بہرہ چنداں نداشتہ اما تحقیقات
... ایں طریق را چناں بیان فرمودے کہ شنوندہ حیراں شدن
پارۂ ازاں کہ یاد ماندہ در قید کتابت می آمد تا راہ رواں
ایں بادیہ را در شد آں بجائے عافیہ را موید و معین در
رہ سپری باشد

اس کے بعد مصنف نے وہ تمام مسائل تصوف لکھے ہیں جو وقتاً فوقتاً موصوفہؒ نے بیان کئے موصوفہؒ نقشبندیہ سلسلہ میں اپنے والد کی مرید تھیں اور انہیں سے اجازت بیعت لی تھی جنہوں نے بیشتر عورتوں کو مرید کرکے راہ سلوک دکھلائی مسائل تصوف کی توضیح کے ساتھ مصنف نے موصوفہؒ کے خوارق عادات کو بھی اجمالاً بیان کیا ہے۔

رسالہ کافی دلچسپ ہے اور تاریخی حیثیت سے بھی اہم ہے کیونکہ اس میں مصنف نے بحوالہ اقوال کرامت موصوفہؒ شاہجہاں بادشاہ کے لڑکوں کی باہم آویزش کا بھی اشارہ کیا ہے۔

مصنف نے موصوفہؒ کا نام نہیں لکھا بلکہ ہر جگہ "عابدہ و صالحہ" ہی سے تعبیر کیا ہے۔ تاریخ وفات:-

یکم ماہ جمادی الآخر سنہ ہزار و ...... (حروف ضائع ہوگئے)

لکھی ہے بظاہر یہ شہنشاہ عالمگیر کا عہد ہے کیونکہ شہنشاہ کے دور حکومت کے متعلق موصوفہؒ نے پیشنگوئی

Marfat.com

بھی کی ہے۔

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے رسالہ نہایت صاف نستعلیق خط میں لکھا ہوا ہے کتابت اور کاغذ دونوں کافی قدیم ہیں۔ رسالہ کرم خوردہ و آب خوردہ ہے۔ اسی لئے بعض الفاظ نہیں پڑھے جاتے۔

مصنف اور عابدہ صالحہ کا حال اس سے زیادہ جو اس رسالہ میں ہے معلوم نہ ہو سکا۔ چونکہ رسالہ تمام تر مسائل سلوک و تصوف کا حامل ہے اس لئے اس کو فن تصوف میں درج کیا گیا ہے۔

۲۹۷۷/۴۸

۴۸۔ فوائد السالکین۔ (ناقص الاول والآخر)

مصنف حضرت شیخ مسعود۔ المعروف بہ حضرت فرید شکر گنج قدس اللہ سرہ۔ تصنیف قبل ۶۶۴ھ اوراق (۱۲) تقطیع ½۴ × ۸

اس رسالہ میں جس کے اول و آخر کے اوراق نہیں ہیں حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے اقوال بہ شکل حکایات درج ہیں۔

آغاز۔

حکایت۔ قطب الاسلام فرمود کہ مشائخ را ایں قدر
ذات ایں صحیح می باید کہ چوں یکے بدست بیاید برائے بیعت
پس پیر را واجب است کہ بہ قوت نظر باطن زنگار
سینہ آنکس کہ بدنیا و جز آں آلودہ است صیقل دہد

اختتام۔

فردائے قیامت حشر خواہد بود مرا آں جا فرو گذارید کہ
من طاقت آں ندارم چوں قبول کردم آنگاہ باز گشت
مجلس سخن در دنیا افتادہ بود

اس ناقص الطرفین رسالہ میں کل (۲۰) حکایات ہیں جو فی الحقیقت مجالس یا ملفوظ ہیں ان میں دوسرے بزرگوں کے واقعات بھی بیان کئے گئے ہیں اور مسائل سلوک و اخلاق کی بھی وضاحت کی گئی ہے۔

حضرت بابا فرید شکر گنج قدس اللہ سرہ نسباً فاروقی تھے "اجودھن" میں مدفون ہیں اسی لئے اجودھنی مشہور ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام عز الدین محمود تھا۔ حضرت بابا فرید قدس اللہ سرہ العزیز حضرت قطب الدین قدس اللہ سرہ کے جن کی وفات ۶۳۳ھ میں ہوئی اجل خلفا میں سے تھے۔ چونکہ "فوائد السالکین" کی تاریخ تصنیف

Marfat.com

نہ معلوم ہو سکی لہذا حضرت کے سالِ وفات ۷۶۴ھ کو ملحوظ رکھتے ہوئے تصنیف کا سال قبل ۷۶۴ھ لکھدیا گیا۔
یہ کتاب طبع بھی ہو چکی ہے ونیز اس کے قلمی نسخہ جات دوسرے کتب خانوں میں بھی ہیں۔

۲۹۷/۷
۹۴

۹۴۔ نزہۃ الارواح۔

مصنف شیخ رکن الدین حسین بن علیم بن ابی الحسن الحسینی غوری الملقب بہ میر فخر السعادت المعروف بہ حسینی سادات قدس اللہ ارواحہم تصنیف غالباً قبل ۷۱۹ھ اوراق (۲۷۵) سائز تقطیع ۷×۴½ تصوف وسلوک میں بنظم ونثر سے مخلوط۔ یہ لاثانی اور مشہور کتاب ہے۔ افسوس ہے کہ ابتدائی کافی اوراق ضائع ہو گئے اور ایک ورق آخر کا بھی نہیں ہے۔ جس میں ترقیمہ وغیرہ ہو گا۔

آغاز۔

مثنوی۔ از عدم تا در وجود آمد تنم ۔۔۔ سربر آورد از گریباں ایں غم
من ازاں رخود بیابم آگہی ۔۔۔ ایں حکایت کردبا من ہمرہی
نور آتش سایہ بر من فگند ۔۔۔ تلخ وشیریں کہ بود از من بکند

اختتام۔

بہ یک شش زدریائے تفکر ۔۔۔ کشیدم نظم را با نثر چوں در
بسے فخر حقیقت یابی اے دوست ۔۔۔ کہ پنہاں کردہ ام در زیر ایں پوست
در آں ساعت کہ می کردم تماشا ۔۔۔ نہادم "نزہۃ الارواح" نامش

موجودہ نسخہ میں دیباچہ فصل اول اور کچھ فصل دوم کے اوراق نہیں ہیں کتاب کو مصنف نے کل (۲۸) فصلوں پر تقسیم کیا ہے لیکن اس کتاب میں نہ صرف ابتدائی ڈیڑھ فصل کے اوراق ضائع ہو گئے بلکہ اول تو کاتب نے فصلوں کو نقل کرتے وقت مقدم وموخر کر دیا مثلاً فصل (۱۲) پہلے لکھدی اس کے بعد فصل (۱۰) و (۱۱) لکھی اس پر جلد ساز نے یہ ستم ظریفی کی کہ جلد بندی کرتے وقت یہ دیکھنے کی بھی زحمت نہیں کی کہ کونسا ورق الٹا ہے اور کونسا سیدھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیشتر اوراق الٹے سیدھے مجلد ہو گئے ہیں۔
مصنف نے مسائل تصوف وسلوک کو بیان کرتے ہوئے اشعار ومثنوی اور تمثیلی حکایتوں سے ایسا مزین کیا ہے کہ ہر مسئلہ نہایت آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔
مصنف نے یہ کتاب غالباً اس وقت لکھی جبکہ مصنفؒ کی عمر (۴۰) سال کی ہو چکی تھی چنانچہ آخری فصل میں مصنفؒ نے لکھا ہے:۔

Marfat.com

اے شب کردہ بروز سال عمرت بہ چہل رسیدہ و تو از جہل
خود نارسیدہ بنگر کہ سرت را ہمہ شیب و فراز گرفتہ پایت
ہنوز ترک شیب و فراز نگرفت

اس سے صاف واضح ہے کہ مصنف کی عمر بہ وقت تصنیف (۴۰) سال کی تھی سوانح نگاروں نے صحیح تاریخ وفات نہیں لکھی البتہ یہ لکھا ہے کہ "۹۲۰ھ کے کچھ بعد وفات ہوئی" اسی وجہ سے صحیح عمر کا بھی حال نہ معلوم ہو سکا۔ مصنف مجبوب الالباب فی معرفتہ الکتب و الکتاب" نے "وفات سید در ہرات ۹۱۷ھ" لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ "میر مزبور در حالت اعتکاف مثنوی زاد المسافرین نوشتند"۔ اسی کے ساتھ یہ بھی لکھا کہ حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے۔ (ملاحظہ ہو فہرست مجبوب الالباب صفحہ ۳۳۵۔ حرف ز)

"نزھت الارواح" کے نام سے اعداد جمل کے اعتبار سے اس کی تاریخ تصنیف ۷۱۱ھ ہوتی ہے اس لئے یہی تاریخ لکھدی گئی۔

اس کتاب کے نسخہ جات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں مثلاً مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں دو، کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی میں ایک برٹش میوزیم لندن میں ایک وغیرہ وغیرہ۔

موجودہ نسخہ نستعلیق جلی خط میں لکھا ہوا ہے۔ حاشیہ اور بین السطور میں مشکل الفاظ اور عربی جملوں کے معانی بھی بخط خفی لکھے ہوئے ہیں۔ کتابت اور کاغذ کافی قدیم ہے آخر کے ورق نہ ہونے کی وجہ سے نام کاتب، اور سال کتابت نہ معلوم ہو سکا۔

۲۹۷۷
۵۰

۵۰۔ کشف المحجوب (ناقص الآخر)

مصنف شیخ ابو الحسن علی بن عثمان بن علی الجلابی الغزنوی، الہجویری قدس اللہ سرہ العزیز۔ تصنیف قبل ۴۶۵ھ مکتوبہ قبل ۱۱۱۱ھ اوراق (۲۴۶) تقطیع ۹ × ۵½

تصوف و سلوک میں یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جو نہ صرف تمام مطابع میں بارہا چھپ چکی بلکہ یورپ کی زبانوں اور اردو میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا
الحمد للہ الذی کشف لاولیائہ بواطن ملکوتہ
ورفع لاصفیائہ سرائر جبروتہ واراق دم المحبین
بسیف جلالہ واذاق سر العارفین روح وصالہ

Marfat.com

اختتام۔

ومن استغفار می کنم از آنچہ رفتہ است بر من از اخباس این
آفت و استعانت خواہم از خداوند تعالیٰ تا ظاہر و باطن
از آفات نگاہدارد

چونکہ عام طور پر یہ کتاب متداول ہے اس لئے کسی مزید تفصیل کی باعتبار موضوع کے ضرورت نہیں ہے۔ مصنف نے کتاب کو کل (۱۰) کشف و ابواب وفصول پر تقسیم کیا ہے۔ تقسیم میں کسی خاص ترتیب کا لحاظ نہیں ہے یعنی تقسیم در تقسیم باعتبار تسلسل موضوع نہیں ہے مصنفؒ کا منشا صرف اہم اور مختلف فیہ مسائل کی وضاحت ہے اس لئے ترتیب کو غیر ضروری سمجھ کر ہر مسئلہ کی پوری چھان بین کر کے قاری یا معترض کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ مثلاً جس باب میں مصنفؒ نے "سکر و صحو" سے بحث کی ہے اس میں سب سے پہلے دونوں لفظوں کے لغوی معانی بیان کئے ہیں اور اس اختلاف کو بیان کرتے ہوئے جو دو گروہوں مثلاً ابویزیدی اور جنیدی میں باعتبار معانی کے تھا یا ہے بیان کیا ہے۔ اور اس کے بعد اس بحث کو مفصل لکھا ہے کہ آیا "سکر" بہتر ہے یا "صحو" چونکہ حضرت مصنفؒ جنیدی مسلک کے بزرگ تھے جس میں "صحو" کو "سکر" پر ترجیح ہے۔ اس لئے اسی مسلک کو ترجیح دیتے ہوئے روایات صحیحہ سے اس کو صحیح ثابت کیا ہے اور لکھا ہے کہ:۔

شیخ من گفتے۔ و وے جنیدی مذہب بود۔ "کہ سکر بازی گاہ
کودکاں است وصحو فنا گاہ مرداں"۔ ومن گویم کہ علی بن
عثمان الجلابی ام موافقت شیخم کہ "کمال حال صاحب
سکر صحو باشد"

سکر و صحو کی تفصیلات کے بعد مصنفؒ نے "ایثار" کا بیان شروع کر دیا ہے اور مشہور آیت "خصاصۃ" کی صوفیانہ تفسیر فرماتے ہوئے مسائل اخلاق کو بھی بیان فرما دیا

مصنفؒ پانچویں صدی ہجری کے ممتاز ترین اولیاء میں سے تھے جن کا وصال لاہور میں سنہ ۴۶۵ھ میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔ چونکہ کتاب کی تاریخ تصنیف کتاب سے نہ معلوم ہو سکی لہذا تاریخ تصنیف کو قبل سنہ ۴۶۵ھ لکھ دیا گیا جو حضرت ممدوح کی وفات کا سال ہے نسخہ موجودہ کتابت کے اعتبار سے قدیم تر معلوم ہوتا ہے جو بہ کتابت ثلث قدیم (خفی) لکھا ہوا ہے بعض مطالعہ کنندگان نے جگہ جگہ ضروری حاشیہ لکھ کر حاشیہ نویسی کا سال بھی لکھ دیا ہے مثلاً دیباچہ کی پیشانی پر کسی قدیم مطالعہ کنندہ بزرگ نے "نفحات الانس" سے حضرت ہجویری قدس اللہ سرہ کا حال لکھ کر آخر میں سنہ ۱۱۱۱ھ بھی لکھ دیا ہے جس کے معنی صاف یہ ہیں کہ یہ حاشیہ اس وقت لکھا گیا۔ بہر حال اس قسم کی اندرونی شہادت اور خط و کاغذ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ نسخہ نویں صدی یا

Marfat.com

دسویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔
نسخہ بعض بعض جگہ کرم خوردہ ہے مگر زیادہ خراب نہیں ہوا ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے کیونکہ آخر کے اوراق نہیں ہیں اس لئے نام کاتب یا سال کتابت نہ معلوم ہو سکا

۲۹۷/۷
۵۱

۵۱۔ حضرات القدس (دفتر دوم)

مصنف ملا بدر الدین بن شیخ ابراہیم سرہندی قدس سرہٗ خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ العزیز۔ کتابت ۱۲۶۸ھ اوراق (۲۴۱) تقطیع ۸½×۶

یہ دفتر دوم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے حالات میں ہے۔ جس میں مسائل تصوف و سلوک نقشبندیہ کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

آغاز۔

حضرات القدس محامد مقدسہ و نفحات الانس مکارم مترجمہ
بارگاہ واجب الوجود سزد عالم گوناگوں را از کتم عدم
بہ منصۂ ظہور کشیدہ

اختتام۔

ایں واقعہ یا تعبیر بخدمت مخدومی مخدوم زادگی خواجہ
محمد سعید مذکور ساخت۔ فرمودند کہ بہ خاطر نیز ہم چنیں
میگذرد والصلوٰۃ اولاً و آخراً علی سید الاولین والآخرین
وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مصنف نے جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے بعد حمد و نعت و منقبت صحابہ کرام اہل بیت عظام وغیرہ لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

چوں دفتر اول کتاب حضرات مقدس (حضرات القدس)
کہ محتوی بر ذکر مناقب مشائخ سلسلہ نقشبندیہ است۔ تب
مسلسل از ذکر مناقب و آثار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا ذکر
مقامات خواجہ محمد باقی قدس سرہٗ الاقدس با تمام رسانیدم
و ذکر بعضے انبیاء و بعضے اصحاب حضرت خواجہ را کہ ذکر ایشاں

مختصر بود بداں ملحق گردانیدم اکنوں شروع در دفتر ثانی مشتمل بر
ذکر مقامات وکرامات و درجات وکمالات و احوال و اقوال و
اعمال حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ العزیز کہ اسم
سامی آن حضرت عنقریب مذکور گردد و باعث تصنیف ایں
کتاب معلے القاب بیان مناقب آں حضرت است ۔
می نمایم ۔

اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف نے اس دفتر میں صرف حضرت مجدد الف ثانی رح کے حالات قلمبند کئے ہیں جس کو مصنف نے (۱۲) ابواب پر تقسیم کیا ہے اور جن کا نام "حضرات" رکھا ہے اور آخر میں مصنف نے اپنے ذاتی حالات قلمبند کئے ہیں ۔

حضرت مجدد الف ثانی اور ان کی اولاد اور خلفاء قدس اسرارہم کے حالات ہیں اس سے زیادہ شاید ہی کوئی دوسری تفصیلی کتاب ہو کتاب کی ترتیب حسب ذیل ہے :-

(۱) حضرت (باب) اولیٰ - فی بیان مجمل مبادی الحالات لمنتہی المقامات (اس میں مصنف نے ممدوح قدس سرہ کے نسب خاندانی اور چاروں سلسلوں، چشتی، قادری، سہروردی، نقشبندی کی تفصیل دی ہے کیونکہ حضرت ممدوح کو ان چاروں خانوادوں سے اجازت بیعت تھی اسی میں مصنف نے ممدوح کے تاریخ پیدائش لکھتے ہوئے ابتدائی تربیت وتعلیم شیخ ابوالفضل وفیضی سے رسم و ربط، اور حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے ارادت اور حصول خلافت کا حال بھی اجمالاً لکھا ہے -)

(۲) حضرت (باب) ثانی - درجات الٰہی ظہرت علی عباد اللہ قبل ظہورہ وبعدہ رضی اللہ عنہم (اس باب میں مصنف نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ان درجات کو بیان کیا ہے جو ممدوح کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کی طرف سے حضرت ممدوح کو حاصل ہوئے)

(۳) حضرت (باب) ثالث ۔ (اس میں حضرت ممدوح کے ان اقوال متبرکہ کو درج کیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً آپ کی زبان مبارک سے نکلے یا دوسرے بزرگوں کے اقوال نقل کئے جو ممدوح کی شان میں فرمائے گئے)

(۴) حضرت (باب) رابع - فی بعض المزایا وشطر من مقامات الخاصہ ودرجاتہ العالیہ خصہ اللہ تعالیٰ بہا بالطفہ وکرمہ من بین اولیائہ - (اس باب میں بھی مصنف نے بعض مخصوص درجات کی تفصیل دی ہے)

(۵) حضرت (باب) خامس - فی وظائف طاعتہ واخلاصہ رضی اللہ عنہ (اس میں مصنف نے ممدوح کے اعمال عبادات کو بیان کیا ہے -)

(۶) حضرت (باب) سادس - اس میں مصنف نے مکاشفات کو بیان کیا ہے ۔

(۷) حضرت (باب) سابع - فی بیان تصرف وکرامات (اس میں مصنف نے بعض اہم تاریخی واقعات کو بھی بیان

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي ... على وحدانيته باعلامه وانابة المتعرف الى اوليائه
باسمائه ونعوته وصفاته . نحمده ونتوكل عليه . ونشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له شهادة تقبل ... ونشهد ان محمدا عبده ورسوله ...
وصفيه المبعوث الى الاسود والاحمر الذي ... بصدق دعوته ...
الكائنات حتى الحجر والمدر صلى الله تعالى عليه وعلى آله و...
خلفائه الراشدين وجميع ... الطيبين الطاهرين ...
وعلى من تبعهم ... الى يوم الدين ...
... كويد العبد المفتقر الى الله ... محمد بن محمد ...
وفقه الله عز وجل لمحبته ومرضاته من القول والعمل ...
... ارواح ... وافاض عليه ...
الذين ... على ... في القول والعمل والاعتقاد ...
قدس الله تعالى ارواحهم ... اهل ...
... علوم ظاهر ... باطن وارباب احوال واصحاب كمال ...
... اصول ... از كتاب ...
... بدلائل ... وشواهد ...
وكذا ... قبل ...
...
... الله ...
...
...

فصل الخطاب ، مصنفه خواجه محمد پارسا ...

مصنفه قبل ٨٢٢ھ

مکتوبه ٩٠٩ھ

Marfat.com

کیا ہے مثلاً خانخاناں کی دکن سے معزولی اور حضرت ممدوحؒ کی توجہ اور تصرف سے دکن کی صوبیداری پر بحالی وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح سے دوسرے ابواب ہیں جن میں "قدسیہ" مکتوبات، مکاشفات وکرامات کو بیان کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کاتب نے عنوانات کو معلوم نہیں کیوں چھوڑ دیا اور مسلسل لکھتا ہوا چلا گیا ہے۔ مصنف روضۃ القیومیہ نے اپنی کتاب میں اکثر جگہ ملا بدرالدینؒ کی کتاب "حضرات القدس" کا حوالہ دیا ہے۔ مصنفؒ بھی مجددیہ سلسلہ کے بزرگ تھے اور سرہند کے ہی رہنے والے تھے۔ کتاب میں مصنف نے سال تصنیف کہیں نہیں لکھا ہے۔ قیاس یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب شاید ابتداء عہد عالمگیری تصنیف کی گئی ہے۔

ترقیمہ۔

(۲۳)

بعون اللہ تعالیٰ کہ نسخہ مقامات مجدد الفثانی بتاریخ بست وسیوم
ماہ رمضان المبارک روز دوشنبہ ۱۲۶۹ھ درشہر بنارس بہ محمد
منشی غلام سرور۔ جہت جناب مولانا محمد احسن صاحب مدرس اعلیٰ
مدرسہ سرکاری شہر بنارس از دست یکے از شاگردان مولانا
موصوف عاصی پرمعاصی محمد علی انصاری عرف منہ بخش متوطن شہر
زمانیہ ضلع غازی پور تحریر یافت

خط معمولی شکستہ آمیز ہے۔ بعض بعض جگہ املا بھی غلط ہے۔

۲۹۷۷/۵۲

۵۲۔ فصل الخطاب۔

مصنف محمد بن محمد بن محمود الحافظی البخاری المعروف بہ خواجہ محمد پارسا قدس اللہ اسرارہ العزیز
تصنیف ۸۲۲ھ / ۱۴۲۰ء کتابت ۹۰۹ھ اوراق (۲۵۷) تقطیع ۱۱ × ۷ ½
یہ مشہور کتاب تصوف وسلوک کے پیرایہ میں عقائد اور مسائل شریعت کے بیان میں ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ الدال بلطفہ علی وحدانیتہ
باعلاء وآیاتہ المتعرف الی اولیائہ
باسمائہ وبعوتہ وصفاتہ بحمدہ ونتوکل الیہ

Marfat.com

اختتام۔

اگر دے داری گرد دل خویش گرد۔ صلی اللہ علی
سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین
و علی من تبعھم الی یوم الدین و
سلم تسلیما۔

مختصر حمد و نعت کے بعد مصنف نے اپنا نام لکھتے ہوئے تصوف و سلوک کے اصول و اصطلاحات سے بحث کی ہے اور اس کے بعد ہی عقائد اور مسائل تصوف و سلوک کو بحوالہ مصنفات و مصنفین قدیم شروع کر دیا ہے کتاب کی کوئی خاص ترتیب نہیں ہے بلکہ مسائل کو بلا ترتیب مصنف نے مسلسل بیان کیا ہے حتیٰ کہ حسب دستور متقدمین و متاخرین کتاب کو ابواب اور فصول پر بھی مصنف نے تقسیم نہیں کیا مصنف نے فارسی کتب کے اقتباسات فارسی میں اور عربی کتب مثل جامع الاصول' نوادر الاصول' قوۃ القلوب' کتاب الطبقات وغیرہ کے اقتباسات عربی میں لکھے ہیں آخر میں ایک حصہ اقطاب کی تفصیلات میں ہے جس میں سب سے پہلے مصنف نے قطب کی دو قسمیں۔ ایک ما قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری بعد بعثت و وفات رسول اللہ صلعم لکھی ہیں بعد بعثت کی تعداد یہ لکھتے ہوئے۔

واما الاقطاب من امتہ الذین کانوا بعد
بعثتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القیامہ
منھم اثنا عشر قطبا ......

بارہ بتائی ہے[۱۲] اور اس کے بعد ان کے منازل و مراتب کی تفصیل زیر عنوان "منازل الاقطاب المحمدین" لکھی ہے مصنف حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے پہلے ہی روز آپ کو پارسا کا لقب دیا تھا اسی روز سے آپ پارسا کے لقب سے مشہور ہوئے آپ حضرت خواجہ حافظ الدین کبیر بخاریؒ کی اولاد میں سے تھے مولانا جامیؒ نے نفحات الانس میں ان کے حالات کافی تفصیل سے لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت ممدوحؒ دوران حج بیت اللہ بیمار ہوئے حتیٰ کہ طواف بھی خود نہ فرما سکے بلکہ عماری میں بٹھایا جا کر ممدوح کو طواف کرایا گیا اسی حالت میں ممدوحؒ بعد فراغت حج بیت اللہ مدینہ منورہ میں پہنچکر روضۂ مطہرہ پر حاضر ہوئے اور وہیں تھوڑے دنوں کے بعد ۸۲۲ھ میں انتقال ہوگیا اور حضرت عباسؓ کے مزار مبارک کے جوار میں مدفون ہوئے۔ حضرت کی پیدائش ۷۵۶ھ میں ہوئی تھی اس اعتبار سے ممدوحؒ کی عمر بوقت انتقال (۶۶) سال کی تھی۔

مصنف خزینۃ الاصفیاء (جلد اول مطبوعہ مطبع نولکشور لکھنو) نے لکھا ہے کہ ۸۲۳ھ میں حضرت ممدوحؒ کا مدینہ منورہ

Marfat.com

میں انتقال ہوا اور بوقت انتقال عمر (۷۳) سال کی تھی کتاب سے تاریخ تصنیف کا پتہ نہ چل سکا اس لئے تصنیف کا سال قبل ۸۲۳ھ لکھ دیا گیا کیونکہ یہی تقریباً وفات کا سال ہے۔

نسخہ بخط ثلث نہایت خوبصورت لکھا ہوا ہے اور مطلا و مذہب ہے بعض بعض جگہ صفحات پر مفید حواشی بھی فارسی اور عربی میں لکھے ہوئے ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ محشی کون بزرگ ہیں نسخہ بہت اچھی حالت میں ہے صرف چند جگہ معمولی کرم خوردہ ہے۔

ترقیمہ۔

تمت ھذا الکتاب فصل الخطاب فرمودہ ..... محررہ ....
بن مولانا شمس الدین بن اسرائیل یعقوبی ..... شعبان المعظم
والمکرم سنہ ۹۰۹ھ (نہ صد ونہ) بتاریخ پانزدھم شہر مذکور
تام شد در مقام دار الملک حضرت دہلی

اس کے نسخہ جات دنیا کے تقریباً سب کتب خانوں میں موجود ہیں لیکن میرے خیال میں اس سے زیادہ قدیم مکتوبہ خدا بخش لائبریری پٹنہ کے کتب خانہ کے جو ۸۹۲ھ میں لکھا گیا کسی کتب خانہ میں نہیں ہے کیونکہ جتنے کیٹلاگ و نسخہ جات [illegible] وقت تک نظر سے گزرے ہیں مثلاً علی گڑھ، حیدر آباد، کلکتہ وغیرہ۔ ان کی کتابت سنہ ۱۱۰۰ھ سے پہلے کی نہیں ہے اس کتاب کا نام کسی نسخہ میں "فصل الخطاب فی وصل الاحباب" لکھا ہے اور کسی نسخہ میں "فصل الخطاب فی المحاضرات" [illegible] میں مختصر "فصل الخطاب" لکھا ہے۔ یہ نسخہ مختلف مطابع میں طبع بھی ہو چکا ہے

۲۹۷/۷
۵۳

۵۳۔ ایضاً ایضاً۔

اوراق ۳۷۰ تقطیع ۵" × ۸½"

یہ دوسرا مکمل نسخہ ہے اس کی تفصیل ۵۲ پر درج کی جا چکی ہے لہذا اس کے اعادہ کی [illegible]۔ دونوں میں ایک تو یہ فرق ہے کہ یہ نسخہ قدیم خط نستعلیق و شکست آمیز میں لکھا ہوا ہے [illegible] بھی ہیں جو سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔ اس کے آخر کا چند سطری ورق جو غالباً ضائع ہو گیا تھا [illegible] خط میں لکھا ہوا ہے اسی لئے کوئی ترقیمہ نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس کا سال کتابت متعین نہیں کیا جا سکتا لیکن قیاس یہ کہتا ہے کہ یہ نسخہ گیارھویں صدی ہجری کے اوائل کا لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۷/۷
۵۴

۵۴۔ کتاب تصوف (نامعلوم الاسم) ناقص الاول

مصنف (غالباً) شیخ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان رحمۃ اللہ علیہ اوراق ۲۶۱ تقطیع [illegible]

Marfat.com

مسائل تصوف و سلوک میں یہ کتاب جس کے ابتدائی کافی اوراق نہیں ہیں اچھی مبسوط کتاب ہے۔

آغاز۔

مریض و اشخاص ۔ ۔ ۔ ۔ خشک اندام و جمع مقطوع الاعضاء
می شوند۔

اختتام۔

طے کنم ایں نامہ را گر نہ کنم چوں کنم　　　حوصلۂ خامہ نیست تاب رقم داشتن

کتاب کے ابتدائی اوراق نہ ہونے کی وجہ سے نہ تو کتاب کا نام معلوم ہو سکا اور نہ مصنف کا لیکن اسلوب بیان و نیز مسائل عرفان سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ کتاب بھی حضرت شیخ ابو الفیض کمال الدین محمد احسان مجددیؒ کی تصنیف ہے جنہوں نے مشہور کتاب "روضۃ القیومیہ" لکھی ہے جس کو اگلے نمبر پہ درج کیا گیا ہے
مصنف نے جگہ جگہ اپنے لئے لفظ "فقیر" استعمال کیا ہے۔ جس طرح سے کہ روضۃ القیومیہ میں استعمال کیا ہے اس کے علاوہ قیوم اول۔ دوم۔ سوم اور چہارم کا "روضۃ القیومیہ" کی طرح سے مختلف عنوانات کے تحت ذکر کرتے ہوئے اپنے پیر و مرشد کا اس طرح سے ذکر کیا ہے :۔

ظہور مظہر اتم آں میم جناب حضرت قیوم زماں خلیفۃ اللہ محمد زبیر
سلمہ اللہ تعالیٰ سبحانہ علی رؤس العالمین معلوم گردید

حضرت شاہ محمد زبیر مجددی قدس سرہ المخاطب بہ خلیفۃ اللہ قیوم رابع۔ مصنف کتاب کے پیر و مرشد اور حضرت خواجہ محمد نقشبند بن خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم کے فرزند اور خلیفہ تھے حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز کا لقب حجت اللہ تھا اور قیوم ثالث کے لقب سے بھی ملقب تھے
چونکہ نسخہ ناقص الاول ہے اس لئے ناظرین کی معلومات کے لئے موجودہ نسخہ کے بعض عنوانات کو مختصراً درج ذیل کیا جاتا ہے جس سے کتاب کے مالہ و ماعلیہ سے کماحقہٗ آگاہی ہو جائے۔

۱۔ دربیانِ تحقیق مسئلہ توحید وجودی وغیرہ
۲۔ دربیان سلاسل و طرق منصب وغیرہ
۳۔ دربیان تعینات خلفاء راشدین وغیرہ
۴۔ ابتدائے سیر آفاقی و شروع سیر نفسی
۵۔ دربیان عروج حقیقت مذکورہ در عین اسماء و صفات
۶۔ دربیان امہات اسماء وغیرہ
۷۔ دربیان عروج حقیقت احمدی وغیرہ
۸۔ دربیان تحقیق و تعریف کمالات ولایت و نبوت
۹۔ دربیان عروج حقیقت احمدی بر صفات وغیرہ
۱۰۔ دربیان تحقیق و تدقیق مقطعات قرآنی
۱۱۔ دربیان تعینات ثلاثہ
۱۲۔ دربیان سبع سیارہ کہ مناسبت دارند بہ صفات الٰہی وغیرہ

Marfat.com

۱۳۔ دربیان عروج حقیقت احمدی بمقام عظمیت وغیرہ
۱۴۔ " " " " (در تفصیل صفات وغیرہ)
۱۵۔ " " " " بمقام محبت وظہور کمالات
۱۶۔ دربیان عروج حقیقت احمدی بمقام صمدیت وغیرہ۔
۱۷۔ دربیان مناسبت مقطعات قرآنی با انبیاء کرام وغیرہ
۱۸۔ ظہور الف در اسم باطن
۱۹۔ ظہور لام " "
۲۰۔ ظہور میم " "
۲۱۔ ظہور ہاء دو چشمی

۲۲۔ دربیان واسطہ خلقت جمیع خلائق وغیرہ
۲۳۔ دربیان عروج حقیقت احمدی و حقیقت کعبہ وغیرہ
۲۴۔ دربیان عروج حقیقت احمدی و حقیقت قرآن وغیرہ
۲۵۔ " " " " صلوٰۃ وغیرہ
۲۶۔ دربیان نزول حقیقت محمدی بطرف بیت المعمور
۲۷۔ " " " بآسمان دنیا
۲۸۔ " " " بطرف کعبہ معظم
۲۹۔ دربیان ظہور جلال اسماء وغیرہ
۳۰۔ " " " لام در اسم ظاہر و باطن

ان عنوانات کے بعد مصنف نے ظہور کے مختلف عنوانات دیکر تفصیلات لکھی ہیں ان تفصیلات کے بعد "عروج حقیقت محمدی بحقیقت قیومیت" کا عنوان دے کر حسب ذیل تفصیل لکھی ہے:۔

۱۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ "قیوم اول" کی قیومیت کی تفصیل کو بیان کیا ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی قدس اسرارہما "قیوم ثانی" کی قیومیت کی تفصیل دی ہے

۳۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند بن حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ اسرارہما "قیوم ثالث" کی قیومیت کا ذکر کیا ہے

۴۔ حضرت خواجہ محمد زبیر بن حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس اسرارہما "قیوم رابع" کے حالات "سلطان الاولیاء" کے لقب کے ساتھ تفصیلاً لکھا ہے۔

قیومیت کی تقسیم اور تفصیلات کے بعد مصنف نے پھر "عروج حقیقت محمدی" کے چند عنوانات دیکر "قطبیت اور غوثیت" پر بحث کی ہے۔ "آخری عنوان" "دربیان خاتمہ کتاب مسائل متفرقہ مسئلہ قضا و قدر و جواب حکماء یونانی وغیرہ" ہے جس میں مصنف نے قضا و قدر و ممکن وغیرہ کے مشکل مسائل کو حل کرتے ہوئے قدیم فلسفیوں کو سبق دیا ہے اس کے بعد چند عنوانات "اقطاب وغیرہ" پر ہیں اور آخر میں مصنف نے عرفی کا وہ مشہور قصیدہ پورا لکھ دیا ہے جس کا مطلع یہ ہے:۔

عادت عشاق چیست محلس غم داشتن　　　حلقۂ شیون زدن ماتم برداشتن

کتاب فن تصوف و سلوک میں کافی بلند پایہ ہے۔ جس میں نقشبندی مجددی [illegible] کی کافی توضیح کی گئی ہے۔

ترقیمہ۔

تم (تمت)، تمام شد کاتب الحروف رحیم الدین ساکن شاہجہانپور

کتاب معمولی شکست آمیز خط میں لکھی ہوئی ہے۔ کاتب نہ صرف غلط نویس ہے بلکہ بد املا بھی ہے۔ لیکن خط مایقرأبہ

نمبر ۵۴ ہے۔ نسخہ ۵۵ کے ساتھ مجلد ہے۔

۲۹۷/۷
۵۵

۵۵۔ روضۃ القیومیہ (ناقص الآخر)

مصنف شیخ ابوالفیض کمال الدین تصنیف غالباً ۱۱۵۴ھ اوراق (۱۷۴)، تقطیع ۵″ × ۸½″

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اور حضرت ممدوح کی اولاد اور خلفاء کے حالات میں مع مسائل تصوف و سلوک یہ کافی مبسوط اور مشہور کتاب ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ
محمد والہ واصحابہ الطیبین الطاہرین رحمتہائے
نامتناہی بر ارواح قدسیہ حضرت قیوم رابعہ کہ قیوم اول
امام الاولیاء امت و رئیس الاصفیاء ملت خزینۃ الرحمت
محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

اختتام۔

القصہ حضرت قیوم اوّل ۔ قیوم ثانی را خلعت قیومیت
پوشانیدند و محبوبیت ذاتی کمال انفعالی کہ اوہم موقوف
بر طینت محمدی است ثابت فرمودند و ایں محبوبیت ذاتی
سوائے حضرت مجدد الف ثانی پیغمبر خدا ہیچ اولیا را امت را
عنایت نکرد۔

مصنفؒ نے بعد حمد و منقبت "قیوم اول" "قیوم ثانی" قیوم ثالث اور قیوم رابع قدس اللہ اسرارہم کے نام نامی لکھ کر منظوم منقبت لکھی ہے اس کے بعد اپنا نام اور سلسلہ لکھتے ہوئے عدد چار کے التزام کو نہایت خوبی اور ترتیب سے بیان کیا۔ اس کے بعد وجہ تالیف کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔

بہ حضور قیوم رابع ارادہ ایں مسکیں بہ تالیف ایں کتاب متعلق
شد ایں معنی را بہ عرض اشرف آں حضرت رسانیدم
و اذن تالیف ایں کتاب درخواست کردم ۔ استدعار
نفیر مقروں بہ اجابت شدہ آنجناب امر تالیف

Marfat.com

این نسخہ فرمودند

چنانچہ مصنفؒ نے حسب ارشاد پیر و مرشد اس کی تدوین شروع کر دی اور بقول خود :۔

"چند جزو بحضور مبارک آنحضرت تیار شدہ بنظر کیمیا اثر آں
قطب دہر گزشت"

چند اجزا لکھنے کے بعد مصنفؒ کے پیر و مرشد کا انتقال ہو گیا اس غم میں سلسلہ تالیف موقوف ہو گیا اور پیر و مرشد کے انتقال کے بعد دو سال تک مصنف نے اس پر قلم نہ اٹھایا کیونکہ بقول خود :۔

تا دو سال بعد وصال آں قبلہ اہل کمال در غم و الم بودکہ
طاقت قلم گرفتن نہ داشت

دو سال کی سوگواری کے بعد جب مصنفؒ کو کچھ سکون ہوا تو :۔

بہ تالیف این کتاب مستطاب متعلق گشت

مصنفؒ نے کتاب کو حسب تفصیل ذیل چار ابواب پر تقسیم کیا ہے جن کا نام "رکن" رکھا ہے :۔

۱۔ **رکن اول** = در احوال قیوم اول حضرت مجدد الف ثانی فرزنداں و خلفا، آں جناب کہ تا امروز شدہ اند

۲۔ **رکن دوم** = در احوال قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقی فرزنداں و خلفاء آنحضرت تا پایان روزگار۔

۳۔ **رکن سوم** ۔ در احوال قیوم ثالث حجۃ اللہ و فرزنداں و خلفاء ایشاں

۴۔ **رکن چہارم** ۔ در احوال قیوم رابع و فرزنداں و خلفاء آں قیوم زماں، و واقعات، و حادثات سلطنت کہ در ایشاں کرامات شدہ اند آں واقعات را نیز بشرح و بسط نقل کردہ تا اہل روزگار را بہ کار آید

ابواب کی تفصیل لکھنے کے بعد مصنفؒ نے وجہ تسمیہ کو لکھتے ہوئے کتاب کے نام کو اس طرح سے لکھا ہے :۔

چوں درین کتاب احوال قیوم اربع و احوال فرزنداں
و خلفاء ایشاں بیان کردہ ایم نام این کتاب "روضۃ القیومیت"
گزاشتیم ۔

اس کے بعد مصنف نے ان حوالجات کو لکھتے ہوئے جن سے ان واقعات و حالات کو اخذ کیا ہے "قیوم رابع" کے حالات کے متعلق لکھا ہے کہ :۔

احوال قیوم رابع را برائی العین مشاہدہ نمودہ ایم

مصنف نے جن کتابوں سے ان واقعات کو اخذ کر کے لکھا ہے ان کی تفصیل یہ ہے :۔

۱۔ **حضرات القدس** = تالیف ملا بدر الدین خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہما

Marfat.com

۲- تاریخ زبدۃ المقامات / برکات الاحمدیہ } تصنیف خواجہ ہاشم کشمی خلیفہ دوم حضرت مجدد الف ثانی

۳- تواریخ کوکب دریہ - تصنیف حضرت امام المحققین شیخ محمد ہادی جد شریف ایں مولف مشتمل بر پنج دفتر است

۴- مجمع [illegible] الاحمدیہ - " " " " "

۵- تاریخ شاہ فی الحال - (تصنیف) نبیرہ حضرت قیوم ثانی (خواجہ محمد معصوم قدس سرہ)

۶- تاریخ [illegible] سفر احمد - (تصنیف) نبیرہ دختر حضرت قیوم ثانیؒ

۷- [illegible] - (تصنیف) جد شریف مولف (کتاب ہذا)

۸- نجم الہدیٰ - " " "

۹- [illegible] - " " "

۱۰- [illegible]

۱۱- [illegible]

۱۲- [illegible]

۱۳- [illegible] مقامات حرمین - (تصنیف) حضرت مروج الشریعت

۱۴- [illegible] - تالیف شیخ عبد الاحد

۱۵- [illegible] - تالیف حضرت ابو العلی فرزند حضرت قیوم ثالث (حضرت خواجہ محمد نقشبند بن خواجہ محمد معصوم قدس اللہ اسرارہما)

۱۶- مناقب الحضرات - تالیف خواجہ محمد امین خلیفہ خواجہ آدم بنوری

۱۷- مرآۃ العالم - تالیف محمد رضا بموجب حکم سلطان عالمگیر (مصنف محبوب الالباب نے مصنف کا نام بختاور خان عہدار عالمگیری لکھا ہے)

۱۸- مرآۃ جہاں نما - تالیف محمد بقا - بموجب حکم سلطان عالمگیر

۱۹- [illegible] الاولیاء

۲۰- سفینۃ الاولیاء - تالیف شاہزادہ داراشکوہ

۲۱- سکینۃ الاولیاء - " "

مصنف قیوم رابع حضرت خواجہ زبیر قدس اللہ سرہ العزیز کے مرید تو تھے ہی لیکن صرف ایک واسطہ [illegible] پوتے ہوتے تھے [illegible] تفصیل خود مصنف نے دیباچہ میں اس طرح لکھی ہے

ابو الفیض کمال الدین محمد احسان بن حضرت شیخ حسن احمد بن
حضرت شیخ محمد ہادی بن امام الطریقت مروج الشریعت

Marfat.com

حضرت شیخ محمد عبداللہ بن حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم
بن حضرت خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم

یعنی حضرت خواجہ زبیر حضرت خواجہ نقشبند بن امام خواجہ معصوم قدس سرہ کے بیٹے تھے اور مصنف کے دادا شیخ محمد ہادی حضرت مروج الشریعت شیخ محمد عبداللہ بن خواجہ معصوم قدس سرہ کے بیٹے تھے۔

خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کا انتقال دہلی میں بقول صاحب خزینۃ الاصفیاء جلد اول (مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۰) ۱۱۵۲ھ میں ہوا اور ابتداءً دہلی میں مدفون ہوئے لیکن کچھ عرصہ کے بعد تابوت دہلی سے لایا جا کر سرہند میں دفن کیا گیا۔

کتاب کے آخر میں بوجہ ناقص ہونے کے کوئی ترقیمہ نہیں ہے لیکن کتابت سے پتہ چلتا ہے کہ اس نسخہ کے کاتب [illegible] رحیم الدین مرحوم شاہجہانپوری ہیں جنہوں نے نسخہ ۵۴ لکھا ہے (یہ دونوں نسخہ جات ایک ہی جلد میں ہیں)

[illegible]
۵۴

۵۶ ۔ سراج الہدایت (ملفوظ تحفہ عالم ناقص الطرفین)

مرتب احمد علی سیاہ پوش الہدی نبیرہ سید نور الدین مبارک غزنوی [illegible] ۸۸ [illegible] حضرت سید جلال الدین بخاری قدس سرہ الملقب بہ مخدوم جہانیاں [illegible] کے یہ ملفوظات بعد [illegible] سوالات و جوابات اور حکایات ہیں اس کا ابتدائی صفحہ جو دیباچہ کا پہلا صفحہ ہے نہیں ہے [illegible] آخر کے کچھ اوراق بھی نہیں ہیں۔

آغاز۔

منبع العلوم والسعادات فخر الاولیاء [illegible] البحر
انوار عین الیقین [illegible]
فی العلمین تاج الملوک والسلاطین [illegible]
العلمین نور الحق والدین [illegible]
تحت [illegible]

اختتام۔

فیما [illegible]
[illegible]
من الملک [illegible]
الخلق [illegible]

Marfat.com

بعد حمد و نعت مرتب نے اپنا نام لکھنے کے بعد اپنے دادا حضرت خواجہ نورالدین سید مبارک غزنوی قدس اللہ سرہٗ کی منقبت کرتے ہوئے، قطب عالم قدس سرہٗ کی دہلی میں آمد اور اپنی موجودگی کا حال اس طرح سے لکھا ہے :۔

روزے در ماہ مبارک رمضان "عمت میامنہ" بجہت زیارت
اولیاء حق تعالیٰ بہ حضرت دہلی کہ بہترین سعادت است ۔
رفتہ بود سنہ سبع وثمانین وسبع مائتہ ۔ درآں وقت علامت
سید السادات از بقعۂ معظم اُچ (ملتان) در حضرت
دہلی می رسید ند پیش از آں مخدوم زادہ جہانیاں سید عبداللہ ملا
شراہٗ بجہت خبر کردن بہ خلیفہ روئے زمیں سلطان السلاطین عالم
فیروز شاہ آمدہ بود کہ ایں داعی مخدوم زادہ مذکور ملاقات
کردہ تا آں وقت کہ قطب العالم بیایند پیوستہ در خدمت بود

اسی کے بعد مرتب نے لکھا کہ ۲۲ ر رمضان کو حضرت قطب عالم دہلی تشریف لائے بادشاہ نے :۔

" حظیرہ فتح خان بجہت بودن قطب عالم"

فرمان صادر کیا۔ چنانچہ اولیاء و صلحاء کے شایان شان جو تکریم و تعظیم کے شرائط ہوتے ہیں وہ سب بجالائے گئے اور بقول دیباچہ نویس :۔

مخدوم زادہ مذکور بسر فرمائش بود"

اس کے بعد مرتب نے حضرت مخدوم زادہ سید عبداللہ قدس اللہ سرہ سے یہ درخواست کی کہ وہ نسخہ ملفوظ قطب عالم رحمت ہو جس میں دینی مسائل کا ذکر ہے۔ تاکہ معتقدان حضرت قطب العالم قدس سرہٗ اس سے استفادہ کریں چنانچہ بقول دیباچہ نویس یا مرتب :۔

مخدوم زادہ سید عبداللہ ایں کتاب ملفوظ قطب عالم نسخہ .... وایں فقیر
باتفاق تمام نبشت و بہ بحضور سید السادات از آں نسخہ مقابلہ کرد

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ نسخہ اس اصل نسخہ کی نقل ہے جو حضرت مخدوم زادہ سید عبداللہ قدس سرہٗ کے پاس تھا جس کو ممکن ہے حضرت مخدوم زادہ ممدوح الصدور نے ترتیب دیا ہو بہرحال یہ مسلم ہے کہ دیباچہ نویس محض اس نسخہ کا ناقل ہے البتہ اس نے اس میں دیباچہ کا اضافہ کیا۔ اسی کے بعد دیباچہ نویس نے یہ لکھتے ہوئے کہ "ایں ملفوظ بر سہ باب بستہ" حسب تفصیل ذیل ابواب لکھے ہیں :۔

۱۔ باب اول : در بیان احادیث پیغمبر علیہ السلام

۲۔ باب دوم : در روایات فقہ و احکام بود۔ و مسائل دینی و مرید گرفتن

۳۔ باب سوئم : در بیان فوائد احکام شرع کہ جملہ نصیحت است و قصہ قوم لوطؑ و فضیلت حروف مقطعات

Marfat.com

۴۔ باب چہارم = دربیان حکایات۔

۵۔ باب پنجم = در قصص انبیاء و دربیان نماز و دعا کہ برآمدن حاجات را شاید

۶۔ باب ششم = دربیان ہفتاد و دو گروہ بنی آدم و مذھبہاء (آسن)

۷۔ باب ہفتم = دربیان احادیث مصابیح و دربیان فضائل میوہا و خضریات بر حکم حدیث طبقات و بیان خرابی دیار ہا۔

۸۔ باب ہشتم = دربیان اشعار عربی و نظم فارسی بر طریق فضائل سورہ فاتحہ

۹۔ باب نہم = دربیان مسائل متفرقہ (اس باب میں آخر کا غالباً ایک ورق نہیں ہے)

ابواب کی مندرجہ بالا تفصیل کے بعد مصنف یا مرتب نے پہلے باب کو بشکل سوال و جواب اس طرح سے شروع کیا ہے:۔

الف = قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ارض مستہا
قدمی الھند

معنی = حدیث رسول چناں باشد ۔ بدرستی و راستی کہ اول زمین
ہندوستان زیر قدم من باذن اللہ آمد

مصنف نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فارسی معنی دیتے ہوئے لکھا ہے:۔

سوال کردم از بندگی قطب العالم دامت برکاتہ کہ مولد و منشاء
پیغامبر ما علیہ السلام در زمین عرب بودہ است ۔ بیان واضح
فرمایند ۔ بندگی سید السادات منبع العلوم والسعادات
جواب فرمودند کہ بوقت ولادت پیغامبر ما علیہ السلام
مہتر جبرئیل را فرمان ذوالجلال شد کہ زمین ہندوستان را
بہ تپ و بطریق خربزہ بن و بزیر قدم پیغمبر من بدار کہ مراد در زیر
این حکمتے است

اس کے بعد مصنف نے حضرت قطب العالم کی بیان کردہ تفسیر و تفصیل لکھی ۔ جس میں حضرت آدمؑ کے نزول ہندوستان کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ:۔

چندیں انواع نعمتہا و الوان زنگہائے بنی آدم و کنوز کہ نہاد کہ
مخصوص بہ زمین ہندوستان است در بر و بحر جہاں نیست

اسی طرح سے سوال و جواب کی شکل میں مختلف مسائل کی تشریح و تصریح ہے۔ اور کتب مجموع الفوائد، "نوادر الحقائق" کے جگہ جگہ حوالہ جات بھی ہیں۔ اسی طرح سے تمام ابواب میں تفصیلات ہیں چوتھے باب میں وہ حکایات ہیں جو حضرت قطب العالم

Marfat.com

کے اپنے سفر و مشاہدات و تجربات سے متعلق ہیں چنانچہ ایک حکایت میں سفر دمشق کا حال بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ :۔

چوں (بہ) دمشق رسیدم درویشے را دریافتم صاحب سعادت
(او) فرمود اے سید جلال الدین نزدیک من بہ ساعتے
بنشیں بنشستم گفت روزے در ملک خابان (اصفہان)
بودم وغیرہ وغیرہ ۔

ان حکایتوں میں ان تمام اولیا سلف کا ذکر ہے جو حضرت قطب عالم سے پہلے گزر چکے یا جن کی ممدوح نے زیارت فرمائی اور ان سے فیض حاصل کیا۔

یہ کتاب ابتک طبع نہیں ہوئی۔ اس کا ایک نسخہ (۲ جنوری ۱۹۵۵ء کو) علی گڑھ میں میری نظر سے گزرا جو پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی پروفیسر تاریخ مسلم یونیورسٹی کی ملکیت ہے۔ وہ نسخہ کسی حد تک مکمل ہے۔ اس سے نہ صرف مولف کا پتہ چلا بلکہ کتاب کا صحیح نام بھی معلوم ہوا۔ اسی لحاظ سے نام کتاب اور نام مولف درج کر دیا گیا۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت قدس اللہ سرہٗ العزیز کے انتقال کی تاریخ صاحب "اخبار الاخیار" نے ۷۸۵ھ لکھی ہے لیکن دوسرے تذکرہ نویسوں نے ۷۸۵ھ لکھی ہے۔ میرے خیال میں یہی تاریخ صحیح ہے کیونکہ اسی نسخہ کے دیباچہ میں حضرت قطب عالم قدس سرہ کی دہلی میں آنے کا سال ۷۸۵ھ لکھا ہے۔ اسلئے وفات کی تاریخ ۷۸۵ھ صحیح نہیں ہو سکتی۔

آخر میں ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے تاریخ کتابت نہ معلوم ہو سکی۔ نسخہ یہ خط نستعلیق قدیم لکھا ہوا ہے۔ کاغذ اور کتابت کے انداز سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ نسخہ گیارھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ نسخہ معمولی کرم خوردہ ہے۔ کتاب کا صرف چند سطری پہلا صفحہ جس میں حمد و نعت و مرتب کا نام ہے اور آخر کا غالباً ایک صفحہ نہیں ہے۔ کتاب فی الجملہ مکمل ہے۔ کتابت اس نسخہ سے جو علی گڑھ میں نظامی صاحب کے پاس ہے اچھی ہے اور اس سے قدیم بھی ہے البتہ کاتب نے عربی عبارتوں میں بہت غلطیاں کی ہیں اس کے علاوہ عربی خط بھی اچھا نہیں ہے۔ کتاب علمی حیثیت سے بہت بلند پایہ ہے۔ یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ خزینۃ الاصفیا جلد دوم میں ایک کتاب خزانہ جلالی کا ذکر ہے جس کے لئے مصنف خزینۃ الاصفیا نے لکھا ہے کہ یہ مجموعہ ملفوظات قطب عالم ہے ممکن ہے کہ یہ وہی مجموعہ ہو جو غلطی سے "خزانہ جلالی" نام رکھدیا گیا ہو۔ واللہ اعلم

۲۹۷/۷
۵۷

۵۷۔ رسالہ تصوف (منظوم) (ناقص الآخر)

مصنف نامعلوم الاسم اوراق (۵) تقطیع ۸ × ۶

آغاز:۔

چشم بکشا کہ جلوۂ دیدار ۔۔۔ متجلی است از در و دیوار
نحن اقرب الیہ آمدہ است ۔۔۔ دمبدم افتادۂ توازپندار

Marfat.com

اختتام ۔

فارغ الدین فارغ الدنیا   بکند فرق را خرد افسار
آنکہ بر خود گذشت مفلس شد   مال او در است دست بر شہنا

فی الحقیقت "وحدۃ الوجود" پر یہ ایک قصیدہ یا قطعہ ہے جس میں مصنف نے "علم الیقین" "عین الیقین" "حق الیقین" کے مسائل کو حل کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

خود انا الحق زد از لب منصور   خود بر آمد ز ذوق بر سر دار
گفت انا احمد ؐ بلا میم   در زبان مبارک آں مختار

اس کے بعد صوفیاء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو شرک خفی و جلی کی تعریف فرمائی ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے مصنفؒ نے حضرت جنید قدس اللہ سرہٗ العزیز کا قول اس طرح سے نقل فرمایا ہے :۔

ہر کہ نادیدہ نام او گوید   مشرک است آں فضول نا ہموار

اس کے بعد ہی حضرت شبلی قدس سرہٗ العزیز نے جو شرک خفی و جلی کی تعریف [illegible] فرمائی تھی [illegible] اس کو مصنفؒ نے یوں منظوم فرمایا ہے۔

لے بسر لا الہ الا اللہ   خود ز شرک خفی است آئینہ دار
چیست شرک جلی رسول [illegible]   خویشتن را ز بیں و شرک برآر

ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ خط معمولی نستعلیق ہے ۔

۲۹۷/۷
۵۸

۵۸۔ اسوِلہ و اجوبہ رشیدی :۔

مصنف فضل اللہ بن ابی الخیر بن ۔ ۔ ۔ ۔ المعروف بہ رشید طبیب ہمدانی سال تصنیف [illegible]

مکتوبہ ۹۴۴ھ اوراق (۲۱۶) تقطیع [illegible] ۱۱

یہ ضخیم کتاب فی الحقیقت سوال و جواب کی شکل میں مختلف علوم کا مجموعہ ہے اس کے دو دیباچے ہیں [illegible] کے شاگرد کا ہے جو فہرست اسماء اشخاص و مضامین سے پہلے ہے اور [illegible] دیباچہ [illegible]

پہلے دیباچہ کا آغاز :۔

فہرست ایں کتاب اسولہ و اجوبہ رشیدی کہ جامع
فضلاء و علماء رفع مشکلات ہر علمے

Marfat.com

دوسرے دیباچہ کا آغاز :۔

چنیں گوید کمترین بندگان و محتاج ترین کسے بفضل و رحمت ایزدی فضل اللہ
ابن ابی الخیر بن .... المشتہر برشید الطبیب عفر اللہ ذنوبہ و ستر عیوبہ

اختتام۔

و اسباب و احوال آں بشرح و بسط یاد کردہ ایم چوں آں را
مطالعہ کنند فوائد دیگر نیز کہ در ضمن آں در آمدہ معلوم کنند
انشاء اللہ وحدہٗ

کتاب میں حمد و ثنا و نعت و منقبت کا حصہ نہیں ہے جو ایک عجیب بات ہے۔ اتفاق یہ ہے کہ دونوں دیباچے اس ضروری چیز سے خالی ہیں۔ پہلا دیباچہ فہرست مضامین سے پہلے ہے جس میں فہرست نویس نے پہلے تو مصنف کا نام لقب اور عہدہ لکھا :۔

" مخدوم اعظم و اعدل دستور اعلم و اکمل مدبر امور ممالک ....
(یہ الفاظ مٹ گئے) سلطان الوزراء والحکمار .... رشید الحق
و الدنیا و الدین اعز اللہ انصارہ دولتہ "

اس کے بعد یہ لکھتے ہوئے کہ دور دراز ملکوں کے علماء نے ممدوح کی خدمت میں سوالات لکھ کر بھیجے جن کے جوابات فوراً ممدوح نے لکھ کر بھیجے۔ اپنا نام اور ترتیب مجموعۂ فہرست کے متعلق لکھا کہ :۔

ایں دولت احقر عباد اللہ ابن الرئیس الملقب بہ نظام الیزدی
ہر چہ کہ در دیباچہ یاد کردہ .... (یہ الفاظ مٹ گئے) اشتہ
ایں درگاہ وزارت پناہ روز بروز آں را جمع کرد و لفظاً لفظاً گو
دچوں .... عرض کرد .... فرمود تا آں را فہرستے
سازد بداں وجہ ازاں جملہ سوالات ہر کدام کہ بہ فنے از
علوم متعلق باشد علیحدہ بنویسد

اس حکم کی تعمیل میں مقدمہ نویس اور فہرست نویس نے نہایت مفصل فہرست سوال کنندہ اور سوالات و جواب کی بحوالۂ صفحات لکھی۔ فہرست کافی طویل اور مفصل ہے جو (۶۴) صفحات پر مشتمل ہے

مصنف نے دیباچہ میں پہلے اپنا نام جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا لکھا اس کے بعد اپنی علالت کو اس طرح سے لکھتے ہوئے۔

" روز آدینہ (جمعہ) بست و پنجم ذوالقعدہ سنہ عشرہ و سبع ماۃ ہجری

بہ سبب آنکہ مسہل خوردہ بود بہ بندگی حضرت
نتوانست رفتن"

اپنے بادشاہ غیاث الدنیا والدین" اولجائتو سلطان محمد کا نام لکھ کر ایک مختصر قصیدہ لکھا اور وجہ تصنیف کے سلسلہ میں لکھا کہ سلطان ہر جمعہ کو علماء و فضلاء ہی کا دربار کیا کرتا تھا جس میں دینی اور علمی مذاکرات ہوتے تھے اور بعض مسائل کی چھان بین ہوتی تھی چنانچہ ایک مجلس میں بادشاہ نے ایک سوال کیا جس کے جواب سے وہ مطمئن نہ ہوا اس پر مقتداء دیگانہ ایران ..... افضل المحققین و قطب العارفین شیخ جمال الدین" نے جو بقول مصنف :-

"حسن الظنی کہ بدیں بندہ حضرت داشتند"

عرض کیا کہ مصنف سے اس کے متعلق دریافت کرنا چاہیئے شاید وہ صحیح جواب دے سکے چنانچہ :-

حکم یرلیغ نافذ گشتہ کہ دراں رسالہ بنویسد شروع
مبسوط تا ہر معانی کہ در خاطر او آمدہ باشد بحضرت ما
(بادشاہ) عرضہ گرداند

اس حکم کی تعمیل میں مصنف نے یہ ضخیم کتاب لکھ ڈالی۔ مصنف نے سب سے پہلے وہ سوالات لکھے ہیں جو بادشاہ نے کئے تھے اور انھیں کے ساتھ جوابات ہیں۔ سوالات شاہی کا ایک مستقل عنوان قائم کر کے مصنف نے اس کا بھی ایک دیباچہ لکھا ہے جس میں مختصر حمد و نعت و منقبت کے بعد مصنف نے اپنا نام لکھا اور لکھا ہے کہ

"کہ در تاریخ روز جمعہ سابع صفر سنہ احدی عشر و سبعمائہ (۷۱۱ھ)"

بادشاہ اسلام سلطان محمد اولجائتو نے حسب معہود و معمول :-

در مسجد محروسہ دار الملک سلطانیہ ہرات

نماز ادا فرمائی اور اس کے بعد علماء موجودین سے حدیث "کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اُعرف فخلقت الخلق لاعرف" کے تفصیل مطلب کو پوچھا چنانچہ سب سے پہلے شیخ جمال الدین" اور اس کے بعد شیخ نظام الدین عبد الملک" نے مطالب تفصیلی بیان فرمائے اس کے بعد بقول مصنف :-

ایں بندہ را ارشاد کرد و فرمود کہ تو چہ می گوئی ؟

سوال وجواب کا یہ سلسلہ اس قدر مشہور ہوا کہ باہر کے ممالک کے علماء نے سوالات بھیجنے شروع کئے، اور مصنف نے جوابات فی الفور لکھ کر روانہ کئے

کتاب کو اولاً دو "نمط" پر تقسیم کیا گیا اور ہر نمط کو دو قسموں پر تقسیم کر کے فنون وار سوالات و جوابات کو مرتب کیا گیا۔ فہرست اسماء علماء مع سوالات وجوابات بہ تصریح مضامین ۲۰۶ صفحات پر مشتمل ہے

"نمط اول" کی دونوں قسموں میں مضامین یہ سوالات وجوابات ہیں ان کے عنوانات باعتبار فنون درج ذیل ہیں :-

Marfat.com

"(۱) علم تفسیر (۲) علم احادیث و آثار (۳) علم فقہ (۴) قصص انبیاء (۵) علم طریقت و سلوک و کلمات مشائخ (۶) علم حقیقت و عرفان و ذوقیات (۷) علم اصول دین (۸) علم الہیات (۹) علم طبعیات (۱۰) علم منطق (۱۱) علم طب (۱۲) علم ہیئت"

"نمط دوم" میں سوالات وجوابات مذکورہ کے فوائد کو علیحدہ علیحدہ عنوان کے ساتھ مع نام سوال کنندہ اس قدر تفصیل سے بیان کیا ہے کہ مسئلہ کا کوئی جز تشنۂ مطلب نہیں رہا۔ اسی لئے "نمط دوم" "نمط اول" کے مقابلہ میں طویل تر ہے۔ اس وقت کی اسلامی دنیا کا کوئی ملک ایسا باقی نہیں رہا جہاں کے متبحر اور ممتاز ترین علماء نے بطور استفادہ سوالات لکھ کر نہیں بھیجے۔ چنانچہ ہندوستان کے بھی ایک عالم "شیخ علم الدین ملتانی" نے سوالات بھیجے۔ اس کے علاوہ بلا اظہار مقام کسی "حکیم فرنگ" کے بھی سوالات درج ہیں جن میں سے دو اصول دین اور دو فن طبعیات کے متعلق ہیں۔ اس کتاب کے علاوہ مصنف کی ایک کتاب فن تاریخ میں بنام "جامع التواریخ" بھی ہے۔ جس کے دو نسخہ جات (ایک مکتوبہ قدیم اور ایک جدید) ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کتب خانہ میں ہیں (ملاحظہ ہو کیٹلوگ فارسی ایشیاٹک سوسائٹی بنگال $\frac{۴}{۵۳۱}$ صفحہ ۲) جو جلد اول کے دوسرے باب کا ایک حصہ ہے جس میں چنگیزی خاندان کی شاخوں اور اس کے دو بیٹوں کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ تقریباً (۹) تصنیفات اور ہیں۔ بہرحال کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے مجمع العلوم اور قابل مطالعہ ہے۔ جس سے مصنف کے تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔

سلطان محمد اولجائتو سلطان ارغون کا بیٹا اور سلطان غازان کا چھوٹا بھائی تھا۔ اپنے بھائی کی وفات کے بعد تخت سلطنت پر ذی الحجہ ۳ سنہ ۷۰۳ھ میں بیٹھا۔ اور (۱۲) سال حکومت کرکے بہ عمر ۳۶ سال شب عید فطر ۱۶ سنہ ۷۱۶ھ میں مرگیا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی خواجہ رشید الدین اور خواجہ سعید الدین کو مشترک طور پر وزارت کی خدمت پر مامور کیا کچھ عرصے کے بعد خواجہ سعید الدین کو بالزام تغلب رقم سرکار علیحدہ کر دیا گیا اور خواجہ علی شاہ جیلانی کو خواجہ رشید الدین کے ساتھ شریک کر دیا گیا۔ آخر میں خواجہ رشید الدین دستور (وزیر) اعظم ہو گئے جو زیر نظر کتاب کے مصنف ہیں سلطان اولجائتو جس کو سلطان محمد خدابندہ بھی کہتے تھے) عالم بھی تھا اور علم پرور بھی۔ اسی وجہ سے مختلف ممالک کے ممتاز علماء اس کے گرد جمع ہو گئے تھے (خلاصۃ الاخبار (قلمی صفحہ ۶۳۴) اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان ابوسعید ماہ صفر سنہ ۷۱۷ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کو پورا ایک سال ہی گزرا تھا کہ خواجہ علی شاہ اور امیر الامراء جوپان کی سازش سے خواجہ رشیدؒ کو سلطان نے ماہ جمادی الاول سنہ ۷۱۸ھ میں بقول مصنف خلاصۃ الاخبار (قلمی صفحہ ۶۳۶ مملوکہ جواہر میوزیم اٹاوہ)

"آں وزیر فاضل و نیک نفس را بدرجہ شہادت رسانیدند"

مولانا جمال الدین عتقی (عتیقی) نے۔ جو خواجہؒ کے معاصر تھے یہ تاریخ وفات لکھی :-

رشید ملت و دیں چوں حیل کرد عقبیٰ — نوشت منشی تاریخ او کہ "طاب ثراہ"

کتاب بخط نسخ خراسانی خفی ہیں نہایت خوبصورت لکھی ہوئی ہے افسوس ہے کہ بعض اوراق پر پانی کے اثر نے عبارتوں کو ناقابل خواندگی کر دیا ہے۔ عنوانات اور عربی کے بیشتر جملے سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔

نسخہ اپنے موضوع اور متنوع مضامین کے اعتبار سے اہم اور نادر ہے۔ نیز کتابت کی قدامت بھی اہمیت میں اضافہ کرتی ہے۔

میری نظر سے جس قدر کیٹلوگ اس وقت تک گزرے ہیں یا اب جو زیر نظر ہیں ان میں یہ نسخہ نہیں ہے کتاب میں زیادہ تر

Marfat.com

چونکہ علم دین یعنی تصوف و سلوک و عرفان و ذوقیات کا بیان ہے اس لئے میں نے اس کو تصوف کے فن میں درج کر دیا۔ یہ کتاب اکثر بادشاہوں اور امرائے وقت کے مطالعہ میں رہی ہے جیسا کہ پہلے دیباچہ کے سرورق کی عبارتوں اور مہروں سے و نیز درمیانی اور آخری صفحات کی عبارتوں اور مہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ سرورق پر چھوٹی ٹڑنی (؟) سیاہ مُرخ دو میں ہیں ایک مہر کے اوپر یہ عبارت لکھی ہے:۔

از جانب پیش کش ہادی ..... واقعہ بتاریخ غرہ شہر ربیع الاول

سنہ ۲۲ جلوس تحویل امارت شد قیمت [illegible]

اس کے علاوہ تین سُرخ بڑی مہریں ہیں جن میں امجد علی شاہ لکھا ہوا ہے۔ ایک عربی عبارت یہ ہے

قد دخل فی الملک الّتی وانتقل فی الآخر الملة وانا العبد

المدعوّ (اس کے بعد دستخط ہیں) بن مسیح الدولہ مرحوم ۲ جنوری ۱۸۰۶ء

اس کے نیچے ایک فارسی عبارت ہے "بتاریخ چہارم ربیع الاول سنہ ۱۲۶۲ھ بجائزہ رسید"

دوسرے دیباچہ کے سرورق پر ایک بیضوی مہر ہے جس میں نام غالباً "محمد بن احمد الشامی" لکھا ہے اور اس کے اوپر عربی میں بخط نسخ "محمد ابن الشامی الادشی" لکھا ہے اس کے نیچے لکھا ہے:۔

ہفدہم ذی القعدہ سنہ ۳ جلوس عرض دیدہ شد

اس کے نیچے تحویلدار شاہی کی مہر ہے۔ اسی کے قریب دوسری جگہ "بمعرفت قاضی عبد اللہ خریدہ شد داخل کتابخانۂ حکمت" لکھا ہے۔ ان تمام عبارتوں کے بعد سب سے آخر میں لکھا ہے

کتاب اسئولہ و اجوبہ رشیدی بابت اموال دانشمند خاں

ہفدہم ذی القعدہ سنہ از وجہ محمد باقر تحویل محافظ خانہ شد

قیمت ۱۰۱ روپیہ

آخری صفحہ پر تین سرخ مہریں اسی قسم کی ہیں جو سرورق پر ہیں ان میں نام امجد علی شاہ لکھا ہوا ہے۔ ان مہروں کے علاوہ "منظفر حسین" نام کی کئی مہریں متعدد اوراق پر ہیں جو گویا کتاب کے آخری مالک کی معلوم ہوتی ہیں اس نام کے بزرگ کی طرف سے کئی کتابیں میوزیم کو دی گئی ہیں غالباً یہ بھی انھیں کا عطیہ ہے

ترقیمہ:۔

تمام شد اسولہ و اجوبہ رشیدی در اواسط جمادی الاول سنہ ۱۰۹۶

ثمان و اربعین و تسعمائة بدست بندہ اضعف اقل العباد

(پڑھا نہیں گیا) عسلی ... عفی اللہ عنہ شانہ ابدا

۲۹۷/۷
۵۹

۵۹) ۸ — لمحات فی شرح اللمعات :۔ (ناقص الآخر)

مصنف نامعلوم ۔ اوراق (۹) ۔ تقطیع ۹" × ۳½" ۔

حضرت فخرالدین عراقی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی مشہور کتاب تصوف لمعات کی یہ شرح ہے ۔حضرت مولانا نورالدین جامی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بھی "لمعات" کی شرح لکھی ہے جس کا نام "اشعۃ اللمعات" ہے

آغاز ۔

سزائے ثنائے چہ لائق سپاس بے قیاس وجود مقدس

اختتام ۔

و مراد از ذرات کائنات ماہیات موجودات ممکنۃ اند کہ آں را
محققان اعیان ثابتہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یہ کافی بڑا رسالہ ہوگا لیکن کاتب نے اسی قدر نقل کیا ہے جس کی آخری عبارت اوپر درج ہے ۔ شارح نے بعد حمد و نعت دیباچہ میں کہیں اپنا نام ظاہر نہیں کیا بلکہ وجہ تصنیف کے سلسلہ میں یہ لکھتے ہوئے کہ اظہار نااہلیت کے باوجود "خلان صفا و اخوان وفا" کے اصرار پر شرح لکھنے پر آمادہ ہوگیا اسی عرصہ میں ہاتف غیب نے "ایں بیت بہ گوش جاں فرو خواند"

چو فیاض از عنایت کرد باری
بیا اے کان گوہر ہرچہ داری

اسی غیبی آواز پر بعد استخارہ مسنون بقول مصنف :۔

بشرح لمعات شروع افتادو او را لمحات فی شرح اللمعات نام نہاد

شرح شروع کرنے سے پہلے مصنف نے بطور تقائعت و تمہید ایک "مقدمہ" مشتمل بر چہار لمحہ لکھا جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

۱ ۔ لمحۂ اول :۔ دربیان موضع و مسائل و مبادی ایں علم (یعنی علم الہٰی)

۲ ۔ لمحۂ دوم :۔ دربیان وجود حق سبحانہ تعالیٰ و لوازم آں

۳ ۔ لمحۂ سوم :۔ دربیان غیب ہویت و احدیت

Marfat.com

۴۔ لمعۂ چہارم :۔ دربیان مراتب و درتحقیق آنکہ نزولِ تجلیِ الٰہی مراد را دریں مراتب
مذکورہ بین الاجمال والتفصیل است

اس کے بعد مصنف نے "شیخ اکبر" "شیخ کبیر" "شیخ مطلق" "خواجہ" "مولانا" اور "حکیم" کی مصطلحات کو لکھ کر اس نے جن جن بزرگوں سے مراد لی ہے ان کے اسمار گرامی لکھے ہیں اور پھر اصل کتاب کے خطبہ سے شرح شروع کی۔ لمعات کے خطبہ کی ابتدائی عبارت یہ ہے:۔

الحمد للہ الذی نور وجہ حبیبہ بتجلیات الجمال

حضرت فخر الدین عراقی ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز مصنف "لمعات" ساتویں صدی ہجری کے ممتاز ترین صوفیا رمیں سے تھے حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز اور شیخ بہاؤ الدین ملتانی قدس اللہ سرہ العزیز سے یکے بعد دیگرے استفادہ و استفاضہ فرمایا ۶۸۸ھ ۱۲۸۹ء میں بمقام دمشق وصال ہوا اور حضرت محی الدین العربی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے جوار میں دفن ہوئے۔ ممدوح کی ایک نظم "ترجیعات عراقی" بھی ہے جو غالباً ابتک طبع نہیں ہوئی اور جواہر میوزیم میں ہے۔
شرح نہایت بلند پایہ ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ ناقص ہونیکی وجہ سے یہ پتہ نہ چل سکا کہ مصنف کون صاحب اور کس زمانہ کے بزرگ ہیں۔

نسخہ کا خط بہت ہی خفی شکست آمیز ہے۔ شارح نے بسم اللہ سے پہلے

" یا صاحب البرکات نجات بخش "

لکھا ہے۔ اس کے آخر کے دو ورقوں پر "رقعات لالہ شیو رام داس" کے زیر عنوان صرف ایک رقعہ ناقص الآخر معمولی شکست آمیز میں لکھا ہوا ہے۔

۲۹۷۱
۶۰

۶۰ ۔ انشار جامی حصہ اوّل :

حضرت مولانا نور الدین جامی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ تصنیف قبل ۸۹۲ھ ۔ اوراق (۷۸) تقطیع ۵ × ۳ ۔
حضرت مولانا کے اگرچہ یہ رقعات اور خطوط ہیں لیکن ادبیت اور انشا پردازی کے ساتھ ساتھ ان میں تصوف کی پوری چاشنی ہے اس لئے ان کو فن تصوف میں درج کر دیا گیا :۔

آغاز۔

بعد از انشار صحائف ثنا و محمدت الذی نزل علی عبدہ الکتاب ؛

اختتام۔

داب دانا بود قطرہ بہ بحر آوردن کار زیرک نہ بود ریزہ بہ عمّان بردن

Marfat.com

مع ہذا بارہا در خاطری گزرد ۔۔۔۔۔ (یہاں تک پہلا

پہلا حصہ ہے)

مولانا جامی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی (۰۸) نظم و نثر کی تصانیف میں سے یہ مکتوبات بھی ہیں جن میں انشاء ادب بھی ہے اور تصوف و سلوک بھی۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی بہت مشہور ہے۔ یہ مکتوبات کا پہلا حصہ ہے۔ دوسرا حصہ جو ناقص الآخر ہے اس کے بعد کے نمبر میں درج کیا جائے گا۔ مولانا جامی کی یہ مکتوبات بہ نام انشاء جامی ہندوستان و بیرون ہند کے اکثر چھاپہ خانوں میں طبع ہو چکے اور متداول ہیں۔

مولانا جامی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا پورا نام مع ولدیت تذکرہ نویسوں نے نور الدین عبد الرحمٰن ابن نظام الدین احمد بن شمس الدین محمد لکھا ہے۔

ایک فہرست نویس نے (ملاحظہ ہو ایشیاٹک سوسائٹی کٹلاگ صفحہ ۲۶۶ نمبر ۶۱۲) مقام "جام" کی پیدائش سے انکار کرتے ہوئے موضع خرجرد ضلع جام پیدائش لکھی ہے اور لکھا ہے کہ جام نام کی کوئی بستی نہیں تھی۔ معلوم نہیں اس نے کس بنیاد پر یہ فیصلہ کیا ہے درحالیکہ خود مولانائے ممدوح اپنی پیدائش کے متعلق فرماتے ہیں:۔

مولدم جام رشحۂ قلمیت　　　جرعۂ جام شیخ الاسلامیست

امیر نظام الدین علی شیر والی ہرات نے۔ جو آپ کا بے حد معتقد تھا آپ کی وفات کی تاریخ حسب ذیل شعر میں کہی:۔

کاشف سر الٰہی بود بے شک زان سبب　　　گشت تاریخ وفاتش کاشف سر الہٗ

آپ کی پیدائش کی تاریخ ۲۳ شعبان ۸۱۷ھ مطابق ۷ نومبر ۱۴۱۴ء اور وفات کی تاریخ بہ عمر (۸۱) سال ۱۸ محرم ۸۹۸ھ مطابق ۹ نومبر ۱۴۹۲ء ہے۔

کتاب بہ خط نستعلیق جلی معمولی لکھی ہوئی ہے۔ کاتب نے مکتوبات کے عنوانات کی اکثر جگہیں خالی چھوڑ دی ہیں۔ ترقیمہ نہ ہونے کی وجہ سے تاریخ کتابت نہ معلوم ہو سکی لیکن خط کا انداز بتاتا ہے کہ تحریر بہت زیادہ قدیم نہیں ہے بین السطور میں مشکل الفاظ یا جملوں کے معانی بھی لکھ دئے گئے ہیں۔

۲۹۶۷
۶۱

(۶۱)۔ **انشاء جامی** حصہ دوم ناقص الآخر ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً

اوراق (۷۵)۔ تقطیع ۸ × ۴½ ۔ انشاء جامی کا یہ دوسرا حصہ ہے جو ناقص الآخر ہے۔

آغاز۔

کہ لا ابالی واز اندیشۂ قلت بضاعت و ملاحظۂ عدم
استطاعت وغیرہ وغیرہ

Marfat.com

اختتام :-

چوں عزیزے را بہ برکتِ صفائی ارادت و صدقِ عقیدت
نسبت ..... از اہل سلوک

اس حصہ کا کاتب بھی وہی ہے جو حصہ اول کا ہے۔ اصل میں تو دونوں حصوں کی ایک ہی جلد ہونی چاہیے تھی لیکن ناواقفیت کی بنیاد پر دونوں حصوں کو علیحدہ علیحدہ کتابیں خیال کر کے دونوں کی الگ الگ جلدیں بندھوا دی گئیں۔

(۶۲) - ۳ - **ملفوظات** حضرت شاہ عبد العزیز صاحب (محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز)　　۲۹۷۷/۶۲

مرتب نامعلوم الاسم تصنیف غالباً ۱۲۳۳ھ مکتوبہ ۱۲۹۴ھ اوراق (۷۵) تقطیع ۸×۵

مصنف نے خلاف دستور بغیر حمد و ثنا کے ایک مختصر دیباچہ سے اپنی کتاب کو شروع کیا ہے

آغاز :-

چوں بار دیگر در ۱۲۳۳ھ سیزدہم ماہ رجب روز دوشنبہ
شرفِ ملازمت سید و امام خود مشرف گشتہ

اختتام :-

اذن برائے اذاں داد اکثر خدام تا دریا قریب صد کس
باشاہ در آمدند و رخصت کردند

مرتب نے دیباچہ میں دہلی میں اپنے آمد کی تاریخ اور حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی قدمبوسی اور ملفوظات لکھنے کی اجازت اور آغاز تحریر ملفوظات کو لکھا لیکن اپنا نام نہیں لکھا اس نے حضرت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے بعض مریدوں کے نام ضرور لکھے ہیں جو مصنف کے ہم وطن، دوست اور اعزا تھے لیکن وطن کے نام کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ صرف یہ لکھا کہ :-

محبت و جاں نثاری اکثر عقیدتمنداں عمو بجات نسبت
بہ حضرت و مریداں خصوصاً منشی نعیم الدین خاں صاحب
و محبّی و عزیزی شیخ لطف علی و شیخ مبارک اللہ وغیرہ انچہ
بیاد آمد مجملاً و مفصلاً گزارش ساختم۔

Marfat.com

یہ ملفوظات سوال و جواب کی شکل میں ہیں جن میں مسائل تصوف و سلوک۔ مسائل فقہ۔ تفسیر و حدیث اور بعض واقعات تاریخی وغیرہ کا پر از معلوم درس ہے۔ کتاب قابلِ مطالعہ ہے۔ کتابت بہ خط معمولی نستعلیق ہے لیکن کاتب کا نہ صرف خط نسخ بہت معمولی ہے جس سے عربی عبارتیں غلط ہو گئی ہیں بلکہ خط باوجود پختہ ہونے کے کافی خراب ہے جس کی وجہ سے بعض الفاظ مشکل سے پڑھے جاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث قدس اللہ سرہٗ العزیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے دوسرے صاحبزادے تھے جنھوں نے جملہ علوم عقلی و نقلی اپنے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل فرما کر (۱۵) سال کی عمر میں فراغت حاصل فرمائی اور اپنے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ کے وصال (۱۱۷۶ھ) کے بعد مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے علاوہ درس و تدریس کے ہفتہ میں دو بار مجلسِ وعظ بھی منعقد فرمایا کرتے تھے جس میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا تھا۔ آپ صاحب درس بھی تھے اور صاحب ارشاد بھی۔ یوں تو آپ کی تصانیف کافی ہیں لیکن خاصکر آپ کی تصنیف "تحفۂ اثنا عشریہ" نے کافی شہرت حاصل کی جس کا عربی میں بھی ترجمہ ہوا تھا جس کو نواب والاجاہ اول والی مدراس کے صاحبزادہ اور جانشین نواب عمدۃ الامرا والاجاہ ثانی نے عرب ممالک کے لئے کرایا تھا یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ ترجمہ طبع ہوا یا نہیں۔ تذکرہ نویسوں نے حضرت شاہ صاحب کے حافظہ کو بہت سراہا ہے اور بطور مثال لکھا ہے کہ تحفۂ اثنا عشریہ کے تصنیف کے وقت کوئی کتاب حوالہ کے لئے سامنے نہیں ہوتی تھی بلکہ محض قوت حافظہ سے تمام حوالہ جات لکھواتے تھے۔ سبحان اللہ کیا حافظہ تھا۔

ایک ہم عصر شاعر "حسن" نے آپ کی تاریخ وفات کا یہ قطعہ موزوں کیا ؎

حجت اللہ ناطق و گویا ۔۔۔ شاہ عبدالعزیز فخر زمن
مہر نصف النہار در عرفاں ۔۔۔ مثل بدر منیر در ہمہ فن
از سر "لطف" و "حلم" تاریخش ۔۔۔ رضی اللہ عنہ گفت حسن
۱۲۳۹ھ

"لطف" کی (ل)، "حلم" کی (ح) کے اعداد (۳۸) "رضی اللہ عنہ" کے اعداد (۱۲۰۱) میں جوڑنے سے تاریخ وفات ۱۲۳۹ھ نکلتی ہے۔

٢٩٧٧
٦٣

(٦٣) رسالہ علم سلوک واذکار:۔

شیخ عبدالجلیل صدر الدین الہ آبادیؒ۔ تصنیف قبل ۱۲۱۲ھ اوراق (۱۳) تقطیع ۵½×۸

اس مختصر تر رسالہ میں مختلف سلسلوں کے طریق اذکار کا بیان ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ حمداً کثیراً و سبحوہ بکرۃ و اصیلا واذکروہ ذکراً جمیلا

Marfat.com

اختتام :۔

وایں خطا است چہ تجلی دائمی دیگر است و تجلی برقی رنگ دیگر
دارد کہ بقائش موجب فنا صاد ۔ تجلی است مخصوص برائے
انفا است

مصنف نے بعد حمد و صلوٰۃ مختصر دیباچہ میں اپنا نام دیتے ہوئے وجہ تالیف کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ :۔

چوں اعلم علماء در فضل [illegible] ۔۔۔ قطب
عالم غوث بنی آدم بندگی شیخ صالح محمد مینا

یہ درخواست کی کہ ممدوح رح کے علم توحید و معارف میں رسائل بہت ہیں بھر کیا [illegible] کی ضرورت ہے جو دلوں کے قفل کو کھول دے اس لئے مولف نے یہ رسالہ لکھ دیا ۔ مولف [illegible] پہنچ "عبادت" کے [illegible] کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

معرفت بہ عبادت و عبادت بہ صحبت راست نمی شود
و صحبت بہ متابعت نبویہ درست [illegible]

کیونکہ قرآن شریف میں صاف و صریح حکم ہے "اے رسول کہہ دے کہ اگر تم کو اللہ سے پیار ہے [illegible] پیروی کرو اللہ تم کو پیار کرے گا" اس تصریح کے بعد مولف نے [illegible] ۔۔ خطاب کرکے شروع کیا ہے ۔ مولف نے رسالہ کو حسب تفصیل ذیل (۱۱) فصلوں پر [illegible] ہے

۱۔ فصل اول :۔ مرض دل بہ حب دنیا و زندگانی دنیا و لذت و [illegible]

۲۔ فصل دوم :۔ در ارشاد و تلقین کہ از پیراں رسیدہ است

۳۔ فصل سوم :۔ ذکر نفی و اثبات یعنی لا الہ الا اللہ

۴۔ فصل چہارم :۔ شرح حدیث لکل شئی صقالۃ [illegible] و صقالۃ القلوب ذکر اللہ [illegible]

۵۔ فصل پنجم :۔ یاران سلسلہ یا بعضے طالبان

۶۔ فصل ششم :۔ ذکر نفی و اثبات بعد از نماز فجر و [illegible] نفی [illegible]

۷۔ فصل ہفتم :۔ طریق پاس انفاس ایں است

۸۔ فصل ہشتم :۔ پاس انفاس بہ حبس دم و [illegible] دم مشغول شود

۹۔ فصل نہم :۔ از جملہ پاس انفاس و حبس دم

۱۰۔ فصل دہم :۔ شد و مد و فوق و تحت آں است

۱۱۔ فصل یازدہم :۔ مرشد کامل باید کہ حسب استعداد و [illegible]

Marfat.com

١٢۔ فصل دوازدہم :۔ ذکر الدجہر خواہ باید یا قصر
١٣۔ فصل سیزدہم :۔ در بیان محاربہ ۔ سالک را باید کہ اول نصوحاً توبہ کنند
١٤۔ فصل چہاردہم :۔ در بیان محاسبہ بحکم حاسبوا قبل ان تحاسبوا
١٥۔ فصل پانزدہم :۔ مواعظ آنکہ نفس خود را وعظ و نصیحت و نیک خواہی کنند
١٦۔ فصل شانزدہم :۔ بدانکہ فکر بر سہ مراتب است
١٧۔ فصل ہفدہم :۔ در بیان مراقبہ (یہ فصل نسبتاً طویل اور تفصیلی ہے)
١٨۔ فصل ہشتدہم :۔ بدانکہ انچہ اذکار مذکورہ صوریہ وجہریہ وخفیہ وسریہ بودہ است (یہ فصل بھی نسبتاً تفصیلی ہے) اسی فصل پر رسالہ ختم ہے۔ رسالہ پر از معلومات اور قابل مطالعہ ہے۔ خط قدیم نستعلیق معمولی ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ عنوانات سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جلد اول (صفحہ ٢٦٩) حضرت شیخ عبد الجلیل رح کو لکھنوی لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ مشاہیر مشائخ میں سے تھے اور ان کا طریق "طریق اویسی" تھا۔ ظاہری مرشد ان کا کوئی نہیں تھا۔ بلکہ "روحانیت" میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے بیعت تھے اور وہیں سے اجازت ملی تھی۔ ان کی کافی تصانیف از قسم مکتوبات۔ رموزات و اسراریہ بتائی جاتی ہیں۔ ان کی وفات خزینۃ الاصفیاء میں بحوالہ "شجرہ چشتیہ" ١٠٤٣ھ لکھی ہے :۔ واللہ اعلم۔

٢٩٦٧/٧
٦٤

٦٤۔ شرح مخزن الاسرار۔ مکتوبہ ١٢٤٥ھ

مصنف و سال تصنیف نامعلوم۔ اوراق (٩٣)۔ تقطیع ½٦ × ١٠
مصنف نے بلا تمہید بہ تمہید شرح کو شروع کر دیا ہے اور مخزن اسرار کے ابتدائی شعر سے آغاز کر دیا

آغاز :۔

ہست کلید در گنج حکیم   بسم اللہ الرحمن الرحیم
افتتاح کتاب تقدیم مصرعۂ اول بر تسمیہ سبب آں ذکر کرد

اختتام :۔

شکر کہ ایں نامہ بہ عنوان رسید   بیشتر از عمر بہ پایاں رسید
عنوان سرنامہ است کہ بعد اتمام مکتوب نویسند و ہنوز عمر
بہ پایاں نہ رسیدہ بود کہ کتاب تمام شد

Marfat.com

شرح نہایت مبسوط اور اچھی ہے۔ بعض بعض حاشیوں پر مشکل الفاظ کی تشریح بھی کر دی ہے۔ یہ مشہور خمسہ نظامی (پنج گنج) کی پہلی مثنوی کی شرح ہے جو اول سے آخر تک تصوف کے بیان میں ہے جس میں کوئی قصہ وغیرہ نہیں ہے۔ مثنوی کے فن میں خمسہ نظامی کی ہر مثنوی پر تشریح کر دی جائے گی اسی جگہ حضرت نظامی کے حالات کو بھی قلمبند کر دیا جائے گا۔ اول و آخر شارح نے کہیں اپنا نام نہیں لکھا جس سے یہ معلوم ہوتا کہ شارح کون ہیں۔ ان مثنویوں کی شرحیں اکثر حضرات نے مختلف اوقات میں لکھی ہیں جو اکثر طبع بھی ہو گئی ہیں۔

خط معمولی شکستہ آمیز ہے۔ کتاب کہیں کہیں کرم خوردہ ہے چیٹ بندی کرا دی گئی ہے۔ کاتب نے بھی اپنا نام نہیں لکھا ہے صرف تاریخ کتابت لکھدی ہے۔

ترقیمہ :-

تمت الکتاب بعون الوہاب فی التاریخ ۴ ربیع الاول ۱۲۴۹ ہجری نبوی صلعم

۲۹۶۲۶
۶۵

۶۵ - ایضاً (ناقص الآخر)

شارح نامعلوم ۔ اوراق (۲۱) ۔ تقطیع $\frac{1}{2}$ ۵ x $\frac{1}{2}$ ۸

یہ شرح کا دوسرا نسخہ (ناقص الآخر) ہے مگر اس کے شارح وہ نہیں ہیں جو سابقہ نسخہ کے ہیں۔

آغاز :-

ہشت کلید الخ :- مراد از گنج حکیم قرآن است و سورہ فاتحہ در او و کلید او بسم اللہ الرحمن الرحیم

اختتام :-

نفس ۔ یعنی دعا ۔ جام سخا ۔ یعنی سخاوت ۔ باقی باد
کہ بادشاہ باقی باد

شرح یہ بھی بہت اچھی ہے۔ اس میں شارح نے پورے شعر کو چھپے نہیں لکھا بلکہ ہر مصرعہ کے ٹکڑے کی شرح کر کے پھر مطلب لکھا ہے۔ غالباً کاتب نے اس شرح کے کئی جز کئے ہیں یہ اس کا پہلا جز ہے کیونکہ آخری عبارت سے ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے نسخہ بخط نستعلیق خفی (معمولی) لکھا ہوا ہے۔ بعض حاشیوں پر معانی بھی لکھے ہوئے ہیں۔ شارح کا نام اوّل و آخر کہیں نہیں ہے اور نہ سال تصنیف و کتابت لکھا ہوا ہے۔ کتابت

Marfat.com

زیادہ قدیم نہیں ہے۔

۶۶۔ لطائف المعنوی من حقائق المثنوی :۔ (ہر شش دفتر)

۲۹۷۷۷ / ۶۶

مصنف شیخ محمد عبد اللطیف ابن العباس۔ سال تصنیف ۱۰۳۸ھ۔ مکتوبہ ۱۰۵۹ھ اوراق (۲۹۰) تقطیع ۹ × ۱۲

مولانا روم کی مثنوی کی یہ مکمل اور مفصل شرح ہے:۔

آغاز:۔

شرح بعضے ابیات مشکلہ و ترجمہ اشعار مفصلہ دیباچہ ملے
تازی مثنوی مولوی۔ و برخے از فوائد و عوائد ضروریہ

اختتام:۔

و دائم در مزید حسنات کوشد اگر در کمیت زیادتی ممکن نہ شود
در مزیت کیفیت بیفزاید واللہ اعلم بالصواب

شارح نے حمد و نعت۔ تمہید بسم اللہ کے بعد دیباچہ شروع کر دیا ہے جس میں مصنف نے سب سے پہلے اپنا نام عبد اللطیف ابن العباس لکھا اس کے بعد وجہ تالیف کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ سب سے پہلے اس نے اسی مثنوی کے متعلق ایک کتاب بنام "نسخۂ ناسخہ" لکھی لیکن بعض احباب نے یہ درخواست کی کہ دفتروار مفصل شرح لکھنی چاہیے تاکہ مثنوی کے رموز سے عام فائدہ ہو سکے لہذا شارح نے یہ شرح لکھدی، اور اس کا نام "لطائف المعنوی" رکھا۔ شارح نے یہ شرح "بعہد حکومت۔ اعلیٰ حضرت خاقانی جمشید الزمانی ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی خلد اللہ ظلال رافتہ علی العالمین الی یوم القیام" لکھی اس کے بعد شارح نے شہنشاہ شاہجہاں کی معدلت گستری۔ علم پروری اور دوسری خوبیوں کو سراہتے ہوئے اپنا دیباچہ ختم اور سب سے پہلے مولانا روم کے عربی دیباچہ کا فارسی میں ترجمہ کیا اس کے بعد شرح شروع کی۔ شارح نے ہر دفتر کا عنوان علیحدہ لکھتے ہوئے شرح کو اس طرح سے شروع کیا کہ ہر مسئلہ جس کا اشارہ مصرع یا شعر میں ہے واضح ہو گیا شرح نہ صرف مبسوط ہے بلکہ ہر حیثیت سے انتہائی بلند پایہ ہے چنانچہ شارح خود بھی دیباچہ کے آخر میں شرح کی اس خوبی کی طرف بہ اظہار عجز و انکسار اس طرح سے اشارہ کرتا ہے:۔

در بں مدت ایں مراتب، در حجلۂ غیب و پردۂ خفا مخفی

Marfat.com

دستترپو دہیچ یک از فارسانِ مضمارِ حال وقال
باوجود فراوانی دانش و قدرتِ مقال چہ در زمانِ
ماضی وچہ دراوانِ حال بایں موفق نشدند۔ بایں
طریق چیزے بہ خاطر ما نیاوردند

بالاستیعاب شرح کے پڑھنے والے شارح کے اس قول کی تصدیق کریں گے۔ فی الحقیقت مثنوی پر کافی شرحیں لکھی گئی ہیں مگر کوئی شرح راقم کی دانست میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ شارح نے جیسا کہ دیباچہ کے ابتدا میں لکھا ہے "نسخۂ ناسخہ" کو بھی لکھا ہے جو گویا مثنوی کی اجمالی شرح ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) کی لائبریری میں موجود ہے (ملاحظہ ہو کیٹلاگ ۵۰۰/۱۰۴۸ صفحہ ۲۲۲) "صاحب محبوب الالباب فی تعریف الکتب والکتاب" نے بھی اس شرح کی تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ "بخطِ نستعلیق در سنہ ۱۰۷۱ھ بایامِ حیاتِ مصنف مکتوب شد" (ملاحظہ ہو محبوب الالباب صفحہ ۲۶۲) لیکن ایشیاٹک سوسائٹی کے لائبریری کے کیٹلاگ نے شارح کی تاریخ وفات ۱۰۴۸ھ لکھی ہے۔ راقم کی رائے میں یہی تاریخ قرین قیاس ہے غالباً مصنف محبوب الالباب کو کچھ تسامح ہوا۔ جو تاریخ وفات ۱۰۷۱ھ لکھ دی۔ چونکہ شیخ عبداللطیف کی تاریخ پیدائش و وفات کا حال معلوم نہ ہوسکا اس لیے تاریخ وفات کا صحیح یقین نہیں کیا جاسکتا۔ انھیں مصنف نے "حدیقۃ الحقیقہ" کی بھی شرح لکھی ہے جس کا نام "لطائف الحدائق فی نفائس الدقائق" ہے دیباچہ کتاب میں سنہ ۱۰۴۰ھ و سنہ ۱۰۴۲ھ لکھی ہے۔ اس کے بعد مصنف نے زیر نظر کتاب لکھی جس کا سال تصنیف غالباً ۱۰۴۳ھ یا ۱۰۴۵ھ ہوگا۔ زیر نظر کتاب کے خاتمہ پر ایک مہر ہے جس میں نام "محمد (غالباً) جمال مریدِ بادشاہ عالمگیر" لکھا ہے اور سال جلوس سنہ ۲۲ (۱۰۹۰ھ) لکھا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شارح کا انتقال عہد شاہجہانی میں ہوگیا تھا۔

شارح نے دیباچہ میں اپنا نام "عبداللطیف بن العباسی" لکھا ہے لیکن "لطائف الحدائق" کے دیباچہ میں عبداللطیف بن عبداللہ العباسی لکھا ہے مصنف "محبوب الالباب" نے بھی یہی نام لکھا ہے۔ لیکن ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کیٹلاگ نے صرف "عبداللطیف العباسی" لکھا اور ولدیت نہیں لکھی۔ یہ کتاب ہندوستان کے مختلف مطابع میں طبع ہوچکی ہے۔ زیر نظر نسخہ قدیم ترین مکتوبہ ہے۔ کتاب کے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ صرف خاتمۂ کتاب کے بعد ایک گول مہر ہے جس کا ذکر اوپر کردیا گیا ہے
خط نستعلیق خفی نہایت خوبصورت ہے۔ عنوانات وغیرہ سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔ شرح سے نہ صرف شارح کی تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے بلکہ موصوف العصرؒ کے سلوک و تصوف پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ باوجود کوشش کے یہ بھی نہ معلوم ہوسکا کہ شارح کا سلسلہ بیعت کس سے تھا۔

Marfat.com

۹۰۰ / ۶۷ **تاریخ اسلام**

۱۔ روضۃ الصفا۔ جلد پنجم۔ (ناقص الآخر)

محمد ابن خاوندشاہ بن محمود الملقب بہ میرخواند۔ سال تصنیف قبل سنہ ۹۰۳ھ/۱۴۹۷ء ہجری اوراق (۳۱۶) تقطیع ۷" × ۱۰½"۔

یہ مشہور اور متداول اسلامی تاریخ کی پانچویں جلد ہے جس کے آخر کے چند اوراق نہیں ہیں۔

آغاز۔

آرائش دیباچہ آثر ومناقب سلاطین رفیع القدار ونمائش...

خصائص ومفاخر خواتین گروہ اقتدار

اختتام۔

وفرمود کہ مراد خود رسیدی۔ وباجلاد گفت کہ مہم اوسا

بتفصیل برساں چناں بیچارہ متحیر ماندہ مجال سخن نہ یافت

وازجلاد درخواست کرد کہ ازمیانش بدونیم ....

یہ حصہ پنجم بادشاہوں کے بیان میں ہے۔ دیباچہ کے ورق کے بعد جو طلائی اور مینا کے کام سے مزین ہے کچھ اوراق ضائع ہوگئے ہیں اسی طرح سے کچھ آخر کے اوراق بھی نہیں ہیں مصنف نے فی الحقیقت یہ تاریخ سات مجلدات میں لکھی ہے جس کے نسخہ جات قلمی بیشتر کتب خانوں میں کہیں پورے اور کہیں کم موجود ہیں اس کے مجلدات ایران کے علاوہ ہندوستان کے مشہور مطبع نولکشور لکھنؤ وغیرہ میں بھی طبع ہوچکے ہیں موجودہ نسخہ اول سے آخر تک مطلا ومذہب بخط نستعلیق قدیم (خفی) لکھا ہوا ہے۔ خط کا انداز بتاتا ہے کہ اس نسخہ کی کتابت زیادہ سے زیادہ دسویں صدی کے آخر یا گیارھویں صدی کے اوائل میں کی گئی ہے مصنف کا انتقال چونکہ سنہ ۹۰۳ھ/۱۴۹۷ء میں ہوا اس لئے سال تصنیف قبل سنہ ۹۰۳ھ لکھدیا گیا چونکہ مصنف کے حالات متعدد تذکروں میں موجود ہیں اس لئے ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۹۰۰ / ۶۸

۲۔ خلاصۃ الاخبار فی بیانِ احوال الاخیار

مصنفہ شیخ غیاث الدین ابن ہمام الدین خواندمیر۔ سال تصنیف سنہ ۹۰۵ھ/۱۴۹۹ء ہجری اوراق (۳۵۲)۔ تقطیع ۶½" × ۱۰"

مصنف نے یہ کتاب ایک حد تک حسب فرمائش اپنے مربی سلطان نظام الدین میر علی شیر والی ہرات مختلف اعلیٰ

Marfat.com

تاریخوں کے خلاصہ کے طور پر لکھی ہے۔

آغاز۔

خلاصہ کلمات راویانِ اخبار و انباء عالی مقدار و نقادہ
منشاۂ و اقفانِ آثار و سلاطین ذوی الاقتدار

اختتام۔

ودھر خود بلسان خود گفتہ :۔
ہوائے مہر تو تن را مفید تر گرا ہو حروف نام تو زر را۔۔۔
(اس کے بعد کے الفاظ چٹ بندی کے نذر ہو گئے)
والسلام علی من اتبع الہدیٰ

مصنف نے بعد حمد و ثنا دیباچہ میں پہلے اپنا نام لکھا اس کے بعد اپنے مربی :۔
نظام الحق و الحقیقۃ والدین امیر علی شیر
کی توجہات و عنایات کو لکھتے ہوئے لکھا ہے :۔
تا در سال نہصد و چہار از ہجرت نبی مختار صلی اللہ علیہ
مادام الملک الدوار۔ ہر کتابے کہ مشتمل بر فن تاریخ و اخبار
در کتابخانۂ معمورۂ آں بزرگوار موجود بود تسلیم ایں بے
بضاعت نمودند و بمطالعۂ آنہا ترغیب و تحریص فرمودند۔
ان مفید کتب کے مطالعہ کے بعد مصنف کو یہ خیال ہوا کہ تاریخ اسلام کا وہ ایک ایسا خلاصہ مرتب کرے جو ہر حیثیت سے مفید ہو چنانچہ یہ خیال آتے ہی بقول مصنف :۔
چوں ایں خیال را بہ عرضِ آں نقطۂ دائرۂ فضل و کمال رسانیدم
بعزِ قبول و رضا مقرون شد۔ رخصت انشاء [illegible]
یہ اجازتِ شاہانہ ملتے ہی مصنف نے پوری کوشش اور محنت کر کے :۔
صور اصح روایات در قید تحریر آمد
اس کے بعد مصنف نے وجہ تسمیۂ کتاب کے متعلق لکھا ہے
بنا بر آنکہ ایں مختصر خلاصۂ اخبار مشتمل بود مرشد عقل آں را
خلاصۃ الاخبار فی بیانِ احوال الاخیار نام نہاد

Marfat.com

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ محض روضۃ الصفا کا خلاصہ نہیں ہے بلکہ بہت سی نادر تاریخی کتب کا خلاصہ ہے گو ان نوادرات میں یہ "روضۃ الصفا" بھی ہوگی۔ کیونکہ "روضۃ الصفا" کا مصنف "خلاصۃ الاخبار" کے مصنف کا چچا تھا اور جس سال میر علی شیر نے کتب تاریخ کے مطالعہ کا حکم دیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے اس کے چچا کے انتقال کو صرف ایک سال ہوا تھا۔ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے فہرست نویس نے اس کو "روضۃ الصفا" کا خلاصہ قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو کیٹلاگ ۳۳/D۱۵۵ صفحہ ۱۰) جو یقیناً صحیح نہیں ہے کیونکہ مصنف کا اپنا قول اس کی تردید کرتا ہے

مصنف نے اپنے "خلاصہ" کی تکمیل جس کو اس نے سنہ ۹۰۴ ہجری میں شروع کیا تھا سنہ ۹۰۵ ہجری میں کی اور اس کو ایک مقدمہ (۱۰) مقالہ اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے

۱۔ مقدمہ :۔ در ذکر اول چیزے کہ خلعتِ خلقت پوشیدہ وغیرہ وغیرہ

۲۔ مقالۂ اول :۔ در ذکر انبیاء و مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین

۳۔ مقالۂ دوم :۔ در ذکر حکماء رحمہم اللہ

۴۔ مقالۂ سویم :۔ در ذکر ملوک عجم و سلاطین ماتقدم

۵۔ مقالۂ چہارم :۔ در ذکر حالات و غزوات خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۔ مقالۂ پنجم :۔ در ذکر خلفاء راشدین و ائمۂ اثنا عشر رضوان اللہ علیہم اجمعین

۷۔ مقالۂ ششم :۔ در ذکر خلفاء بنی امیہ

۸۔ مقالۂ ہفتم :۔ در ذکر خلفاء بنی عباس

۹۔ مقالۂ ہشتم :۔ در ذکر طبقات سلاطین وغیرہ

۱۰۔ مقالۂ نہم :۔ در ذکر فرزندان یافث بن نوح علیہم السلام

۱۱۔ مقالۂ دہم :۔ در ذکر فرمانروائی امیر تیمور گورگاں و بیان سلطنت اولادِ آں تا ایں زماں

۱۲۔ خاتمہ :۔ در بیان شمہ از صفاتِ دار السلطنت ہرات و عمارات و باغات آں بلدہ و ذکر بعضے از اہل فضل و ہنر کہ در ایام دولت امیر علی شیر دریں دیار بود

تصنیف کے (۳۶) سال بعد سنہ ۹۴۱ھ / ۱۵۳۵ء میں مصنف کا انتقال ہوا۔ موجودہ نسخہ کا سال کتابت جیسا کہ ترقیمہ سے ظاہر ہوتا ہے غالباً سنہ ۹۲۰ھ یا سنہ ۹۳۰ھ ہے۔ بہرحال دونوں حالتوں میں یہ نسخہ مصنف کی زندگی ہی میں لکھا گیا۔ امکان و قیاس یہ بھی ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے بھی گزرا ہو کیونکہ اول تو نسخہ کا خط نستعلیق خفی قدیم خراسانی ہے دوسرے جگہ جگہ بعض لفظ اور سطریں بھی قلم زد کی گئی ہیں جن کو شاید مصنف نے بغرضِ صحت قلم زد کیا ہو۔ انھیں مصنف کی تصنیف "حبیب السیر" بھی ہے جس کو انھوں نے سنہ ۹۲۷ھ میں مدون فرمایا۔ نسخہ بخط نستعلیق (خفی) لکھا ہوا ہے۔ جدول مطلا و مذہب ہیں۔ یہ کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی البتہ اس کے

Marfat.com

نسخہ جات متعدد کتب خانوں میں ہیں میری نظر سے اس وقت تک جتنے کیٹلاگ گزرے ہیں ان میں کسی میں اس سے زیادہ قدیم مکتوبہ نسخہ نہیں ہے ممکن ہے کہ اور کتب خانہ جات میں بھی اتنا قدیم نسخہ نہ ہو اس اعتبار سے یہ نسخہ نادر تر ہے

ترقیمہ :-

تمام شد خلاصۃ الخیار (خلاصۃ الاخبار) کاتب فقیر حقیر محمد
بن محمود بن اسمٰعیل خطیب سنہ ۹۲۰ھ یا سنہ ۹۳۰ھ (کیونکہ
بعد ہندسہ مشتبہ ہو گیا ہے)

کتاب اچھی حالت میں ہے معمولی کرم خوردہ ہے جس کی چٹ بندی کر دی گئی ہے۔

۹۰۰
۶۹

۳۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ناقص الطرفین)

اوراق (۲۷۴)۔ تقطیع $4\frac{1}{2}" \times 6\frac{3}{4}"$

"خلاصۃ الاخبار" کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا نسخہ تفصیلاً درج کیا جا چکا ہے۔ یہ بھی مطلا و مذہب قدیم خراسانی نسخ خفی میں لکھا ہوا ہے ابتدائی صفحہ نہیں ہے اور آخر کے بھی چند اوراق نہیں ہیں بعض اوراق مقدم موخر ہو گئے ہیں۔ بعض پر صفحات ڈال دیئے گئے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون ورق کس جگہ کا ہے

۹۰۰
۶۰

۴۔ تاریخ اسلام۔ (ناقص الطرفین)

نامعلوم الاسم۔ اوراق (۲۰۴) تقطیع $6" \times 9\frac{1}{2}"$

آغاز اسلام سے خلافت عباسیہ تک کی ایک حد تک مفصل تاریخ ہے جس کے ابتدائی اور آخر کے بہت سے اوراق نہیں ہیں اور اس پر یہ ستم ہے کہ لاپرواہی یا ناواقفیت کی بدولت تقریباً نصف [illegible] اوراق جو مقدم ہونے چاہیئے تھے وہ موخر ہیں اور جو موخر ہونے چاہیئے تھے وہ مقدم [illegible] یہ اصلاح کر دی ہے کہ جہاں سے اوراق موخر کر دیئے گئے ہیں وہاں پر ایک [illegible] دیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہاں سے آغاز کتاب کے اوراق ہیں بہرحال موخر [illegible] ابتدائی اوراق ہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ آغاز "غزوہ احد" سے ہے جس کے پہلے صفحہ کی پہلی سطر یہ ہے:-

ندید و دیگر بار گفت یا عمر یا عثمان کس پاسخ نداد
ہمہ را بکشتند عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
را صبر نہ ماند۔ گفت اے دشمن خدا چند اینہا ہستند
کہ ترا بس است بوسفیان آواز عمر بشناخت گفت

Marfat.com

یا عمر بگو یا اللہ کہ محمد را بکشتند یا نہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
گفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ است و آواز تو ہمی شنود

اسی طرح سے مقدم اوراق کے اختتام سے جو فی الحقیقت موخر اوراق ہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اس میں خلیفہ مہدی تک کے حالات ہیں اس کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔ موجودہ شکل میں اس حصہ کے آخری ورق کے آخری سطروں کی عبارت بطور نمونہ یہ ہے۔

فتنہ بہ بغداد دراز شد و مردمان بستوہ شدند و
ابراہیم المہدی را بیرون آوردند و او را بہ خلعت

غرض کہ یہ کتاب تاریخ اسلام افسوس ہے کہ بہت ہی ناقص ہے ورنہ آغاز اسلام کی یہ تاریخ کافی مبسوط اور مفید ہے۔ ناقص ہونیکی وجہ سے نہ نام مصنف ہی معلوم ہوسکا اور نہ نام کتاب و سال تصنیف کا پتہ چل سکا۔ کتابت معمولی نستعلیق قدیم (خفی) میں ہے۔

۹۰۰
۱۷

۵۔ شہادت نامہ:۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز۔ سال تصنیف ۱۲۲۹ھ مکتوبہ ۱۲۳۲ھ اوراق ۱۷ - ۲۹ = ۱۲ - ۱۷ تقطیع ½ ۵ × ۸
حضرت شاہ صاحب کا یہ مختصر رسالہ شہادت حسنین علیہما السلام کے بارے میں ہے

آغاز:۔

می گوید عابد آ و مصلیا و مسلماً و داعیاً بندۂ درگاہِ احد۔
کرم محمد مترجم ایں اوراق چند در باب شہادتِ
امامین ہمامین۔

اختتام۔

فرمود آنحضرت صلعم پس برسانید آں فرشتہ مرا کفے
از خاک سرخ۔ واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع
والمآب:۔

شہادت نامہ غالباً عربی میں تھا جس کا ترجمہ کرم محمد نے یہ لکھتے ہوئے کیا ہے کہ:۔
کرم محمد مترجم ایں اوراق چند در باب شہادت امامین۔

Marfat.com

بماہین سیدین سعیدین مظلومین شہیدان ابی محمد الحسن
و ابی عبد اللہ الحسین علیہما السلام تالیف شیخ اجل
تحریر اکمل شاہ عبد العزیز محدث دہلوی دام ظلہ علی
مفارق الانام در ماہ جمادی الثانی سنہ یکہزار دوصد
و بست وہشت ہجری۔

اس کے بعد اصل رسالہ کا مقدمہ ہے جس کا آغاز یہ ہے:۔

اعلم رحمک اللہ تعالیٰ انّ الکمالاتِ التی تصرفت
فی الانبیاء علیہم السلام

اس کے بعد اصل رسالہ شروع کیا ہے۔ مترجم نے پہلے عربی عبارت لکھی ہے جس کے پہلے سُرخی سے (م) لکھا ہے جس کے معنی متن کے ہیں اس کے بعد "ش" لکھ کر فارسی میں اس کا ترجمہ کیا ہے اسی طرح سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ترجمہ کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اصل روایات سے باظہار اسناد واقعات شہادتین کو بیان فرمایا۔ رسالہ گو بہت ہی مختصر ہے لیکن قابل مطالعہ اور پر از معلومات ہے۔ رسالہ حضرت شاہ صاحبؒ کی زندگی ہی میں لکھا گیا ہے ممکن ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کی نظر سے گزرا ہو کیونکہ حضرت شاہ صاحبؒ کا وصال ۱۲۳۹ھ میں ہوا چنانچہ حضرت کی تاریخ وفات کا قطعہ "حسن" نے لکھا ہے اس کا آخری شعر یہ ہے:۔

از سر لطف و حلم تاریخش
"رضی اللہ عنہ" گفت حسن

"رضی اللہ عنہ" کے اعداد کے ساتھ "لطف" کے پہلے حرف (ل) اور "حلم" کے پہلے حرف (ح) کے اعداد جوڑنے سے سال ۱۲۳۹ھ ہوتا ہے۔ یہی سالِ وفات ہے:۔

خط معمولی شکست آمیز ہے۔

ترقیمہ۔

باتمام رسید نسخہ شہادت نامہ تالیف مولانا شاہ عبد العزیز
محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز بتاریخ بست و
دوم شہر رجب المرجب یوم چہارشنبہ ۱۲۳۴ھ بخط کمترین
عبد الرحیم عرف الٰہی بخش بن حفیظ اللہ بن شاہ محمد تالو تنگلو
پرگنہ ساندی ضلع ہردوئی۔

۲۔ اس رسالہ کے آخر میں حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کا وہ مشہور استفتا و فتویٰ بھی کاتب نے نقل کر دیا ہے جو تعزیہ داری کے متعلق سوال و جواب کی شکل میں ہے

Marfat.com

اور جس کے (۱۲) اوراق ہیں کاتب اس کا بھی وہی ہے جو مندرجہ بالا رسالہ کا ہے

سیرت و تذکرہ

۹۲۰
۷۲

۱۔ وقائع حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ (ناقص الآخر)

مصنف شیخ شرف الدین حسین علوی حنفی اوراق (۱۰۸) تقطیع ۵" × ۸"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات میں یہ کافی مفصل تذکرہ ہے جس میں مستند روایات ہیں

آغاز۔

"پس از شکر و سپاس حکیمے کہ حضرت کلیم را آیات باہرہ
و معجزات قاہرہ مثل عصا و ید بیضا ممتاز ساخت"

اختتام۔

"نقل است کہ چوں قوم فرعون غرق گشتند و دریا بحالت
اولیٰ بازگشت بنو اسرائیل از کیفیت حالِ فرعونیاں
اطلاع نداشتند"۔

مصنف نے بعد حمد و نعت اپنا نام لکھتے ہوئے وجہ تالیف کے متعلق لکھا ہے:۔

"دریں اوقات از جملہ مولفات زبدۃ الفضلا مولانا معین الدین
الہروی . . . وقائع حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کہ
بہ عبارات و فقرات رائقہ مشتمل بر انواع نکات عجیبہ و اوصاف
و اشارات غریبہ تالیف فرمودہ بنظر مطالعہ رسید"

مولانا معین الدین ہروی کے حالات "معارج النبوۃ" کے تحت لکھے گئے ہیں۔ جن کا انتقال ۹۰۷ھ میں ہوا
مصنف نے چونکہ اس کتاب کو مفید لیکن مشکل الفہم پایا اس لئے عام افادیت کے لئے انھوں نے ضروری
لطائف و اشارات کو جو حکایات میں ہیں آسان زبان میں "بہ خفیف تغیر و تبدل بعض عبارات" لکھ کر اس
کو (۴۲) فصلوں پر تقسیم کیا۔ موجودہ نسخہ میں صرف (۷) فصلیں ہیں۔ اس طرح سے کتاب کافی ناقص ہے
یعنی آخر کی (۱۷) فصلیں نہیں ہیں۔

کتاب بہ خط نستعلیق جلی لکھی ہوئی ہے۔ بعض بعض جگہ کرم خوردہ ہے۔

مصنف کے حالات اور سالِ تصنیف کا باوجود تجسس پتہ نہ چل سکا۔ مصنف نے دیباچہ میں کتاب کا
کوئی نام بھی نہیں لکھا

Marfat.com

۹۲۰/۷۳

۲۔ روضۃ الاحباب فی سیرت النبی و الآل و الاصحاب (دفتر اول)

مصنف شیخ عطاء اللہ بن فضل اللہ الملقب بہ جمال الحسینی المحدث۔ سال تصنیف ۹۰۰ھ۔ سال کتابت غالباً دسویں صدی ہجری۔ اوراق (۵۲۴) تقطیع ۶" × ۹½"
یہ مشہور کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی سیرت میں نہایت مفصل اور مستند ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ الذی من علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا
منہم یتلو علیہم آیاتہ۔

اختتام۔

افیضت علی قطانہا سجال الامن والحمد للہ اولاً و
آخراً و ظاھراً و باطناً

مصنفؒ نے بعد حمد و نعت و منقبت صحابۂ کرامؓ طویل دیباچہ میں اپنا نام اور وجہ تالیف لکھتے ہوئے پہلے اپنے استاد محترم کا نام:۔

"السید السند المویّد من عند اللہ اصیل الحق والشریعۃ
والتقوی والدین عبد اللہ متع اللہ المسلمین
بطولِ بقاءہ لکھ کر لکھا کہ:۔

"ایں فقیر حقیر ہرچہ یافتہ بواسطۂ خدمت آستانۂ آں حضرت
و بہ یمن تربیت ایشاں یافتہ"

اس کے بعد موضوعِ کتاب کو بیان کرتے ہوئے کتاب کا نام

"روضۃ الاحباب فی سیرت النبی والآل والاصحاب"

لکھا ہے۔ کتاب کو مصنفؒ نے "۳ مقصد" پر حسب تفصیل ذیل تقسیم کیا ہے

۱۔ مقصد اول:۔ در سیرت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و مقدمات و متمات آں وما یتعلق بہا (اس مقصد میں (۲) باب ہیں)

الف:۔ باب اول:۔ دربیانِ نسب اطہر آں سرور وما یتعلق بہ

Marfat.com

ب :- باب دوم :- در ذکر تاریخ ولادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانچہ متعلق بہ ولادتِ اوست مع غزوات وغیرہ

ج :- باب سوم :- در متمماتِ فن سیرت (اس میں آٹھ فصلیں ہیں)

۱ - فصل اول :- در بیان عدد ازواج و سراری آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و شرح حال ہر یک از ایشاں

۲ - فصل دوم :- در ذکر عدد اولاد آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم از ذکور و اناث و بیانِ حال ہر یک۔ وغیرہ

۳ - فصل سوم :- در فضائل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تعداد معجزات او صلی اللہ علیہ وسلم

۴ - فصل چہارم :- در ذکر اوصاف و شمائل آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم

۵ - فصل پنجم :- در بیانِ عبادات سید السادات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۶ - فصل ششم :- در بیان آداب و عادات خواجۂ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات

۷ - فصل ہفتم :- در بیانِ مخصوصات آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۸ - فصل ہشتم :- در ذکر خدام و موالی و مراضع و عمال و کتاب و رسولاں و موذناں و شعراء و خطباء آں حضرت و بیانِ اسلحہ و امتعہ و اثاث البیت و مراکب و دواب او و ما یتعلق بہا

۲ - مقصد دوم :- در معرفت احوال صحابہ رضی اللہ عنہم (اس دوسرے مقصد میں دو ابواب حسبِ ذیل ہیں)

(الف) باب اول :- در معرفت رجالِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(ب) باب دوم :- در معرفت نساءِ صحابہ رضوان اللہ علیہن

۳ - مقصد :- در بیانِ احوال تابعین و تبع تابعین و مشاہیر ائمہ احادیث۔ (اس تیسرے مقصد میں تین ابواب حسبِ ذیل ہیں) :-

الف :- باب اول :- در ذکر تابعین

ب :- باب دوم :- در ذکر تبع تابعین

Marfat.com

ج :- باب سوم :- در ذکر جماعتے کہ بعد از تبع تابعین بودہ اند رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

دفتر اول (یعنی موجودہ نسخہ) صرف مقصد اول کا حامل ہے۔ دوسرے دو مقصد دفتر دوم وسوم میں ہیں جن کی تفصیلات اس کے بعد کے نمبروں میں دی گئیں ہیں۔

مصنف ؒ نے سنہ ۸۸۸ ہجری میں اس ضخیم اور مستند تصنیف کو ختم کیا اور اپنے مربی میر علی شیر والئ ہرات کے نام بایں تصریح معنون کیا:۔

"حضرت امارت پناہ نصرت و معدلت شعار ۔۔۔۔ زبانش
در بیانِ حق چو شمشیر نظام الدولہ والدنیا والدین امیر علی
شیر اعز اللہ انصارہ وضاعف فی سلوکِ سبیل الحق
اقتدارہ"

تصنیف کے تقریباً (۴۲) برس کے بعد سنہ ۹۳۰ ہجری میں مصنف کا انتقال ہوا اور ہرات میں مدفون ہوئے۔
مصنف "حدائق الحنفیہ" نے "تاج کشور" سے تاریخ وفات نکالی جو سنہ ۹۳۰ھ ہوتی ہے (ملاحظہ ہو "حدائق الحنفیہ" صفحہ ۳۶۹) کتاب از اول تا آخر مطلا و مذہب ہے۔ پیشانی پر طلائی اور مینا کا کام نہایت خوبصورت ہے جو اپنی قدامت کی شہادت دیتا ہے۔ کتاب کا خط قدیم نستعلیق خفی ہے اور نہایت صاف ہے انداز کتابت سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ دسویں صدی ہجری کی کتابت ہے۔
آخر میں جو ترقیمہ ہے اس میں کتابت کی تاریخ درج نہیں ہے۔ صرف یہ مختصر عبارت بہ خط شکست آمیز لکھی ہے

"مقابلہ کتاب تمام شد جگر شیطان کباب شد"

مصنف نے آخر کتاب میں مقام اور تاریخ اختتام تصنیف کو اس طرح سے ظاہر کیا ہے۔

"وقد وقع الفراغ من تالیفہ وجمعہ علی ید مولفہ وجامعہ
الفقیر الی الغنی عطاء اللہ بن فضل اللہ المشتہر
بجمال الحسینی اصلح اللہ احوالہ وحقق بجودہ امالہ
فی الیوم الاحد الحادی عشرین شہر ۔۔۔
ثمان وثمانین ثمانیمائۃ بمنزلہ بہ ظاہر ۔۔۔
"انیضت علی قطانہا سجال الامن والحمد للہ اولا
وآخرا وظاہرا وباطنا"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب کا اختتام سنہ ۸۸۸ ہجری میں ہوا۔
ایک کٹلاگر (فہرست نویس) نے خدا جانے کہاں سے دیکھ کر یہ لکھا ہے کہ "یہ تصنیف سنہ ۸۸۴ھ میں شروع

Marfat.com

کی اور ۹۰۰ھ میں مکمل کی گئی (ملاحظہ ہو کیٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال مطبوعہ ۱۹۲۴ء، ۵۳/D۱۸۸ ۶/۱۴۹۵)
حالانکہ مصنف نے اختتام کی تاریخ "یوم یکشنبہ (اتوار) ۱۱ ذی الحجہ ۸۸۸ھ ہجری" آخر میں لکھدی ہے آغاز یقیناً اس سے پہلے ہوا ہوگا۔

یہ کتاب مطبع نولکشور میں عرصہ ہوا چھپ چکی ہے۔ ممکن ہے کہ دوسرے مطابع میں بھی چھپی ہو

۹۲۰/۷۴

۳۔ ایضاً۔ دفتر دوم:۔

سال تصنیف ۸۸۸ھ ہجری۔ سال کتابت ۱۲۰۳ھ۔ اوراق (۱۸۴) تقطیع ۷½ × ۱۲"

آغاز۔

لک الحمد یا سبب الاسباب و لک الشکر یا
مفتح الابواب۔

اختتام۔

فلیس ھدی الصالحین ھدیتم ولیس قتل العابد المجد تم"؟

اس دفتر میں "مقصد دوم" کی تفصیلات ہیں جس کی مفصل فہرست سابقہ نمبر میں دے دی گئی ہے۔ خط بہت معمولی نستعلیق جلی ہے۔ بعض اوراق کرم خوردہ ہیں جن کی پیوند کاری کر دی گئی ہے۔ دفتر ثانی نسخہ مکمل ہے۔

ترقیمہ:۔

تمت ویتلوہ کتاب دفتر الثالث من احوال امیر المومنین
علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تمت تمام شد تاریخ
بست و دوم ذی الحجہ ۱۲۰۳ھ

۹۲۰/۷۵

۴۔ ایضاً دفتر سوم:۔ (ناقص الآخر)

سال تصنیف ۸۸۸ھ ہجری سال کتابت ۱۲۲۱ھ۔ تقطیع ۷½ × ۱۲۔ اوراق (۵۰)

آغاز۔

کلام در بیعت انام بہ امیر المومنین علی ابی طالب کرم اللہ وجہہ

Marfat.com

اختتام :-

"پس از منبر فرود آمد و امر فرمود و بجانب کوفہ روان
شد ند مؤید المنصور منظفر مسرور والا
واللہ اعلم بالصواب"

یہ دفتر سوم "مقصد سوم" کا حامل ہے جس کی تفصیل فہرست دفتر اول میں دے دی گئی ہے [illegible] نے بہت بڑا حصہ چھوڑ دیا یہ خط بھی بہت معمولی شکستہ جلی ہے - غالباً [illegible] ہے البتہ سال کتابت میں (۲۷) سال کا فصل ہے - یہ نسخہ بھی کرم خوردہ ہے [illegible]

ترقیمہ -

تمت تمام شد نسخہ متبرکہ روضۃ الاحباب از تصنیف
جمال الدین المحدث الحسینی بتاریخ سوم محرم الحرام [illegible]

نسخہ جات دفتر دوم و سوم ایک ہی مجلد میں ہیں۔

۵- ایضاً- دفتر دوم (ناقص الآخر)

۹۲ / ۷۹

اوراق (۹۶)، تقطیع (۸ × ۱۱)

"روضۃ الاحباب" کا یہ دفتر نہ صرف ناقص الآخر ہے بلکہ کاتب نے درمیانی عنوانات کے علاوہ بعض عبارتیں بھی نہیں لکھیں اور وہ جگہیں خالی چھوڑ دی ہیں ممکن ہے کہ کاتب سے وہ عبارتیں نہ پڑھی گئی ہوں - راقم نے دوسری کتاب سے چند جگہ عبارتیں لکھدی ہیں پوری کتاب میں لکھنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی - دفتر دوم کا جو مکمل نسخہ اوپر درج ہے اس سے نقل کی جاسکتی ہیں - ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیمہ نہیں ہے خط [illegible] حالت میں ہے - اس کے آغاز کی وہی عبارت ہے جو سابقہ نسخہ دفتر دوم کی ہے -

۶- ایضاً - دفتر سوم۔

۹۲۰ / ۷۷

اوراق (۲۲۸) - تقطیع (۸ × ۱/۲ ۴ - ۳/۴ ۸)

یہ دفتر سوم مکمل ہے - آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے - خط معمولی شکستہ آمیز ہے اوائل اور آخر کے چند اوراق زمانۂ حال کے لکھے ہوئے ہیں

Marfat.com

آغاز۔

زبان آں حضرت را کمند واز رشحات لعاب آن دہن کہ
سرچشمہ اسرار وما ینطق عن الہوی بود

اختتام۔

پس آں درآں وقت ہر چند فریاد کرد کہ ای پدر من
است بجائے نہ رسید کہ طالبان از غایت وحشت
وتحیر ندانستند کہ او چہ میگوید

920/78 ۷۔ ایضاً دفتر اول۔

تعداد اوراق (۴۶۴) تقطیع ۱۰ ۳/۴ × ۶ ۱/۲
یہ "روضۃ الاحباب" کے دفتر اول کا دوسرا نسخہ ہے جس کے اول کا ایک ورق نہیں ہے اور آخر کے دو تین اوراق بھی بہت ہی خراب حالت میں تھیا جنکی چٹ بندی کرادی گئی ہے کتاب پوری کرم خوردہ ہے۔ خط معمولی نستعلیق خفی ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے اس لئے سال کتابت نہ معلوم ہوسکا۔

920/79 ۸۔ معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ۔ (ناقص الآخر)

مصنف مولانا معین الدین ابن محمد امین الفراہی الہراتی المشتہر بہ مسکین۔ سال تصنیف ۸۹۱ھ۔
اوراق (۳۸۲)۔ تقطیع ۸ ۱/۲ × ۵
سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں یہ مستند ترین کتاب ہے

آغاز۔

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا
من أمرنا رشدا ستایش وحمد بے کہ صحائف لطائف
اطباق فلکی بہ نقوش آں موشح بود۔

مصنف نے بعد تحمید ونعت ومنقبت ایک طویل دیباچہ لکھا جس میں سب سے پہلے مصنف نے اپنا نام

Marfat.com

"العبد الضعیف المسکین المبین" لکھ کر لکھا ہے کہ نہ صرف کامل (۳۰) سال تک کتب و احادیث و سیر [illegible] دیں بلکہ۔۔۔

"مرجمعہ بعد از ادائے صلوٰۃ در مقصورۂ جامعۂ ہرات [illegible] آباد [illegible]"

درس و وعظ کا بھی سلسلہ جاری رکھا۔ اس طویل دیباچہ کے آخر میں مصنف نے کتاب کا نام "معارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ" لکھ کر کتاب کو حسب ذیل ایک مقدمہ، چار ارکان اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا

۱- مقدمہ :- محتوی بر محامد و مناجات الٰہی و نعوت و صفات و خصائص ذات و فضائل صلوات حضرت نبوت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم مشحون بہ لطائف اشارات و مقرون بہ ظرائف بشارات

۲- رکن اول :- متکفل ذکر نور شمائل السرور [illegible] و انتقال او [illegible] بارحام طاہرہ وغیرہ

۳- رکن دوم :- این قصر رفیع المبانی متضمن وقائع ایام [illegible] [illegible] وغیرہ

۴- رکن سوم :- مشتمل بر نزول وحی و کیفیت [illegible] وغیرہ

۵- رکن چہارم :- حاوی وقائع و واقعات سابقہ کہ در ایام ہجرت تا وقت وفات [illegible] وغیرہ

۶- خاتمہ :- بیان معجزات وغیرہ

مصنف نے چاروں ارکان کو فصلوں اور خاتمہ کو دو بابوں پر بھی تقسیم کیا ہے اور اس طرح سے سیرت کا کوئی جزو تشنۂ تشریح نہیں رہا۔ افسوس ہے کہ خاتمہ کے باب دوم کے کچھ اوراق نہیں ہیں۔

مصنف والی ہرات سلطان حسین مرزا کے عہد میں ممتاز ترین اور بلند پایہ علماء میں سے تھے۔ سلطان مذکور نے آپ مدوح کو قضاۃ کی خدمت قبول کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ لیکن ممدوح نے ایک سال خدمت انجام دے کر اس کو چھوڑ دیا اس کے بعد باوجود انتہائی اصرار کے قبول نہ فرمایا اور درس و وعظ میں اپنی باقی ماندہ زندگی گزار دی۔ تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ وعظ انتہائی دلپذیر اور پر اثر ہوا کرتا تھا [illegible] بھی اسی زمرہ کی تصانیف ممدوح کی ہیں جن کا ذکر اس کتاب کے [illegible] ۹۰۷ھ میں بمقام ہرات ہوا اور بقول بعض [illegible] [illegible] کے قریب مدفون ہوئے

یہ کتاب اکثر مطابع میں طبع ہو چکی ہے۔ موجودہ [illegible] [illegible] لکھا ہوا ہے۔ خط کے انداز سے قیاس ہوتا ہے کہ یہ نسخہ [illegible] [illegible] [illegible] لکھا گیا ہو آخر کے اوراق نہ ہونے کی وجہ سے تاریخ کتابت کا پتہ نہ چل سکا۔ [illegible]

Marfat.com

کر دی گئی ہے درمیان سے دو تین اوراق نہیں ہیں۔

۹۲۰
۸۰

۹۔ مطالع الانوار۔

مصنف عفیف نور ابن کاشانی تصنیف دسویں صدی ہجری اوراق (۱۷۳) تقطیع ۶" × ۹"۔
یہ کتاب فی الحقیقت سیرۃ النبی ہے اگرچہ آخری فصول میں جیسا کہ ذیل کی تفصیل سے معلوم ہوگا خلفاء راشدین اور عفو نسبت بہ اہل بیت کا بھی ذکر ہے۔

آغاز۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید
المرسلین وخاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اختتام۔

فانک انت ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر
خلقہ محمد وآلہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین برحمتک
یا ارحم الراحمین

مصنف نے بعد حمد وصلوٰۃ دیباچہ میں اپنا نام اور اپنی تعلیمی حالت کو مختصر لکھتے ہوئے وجہ تصنیف کے سلسلہ میں لکھا ہے۔

"در عہد شباب کہ سال عمر بہ بست ویک رسیدہ بود
بہ خدمت اساتذہ ہدایت کردم مذہب نعمانی باقرار
احکام شرع ومسائل دین مرزانی شد۔ ۔ ۔ ۔
ایں مصنف بعد تحقیق روایات وبہ تصحیح از اقوال
در کتب تفاسیر قرآن واحادیث وشرح آں در سلک
انتظام آورد"

اس کے بعد اس نے تعداد فصل (۲۱) جو مصنف کی عمر کی مناسبت سے ہے لکھتے ہوئے اس کا نام مطلع (مطالع الانوار) منسوب الانوار لکھا ہے۔ تفصیل فصول مختصراً حسب ذیل ہے

۱۔ فصل اول :۔ در کیفیت ولادت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وعلامت نبوت کہ در طفولیت معائنہ شد

Marfat.com

۲- فصل دویم :- در ابتدا، نزولِ وحی و ملاقات جبریل امین علیہ السلام

۳- فصل سویم :- در اظہار دعوت پیغمبری و بیان جفا اہل قریش وغیرہ

۴- فصل چہارم :- در ذکر ہجرت ام حبیبہ و نقل خدیجہ رضی اللہ عنہما وغیرہ

۵- فصل پنجم - در ذکر معراج و فرضیت صلوات خمسہ و ہجرت سید المرسلین ویاراں در مدینہ بارک اللہ فیہا

۶- فصل ششم :- در باز آمدن یاراں از حبشہ وغیرہ

۷- فصل ہفتم :- در بیان چند معجزہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بر سبیل ایجاز

۸- فصل ہشتم :- جنگ بدر

۹- فصل نہم :- جنگ احد

۱۰- فصل دہم :- جنگ احزاب (خندق)

۱۱- فصل یازدہم :- جنگ بنی قریظہ و بنی نضیر

۱۲- فصل دوازدہم :- جنگ تبوک

۱۳- فصل سیزدہم :- جنگ خیبر (جنگ با اہل الکتاب)

۱۴- فصل چہاردہم :- فتح مکہ

۱۵- فصل پانزدہم :- جنگ حنین (یا بنو ہوازن)

۱۶- فصل شانزدہم :- فتح طائف

۱۷- فصل ہفدہم :- در کیفیت حج (حجۃ الوداع) و وفات مبارک

۱۸- فصل ہشدہم :- در کیفیت خلافت خلفاء راشدین

۱۹- فصل نوزدہم :- در کیفیت خلافت معاویہ و خلفاء دیگر

۲۰- فصل بستم :- در کیفیت بناء کعبہ وغیرہ

۲۱- فصل بست و یکم :- در کیفیت سوال گور و مقام ارواح وغیرہ

تفصیل فصول کے بعد مصنف نے یہ لکھتے ہوئے کہ اس تصنیف سے محض رضائے الہٰی مقصود ہے اس لئے

"ایں مجموعہ را باسم ہیچ مخلوق موشح نکردم"

اس کے بعد فصول داری بیان ہے۔

کاتب اس قدر کم سواد اور کم پڑھا لکھا ہے کہ پوری کتاب اول سے آخر تک ہر اعتبار سے ایسی غلطیاں ہیں کہ پڑھنے والے پر مصنف کی طرف سے کم سوادی کا شبہ ہوتا ہے اس لئے اور بھی کہ اس نسخہ کے علاوہ جو نسخے میں آئے ہیں وہ بھی ایسے ہی غلط لکھے ہوئے ہیں حالانکہ مختلف کاتبوں نے مختلف زمانوں میں مختلف مقامات پر لکھے ہیں۔

Marfat.com

انتہا یہ ہے کہ عربی کے آسان جملے آسان قرآنی آیتیں چھوٹی چھوٹی حدیثیں اس قدر غلط لکھی ہیں کہ پہلی نظر میں پڑھنے والے کی سمجھ میں نہیں آسکتیں۔

اس نسخہ میں فصلوں کے عنوانات تو ہیں لیکن کاتب نے معلوم نہیں کیوں الفاظ "فصل اول، فصل دوم" کو ترک کر دیا ہے۔ خط معمولی بچگانہ ہے۔ کہیں کہیں نستعلیق اور کہیں شکستہ آمیز۔

ترقیمہ:۔

تمام شد ھذا الکتاب مطلع (مطالع) الانوار فی
رحمۃ الآثار من تصنیف عفیف نور کاشانی
بلطف اللہ تعالیٰ الی البیت الحرام بدستخط عاصی علی ...
زیارت بتحریر تحقیق امداد مولوی صاحب ... خادم ساکن
موضع ... تحریر (فی تاریخ) فی تاریخ بست و دوم شہر
شوال سنہ ۱۲۵۴ ہجری بروز دوشنبہ بوقت دو پہر ...
تحریر یافت۔

مندرجہ بالا ترقیمہ کاتب کی علمیت اور املا نویسی کا نمونہ ہے اسی پر پوری کتاب قیاس کی جاسکتی ہے۔ مصنف کا نام باوجود کوشش کے کسی کتاب سے نہ معلوم ہو سکا۔ اس کے دو نسخے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں بھی ہیں چنانچہ کیٹلاگ کے ۶۲ کے صفحہ (۱۹) پر صرف اسی قدر لکھا ہے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کی یہ تاریخ ہے جو دسویں صدی ہجری میں تصنیف کی گئی ہے۔

اس کے بعد مصنف کا نام "عفیف نور کاشانی" لکھا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں لکھا جس سے مصنف کے حالات کا پتہ چل سکتا۔

۹۲۰ / ۸۱

۱۰۔ ایضاً۔ ایضاً

مکتوبہ سنہ ۱۲۶۰ ہجری۔ کاتب رستم خان۔ اوراق (۱۸۴) تقطیع ۶ x ۱۰ یہ نسخہ بھی سابقہ نسخہ کی طرح سے انتہائی غلط لکھا ہوا ہے۔ خط کہیں معمولی نستعلیق اور کہیں شکستہ آمیز ہے البتہ اس میں فصول اور عنوانات سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔

ترقیمہ:۔

تمام شد کتاب مطلع (مطالع) الانوار۔ بہ خط

Marfat.com

بے ربط بندہ اضعف العباد رستم خان کہ با تقاضات
آب خوردہ (خور) بہ موضع کوٹلی مشرف بہ سرکار نامدار
صاحب والا مناقب نکلسن صاحب بہادر ڈاکٹر لونی
دام اقبالہ بہ صیغہ ادنی صاحبزادہ ذوی الاقتدار
تفصیل صاحب بہادر ... خلاف الصدق
ممدوح ملازم بود۔ حسب فرمائش مشفق کرم و احسان
منشی محمد قادر بخش صاحب زاد کرمہ کہ بعہدہ خدمت
منشی گری مہتممہ کہ دولت مدار صاحب موصوف شرف
امتیاز داشتند۔ بہ تاریخ ہفتم شہر ربیع الاول ۱۲۳۶ھ
و شنبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بصورت اختتام و
صورت ارتسام پذیرفت مطابق سمت یکہزار و ہشت

۱۱۔ ایضاً۔

۹۲۰ / ۸۲

ناقص الآخر اوراق (۱۶۲) تقطیع ۵½" × ۸"

اس نسخہ کے آخر کے کئی اوراق نہیں ہیں۔ یہ نسخہ بھی کافی خط لکھا ہوا ہے۔ کتابت اور کاغذ کافی قدیم ہے۔ نسخہ کرم خوردہ بھی ہے

۱۲۔ تذکرۃ الائمہ:۔

۹۲۰ / ۸۳

مصنفہ میر محمد باقر مجلسی۔ سال تصنیف قبل ۱۱۱۱ھ سال کتابت ۱۱۹۶ھ اوراق (۱۶۲) تقطیع ۵" × ۸½"

مصنف نے جو فرقہ امامیہ کا زبردست عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا نبی کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل بیت اطہار میں یہ کتاب لکھی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ ... [illegible]
صِدْقٍ فِی الْآخِرِیْنَ ... [illegible] الْأَئِمَّة
الْمَعْصُوْمِیْنَ تَذْکِرَةَ الْمُتَّقِیْنَ۔

Marfat.com

اختتام :-

"کسے ایشاں را خلیفۂ رسول تو اند گفت با این ظلمہا و
کفر ہا کہ از ایشاں صادر شدہ و تا حال الحمدللہ
جمعے از ایشاں مومن شیعہ شدند"

مصنف نے بعد حمد و نعت اپنا نام لکھتے ہوئے کتاب کو حسب تفصیل ذیل ایک مقدمہ چودہ ابواب اور ایک خاتمہ پہ تقسیم کیا ہے۔

(۱) مقدمہ :- در بیان ظہور رسالت
(۲) باب اوّل :- در احوال حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوۃ والسلام
(۳) باب دوم :- در احوال حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام
(۴) باب سوم :- در احوال حضرت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام
(۵) باب چہارم :- 〃 〃 امام حسن علیہ السلام
(۶) باب پنجم :- 〃 〃 امام حسین علیہ السلام
(۷) باب ششم :- 〃 〃 امام زین العابدین علیہ السلام
(۸) باب ہفتم :- 〃 〃 امام باقر علیہ السلام
(۹) باب ہشتم :- 〃 〃 امام جعفر صادق علیہ السلام
(۱۰) باب نہم :- 〃 〃 امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
(۱۱) باب دہم :- 〃 〃 امام رضا علیہ السلام
(۱۲) باب یازدہم :- 〃 〃 امام محمد تقی علیہ السلام
(۱۳) باب دوازدہم :- 〃 〃 امام علی نقی علیہ السلام
(۱۴) باب سیزدہم :- 〃 〃 امام حسن عسکری علیہ السلام
(۱۵) باب چہاردہم :- 〃 〃 امام محمد مہدی علیہ السلام
(۱۶) خاتمہ :- در بیانِ امامت ائمہ اثنا عشرہ (دوازدہ امام)

ترقیمہ :-

تمت الکتب بعون الملک الوہاب بید العاصی
الفقیر والمحتاج الی رحمۃ اللہ مرزا عبدالرحیم بیگ

Marfat.com

بتاریخ بست و پنجم شہر جمادی الثانی ۱۱۸۶ھ
(مطابق ۱۷۷۲ عیسوی)، تمام رسید:-

کتاب تین خطوں میں لکھی گئی ہے یعنی کہیں بخط نسخ ہے تو کہیں بخط نستعلیق اور کہیں بخط شکستہ آمیز بھی ہے لیکن بہرحال کتاب کی ایسی حالت ہے کہ پڑھی جاسکتی ہے۔

٩٢٠/٨٤

۱۳- سرور المحزون (فی ترجمۃ نور العیون)

مترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز۔ سال التصنیف قبل ۱۱۷۶ھ۔
اوراق (۲۸) تقطیع ۸½ × ۶

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ مختصر تر رسالہ "نور العیون" مصنفہ شیخ ابوالفتح محمد بن محمد المشتہر بہ "سید الناس" کا سلیس فارسی میں ضروری تغیر و تبدل کے ساتھ ترجمہ ہے

آغاز-

"بحد سپاس خدائے تبارک و تعالیٰ کشائندہ درہائے
عطار و بخشندہ خواستہائے بدا"

اختتام-

واین ہمہ در خانۂ عائشہ واقع شدو باآں حضرت مدفون
شدند ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ
واصحابہ وسلم

مترجمؒ نے بعد حمد و نعت و منقبت اپنا اسم گرامی لکھتے ہوئے اصل کتاب کا نام مع نام مصنف تحریر کیا
کہ اعزہ و احباب نے:-

ازیں فقیر ترجمہ کتاب "نور العیون فی تلخیص سیر الامین
کہ فراہم آوردہ علامۂ زمان شیخ ابوالفتح
محمد بن محمد الشہیر بسید الناس است (قدس اللہ سرہٗ)
درخواستند

چنانچہ حسب درخواست احباب حضرت شاہ صاحب قبلہ و کعبہ قدس اللہ سرہ العزیز نے ترجمہ کرتے ہوئے جہاں جہاں ضرورت محسوس

Marfat.com

فرمائی وہاں اضافہ اور ترمیم سے بھی دریغ نہیں فرمایا۔ چنانچہ دیباچہ میں حضرت شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:۔

و در بعض مواضع بسبب ضعیف روایتیکہ مصنف اختیار کردہ

یا مثل آں از اسباب بزیادہ و نقص و تبدیل و تصرف کردہ

اس کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے مترجمہ رسالہ کا نام تحریر فرماتے ہوئے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامۂ مبارک تحریر فرمایا کہ "ولادت مبارک" سے رسالہ کا آغاز کیا۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

$\frac{۱۳}{۲}$ اسی رسالہ کے ساتھ "مسائل حج" کا رسالہ بھی لکھا ہوا ہے جو صرف (۵) اوراق کا ہے یہ بھی غالباً حضرت شاہ صاحبؒ کا لکھا ہوا ہے۔ مصنف کا نام درج نہیں اس لئے یہ قیاس کیا گیا۔ رسالہ کا آغاز اس طرح سے ہے۔

آغاز۔

"بدانکہ ہر کہ ارادۂ حج از ہندوستان کند و براہ سورت

در جہاز نشستہ بطرف مکہ معظمہ رود از محاذی یلملم احرام

بہ بندد"

حج بیت اللہ کے پورے مسائل پر مع ادعیہ وغیرہ کے یہ رسالہ حاوی ہے۔ مسائل حج کے بیان میں یہ مختصر ترین رسالہ بہت مفید ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین شہید بن معظم بن منصور دہلوی قدس اللہ اسرارہم کا لقب قطب الدین تھا۔ نسباً فاروقی تھے تاریخ پیدائش ۴ شوال ۱۱۱۴ھ ہجری بعہد شہنشاہ اورنگ زیب) عالمگیر ہے اور تاریخ وفات بہ عمر (۶۲) ۱۱۷۶ھ ہے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے سوانح نگاروں نے آپ کو "افضل علمائے متاخرین و سید المفسرین و سند المحدثین" لکھا ہے بہ عمر (۱۵) سال تمام درسیات ختم ہو گئی تھیں اور (۱۷) سال کی عمر میں بعد وفات والد ماجدؒ بیعت و ارشاد کے سجادہ پر متمکن ہوئے کیونکہ آپ کے والد ماجدؒ نے وفات سے کچھ قبل یہ فرماتے ہوئے کہ

"یدہ کیدی"

بیعت وارشاد کی ہدایت و اجازت مرحمت فرما دی تھی

$\frac{۹۲۰}{۸۵}$

۱۴۔ فی باب شہید۔

مصنفہ محمد رفیع علی بن سید عشق اللہ خاں الحسنی الواسطی۔ اوراق (۱۱) تقطیع ۶" × ۸½"

یہ رسالہ مشہور ہے اور مطبع نولکشور وغیرہ میں چھپ چکا ہے۔ مصنف نے یہ رسالہ بقول خود:۔

برائے خاطر فرزند دلپذیر صاحبدل سلمہ اللہ بہ قلم

Marfat.com

آورد در آں رامی باید شنید" نام نہاد

یہ رسالہ مذہبی اور اخلاقی ہدایات کا مرقع ہے۔ مصنف رح نے ہر مسئلہ کو علیحدہ علیحدہ "می باید شنید" سے شروع کیا ہے اسی لئے اس کا نام "می باید شنید" رکھدیا گیا۔

آخر میں کاتب نے مصنف کا نام لکھتے ہوئے "ازالہ گناہ" کا وہ نسخہ نقل کر دیا ہے جو صوفیاء میں کافی مشہور ہے۔ اور جس کو ایک درویش نے حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز کو بتایا تھا۔ خط معمولی شکستہ آمیز ہے یہ رسالہ اگرچہ اس فن سے متعلق نہیں ہے لیکن چونکہ ۱۲/۱۲ کے ساتھ لکھا ہوا اور مجلد ہے اسی لئے اس فن میں داخل کر دیا گیا۔

۹۲۰/۸۴

۱۵۔ محرق القلوب

مصنف مہدی بن ابی ذر النراقی سال کتابت ۱۲۳۰ ہجری اوراق (۲۷۸) تقطیع ۸ × ۱۲ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وائمہ اثنا عشرہ پر یہ ایک مبسوط تذکرہ ہے

آغاز۔

حمد و سپاس بے نہایت نثار بارگاہ حکیمی است جلت عظمتہ کہ خاکدان ایں دنیا و زندان ایں عاریہ سرا را دار بلیہ و غم و محل مصیبت و الم اصل والا نمودہ و زمرہ انبیاء و مرسلین و فرقہ اولیا و مقربین درآں بانواع مصائب و رزایا امتحان و ابتلا فرمودہ

اختتام۔

وائے برما و وائے برما ویس وائے برما و ان ایں مصیبت زیاں کاری عظیم کہ علاج از برائے او متصور نیست۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلی خلفائہ لعینتہ ... عاصیتہ عنہم ... علی آبائہم ... الی یوم القیامہ

مصنف نے بعد حمد و ثنا اپنا نام اور اس کے بعد وجہ تالیف لکھتے ہوئے لکھا ہے۔۔

" بعد از اتمام بعون اللہ الملک العلام مرتا طبہ"

Marfat.com

شیعان علی ابن ابی طالب صلی اللہ علیہ وسلم
از خواص و عوام از خواندن و شنیدن آں بہرہ ور گردد،
و مولف راہد عا خیر یاد نماید و آں را مسمیٰ نمود بہ "محرق القلوب"

اس کے بعد مصنف نے حسب تفصیل ذیل دو مقدمات اور بیس مجلسوں (ابواب) پر کتاب کو تقسیم کیا ہے:۔

(۱) مجلس اوّل:۔ در وفات حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
(۲) مجلس دوم:۔ در وفات سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا
(۳) مجلس سوم:۔ در شہادت سرور اولیاء سلام اللہ علیہ یوم الجزاء
(۴) مجلس چہارم:۔ در شہادت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
(۵) مجلس پنجم:۔ در رفتن جناب سید الشہداء از مدینہ طیبہ بہ مکہ مشرفہ
(۶) مجلس ششم:۔ در شہادت مسلم بن عقیل رضوان اللہ علیہما
(۷) مجلس ہفتم:۔ در شہادت فرزندان مسلم رحمۃ اللہ علیہم
(۸) مجلس ہشتم:۔ در رفتن امام حسین علیہ السلام از مکہ معظمہ بہ محنت آباد کربلا
(۹) مجلس نہم:۔ در شہادت حُرّ و بعضے دیگر از یاران آں سرور
(۱۰) مجلس دہم:۔ در شہادت وہب بن عبد اللہ کلبی وغیرہم۔
(۱۱) مجلس یازدہم:۔ در شہادت قاسم بن امام حسن علیہ السلام
(۱۲) مجلس دوازدہم:۔ در شہادت حضرت عباس امیر الشہداء علیہ السلام
(۱۳) مجلس سیزدہم:۔ در شہادت علی اکبر علیہ السلام
(۱۴) مجلس چہاردہم:۔ در شہادت سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام
(۱۵) مجلس پانزدہم:۔ در بعضے از وقائع کہ بعد از شہادت حضرت سید الشہداء روے داد
(۱۶) مجلس شانزدہم:۔ در بردن اہل بیت از کربلا بہ کوفہ و از آں جا بہ شام۔
(۱۷) مجلس ہفدہم:۔ در کیفیت دخول ایشاں بہ شام
(۱۸) مجلس ہشتدہم:۔ در رفتن اہل بیت از شام بہ مدینہ
(۱۹) مجلس نوزدہم:۔ در شہادت موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہ السلام
(۲۰) مجلس بستم:۔ در شہادت ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام

مؤلف فرقہ امامیہ کا عالم ہے جس نے تمام روایات کو اخبار و قصص امامیہ سے لے کر لکھا ہے چنانچہ مقدمۂ اولیٰ کے زیر عنوان لکھا ہے:۔

"بدانکہ مشہور میان فقہاء امامیہ آنست کہ در احکام مستحبہ و مکروہہ

Marfat.com

"در مواعظ و قصص باخبار ضعیف عمل می توان نمود"

سوائے نام کے مصنف کے مزید حالات از قسم سکونت و زمانہ تصنیف نہ معلوم ہو سکے۔ کتاب کافی شرح و بسط سے لکھی گئی ہے۔ آخر میں مصنف نے خلیفہ مامون الرشید اور حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے واقعات کو لکھتے ہوئے اور مامون پر لعنت کے اسباب بیان کرتے ہوئے کتاب کا خاتمہ اسی لعنت پر کیا ہے الھم احفظنا۔

ترقیمہ:-

"حررہ العبد الاثم الجانی المشھیر
بہ محبوب الاصفہانی سنۃ ۱۲۳۳ ہجری"

کتاب بہ خط نسخ لکھی ہوئی ہے۔ جداول مطلا و مذہب ہیں کتاب اچھی حالت میں ہے۔

۹۲۰
۸۷

۱۶- سعادت الکونین فی فضائل الحسنین:-

مصنف مولانا اکرام الدین دہلوی۔ سال تصنیف قبل ۱۲۲۰ھ ہجری سال کتابت ۱۲۳۱ھ ہجری۔ اوراق (۶۱) تقطیع ۹" × ½ ۱۱"

سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین علیہما السلام کے واقعات کے بیان میں یہ کافی مستند کتاب ہے

آغاز۔

الحمد للہ الذی شرف الحسن والحسین علیٰ
سائر الخلائق بمزید الخلق والنسب والجود
والاحسان۔

اختتام۔

چوں ایں رسالہ تمام شد مطالعہ سامی جالینوس زمان
حکیم ثناء اللہ خاں دام اللہ تعالیٰ برکاتہ دو قطعہ تاریخ
اتمام ایں رسالہ از شوق و از سعادت و شمول برکات
رقم فرمودند

مصنف نے بعد حمد و صلوٰۃ و نعت و منقبت (جو عربی میں ہے) دیباچہ میں سب سے پہلے اپنا نام محمد اکرام الدین بن نظام الدین بن محب الحق بن نبیرۂ قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین سند المحدثین (المحدثین) عبد الحق بن سیف الدین

Marfat.com

الدہلوی البخاری القادری الشاذلی الحنفی قدس اللہ سرہ العزیز" لکھ کر کتاب کا نام لکھا اور اس کے بعد ان تمام مصنفات و مصنفین قدیم و جدید کے نام لکھے جن سے مصنف نے تالیف کتاب میں مدد لی۔ مصنف نے اپنی کتاب کو حسب تفصیل ذیل ایک مقدمہ چار ابواب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) مقدمہ :- دربیان تحقیق معنی اہل بیت و بیان سر شہادت وغیرہ

(۲) باب اول :- در احادیث مشترکہ حسنین (علیہما السلام)

(۳) باب دوم :- در ذکر امام حسن (علیہ السلام)

(۴) باب سوم :- در ذکر امام حسین (علیہ السلام)

(۵) باب چہارم :- در ذکر حال قباحت آل یزید یاں و واصل شدن ایشاں بجہنم

(۶) خاتمہ :- در ذکر یزید لعین علیہ اللعنۃ

مصنف حضرت شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہ العزیز کے ہم عصر تھے چنانچہ موصوف نے مصنفات قدیم کے سلسلہ میں حضرت شاہ صاحب کی کتاب "رسالہ نور العین فی اسرار شہادۃ الحسنین" کا نام لکھتے ہوئے :-

"تالیف علامہ فہامہ مولانا عبد العزیز سلمہ اللہ"

لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی حیات میں یہ کتاب تصنیف ہوئی۔ اس کے علاوہ حکیم ثناء اللہ خاں فراق دہلوی کا حوالہ آخر کتاب میں دیتے ہوئے ان کا یہ قطعۂ تاریخ بھی لکھا ہے۔

مفتی پاک دیں و پاک نہاد — وارث علم ہادی کونین
چوں رسالہ رقم نمود بشوق — در بیان حقیقت حسنین
سال تاریخ جستمش کہ بود — بندہ را ہم وسیلہ دارین
سر ... بریدہ ہاتف گفت — فی بیان فضائل الحسنین

ترقیمہ :-

پارہ آخر و اول بدو خط در ماہ رمضان سنہ ۱۲۳۱ ہجری
بمقام میرٹھ نقل گرفتہ شد۔

اس کے بعد کاتب نے وہ قطعۂ تاریخ نقل کر دیا ہے جو اوپر درج کر دیا گیا ہے۔ تصنیف اور کتابت کے درمیان چند سال ہی کا فرق ہے۔ خط معمولی نستعلیق ہے۔ سر ورق پر تین مہریں ہیں جو کتاب کے مالکوں کی ہیں۔ ایک میں نام ہدایت علی سنہ ۱۲۲۰ ہجری۔ دوسری میں مدحت علی سنہ ۱۲۳۲ ہجری تیسری ایسی جو خط طغرائی میں ہے "محمد ظفر اللہ" ہے۔ ۱۲۳۱ھ کی مکتوبہ کتاب میں نام مالک کے ساتھ سنہ ۱۲۲۰ ہجری کی مہر ہے جو بظاہر غلط معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا نہیں ہے فی الحقیقت وہ مہر بننے کا سال ہے اس کا استعمال بعد کے زمانہ میں ہوا۔

Marfat.com

۹۲۰
۸۸

۱۷۔ اسعد الاخبار بذکر سید الابرار۔ (ناقص الآخر)

مصنف مودت میاں بن حافظ بابر خاں بن حافظ رحمت خاں مرحومین بریلوی۔

سال تصنیف ۱۲۳۸ھ ہجری اوراق (۲۰۱) تقطیع ½۵ × ½۹۔ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کافی مبسوط کتاب ہے جو تیرھویں صدی ہجری میں کافی کاوش اور محنت سے لکھی گئی۔

آغاز۔

سبحان اللہ والحمد للہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادہ
وھو ارحم الراحمین۔

اختتام۔

و بنہایت دلاوری و جانفشانی را بکار بردہ بہ ہزاراں جد و جہد
تا بدر حصار رسانید ند و در افتتاح آں سعی موفورہ بہ عمل آوردند۔
اہل حصار مشاہدۂ جلادت و دلاوری ......

مصنف نے بعد حمد و صلوٰۃ و منقبت سب سے پہلے مصنفات اور مصنفین قدیم کے ناموں کے حوالے دیئے ہیں اور اس کے بعد تقسیم ابواب و فصول کو مع عنوانات لکھتے ہوئے اپنا نام اور وجہ تالیف کو لکھا ہے دیباچہ میں فہرست ابواب و فصول کے علاوہ کتاب کے آغاز میں ابواب و فصول کی ایک طویل تفصیلی فہرست بھی ہے مصنف نے سب سے پہلے کتاب کو دو ابواب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا۔ اس کے بعد ان کو فصلوں پر تقسیم کیا ہے۔ مختصراً ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

۱۔ **باب مکی**۔ اس میں دو حسب ذیل فصلیں ہیں۔

(الف) **فصل اول**:۔ ذکر ولادت شریف و ذکر واقعاتیکہ در حین ولادت رو داد وغیرہ وغیرہ

(ب) **فصل دوم**:۔ متضمن بہ ذکر مبعوث شدن آں حضرت بر رسالت کافۂ خلائق

۲۔ **باب مدنی**:۔

اس میں حسب تفصیل ذیل دس فصلیں ہیں

الف۔ **فصل اول**:۔ واقعات سال اول از ہجرت (اس میں مدینہ منورہ کی ہجرت مبارک اور تعمیر مسجد قبا وغیرہ کا تفصیلی ذکر ہے)

ب۔ **فصل دوم**:۔ واقعات سال دوم از ہجرت (اس میں غزوات بدر و تحویل قبلہ وغیرہ کا ذکر ہے)

Marfat.com

ج۔ فصل سوم:۔ واقعات سال سوم از ہجرت (اس میں غزوات احد وغیرہ کے علاوہ سریات اور حضرت امام حسن کی پیدائش وغیرہ کا بھی ذکر ہے)

د۔ فصل چہارم:۔ " " چہارم " (اس میں یہود کی عہد شکنی اور غزوات بنو نضیر کے ذکر کے علاوہ حضرت امام حسینؓ کی پیدائش کا ذکر ہے)

ہ فصل پنجم:۔ " " پنجم " (اس میں غزوات بنو مصطلق وغیرہ کے علاوہ قصہ افک اور آپ کی ایک شادی کا بھی ذکر ہے)

و فصل ششم:۔ " " ششم " (اس میں بیشتر سریات اور صلح حدیبیہ وغیرہ کا ذکر ہے)

ز فصل ہفتم:۔ " " ہفتم " (اس میں سریات کے علاوہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقد مبارک کا ذکر ہے)

ح فصل ہشتم:۔ " " ہشتم " (اس میں بعض سریات فتح مکہ اور غزوہ طائف کا ذکر ہے)

ط۔ فصل نہم:۔ " " نہم " (اس میں بعض سریات اور غزوہ تبوک کے علاوہ نجاشی شاہ حبش کی وفات کا ذکر ہے)

ی۔ فصل دہم:۔ " " دہم " (اس میں روانگی وفود بعض سریات اور مسیلمہ کذاب کے دعوی نبوت کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ہے)

۳۔ خاتمہ (اس میں حسب ذیل چار فصلیں ہیں)

الف فصل اول۔ اس میں اہل بیت اطہار اور اصحاب کرام کو جو جو تکلیفیں ہوئیں ان کا ذکر ہے اس کے علاوہ تقرر خلافت کے سلسلہ میں جو واقعات پیش آئے ان کا تذکرہ ہے)

ب۔ فصل دوم:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تدفین کے ذکر کے علاوہ روضۂ مبارک کی تعمیر کے سلسلہ میں جو واقعات مسلسل رونما ہوتے رہے ان کا ذکر ہے

ج۔ فصل سوم:۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کرام اور ازواج مطہرات کے ذکر کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت اور جنگ جمل کا مختصر ذکر ہے۔

د۔ فصل چہارم:۔ اس میں معجزات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔

کتاب کی ترتیب جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوگا نہایت پسندیدہ ہے۔ کتاب میں بقول مصنف عبارت آرائی نہیں کی گئی ہے بلکہ ضروری واقعات اسلامیہ کو سیدھی سادی زبان میں لکھا گیا ہے جلد بندی کے وقت بعض اوراق کو مقدم و موخر کر دیا گیا ہے۔ بہر حال جہاں تک ممکن ہوا ان پر ترتیبی نمبر ڈال دئے گئے ہیں۔ آخری اوراق نہ ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

کتابت تصنیف کے قریبی زمانہ کی معلوم ہوتی ہے جو معمولی خط نستعلیق میں ہے۔ کتاب معمولی کرم خوردہ ہے۔

۹۲۰
۸۹

۱۸۔ سیر الاولیاء فی محبت الحق جل و علا۔

مصنف سید محمد بن مبارک بن محمد کرمانی علوی الملقب بامیر خورد سال تصنیف قبل ۷۷۳ھ ہجری۔ اوراق (۲۷۲)
تقطیع ½۵" x ۹"

خواجگان چشت اہل بہشت قدس اللہ اسرارہم بالخصوص حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی قدس اللہ سرہ کے حالات میں یہ اہم کتاب ہے جو عرصہ ہوا طبع بھی ہو چکی۔ اس کے نسخہ جات قلمی بیشتر کتب خانوں میں ہیں۔

آغاز۔

حمد متواتر و شکر متکاثر مر خدائے راکہ بکرم گردانید اولیاء خود را
بز ہد در دنیا تا بآرائش آں التفات نہ نمائند۔

اختتام:۔

تاریخ وفات سلطان فیروز شاہ "فوت فیروز" است کہ ہفتصد و ۷۷۹ھ
ہفتاد و نہ است مدت سلطنت او سی و ہفت (۳۷) سال بود

مصنف نے بعد حمد و نعت و منقبت صحابہ کرام جو کئی صفحات پر مشتمل ہے۔ لفظ "نکتہ" کے زیر عنوان وجہ تصنیف کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔

عرض می دارد کاتب حروف محمد مبارک محمد علوی الکرمانی المدعو
بامیر خورد ... کہ چوں عمر ایں بندہ در خانۂ پنجاہ رسید و تیغ
علے آں جہاں در وجود نہ آمد کہ شایان درگاہ بے نیاز باشد

اس لئے مصنف نے اپنی نجاتِ آخرت کے توشہ کے طور پر اس تذکرۂ اولیا کی تصنیف کا خیال کر کے بقول [illegible]

"بہ عجز و زاری از حضرت سلطان المشائخ درخواست نمودم تا [illegible] کہ سیر الاولیاء فی محبت الحق جل مجدہ

مکمل ہو سکے کتاب شروع کر دی اور بقول مصنف:۔

بمدد محبت سلطان المشائخ توفیق اتمام یافت

اس کے بعد میر حسن سجزی کی ایک بیت لکھ کر جو مصنف کی تکمیلِ تصنیف کے متعلق ہے لکھا ہے کہ

"حق علام علیم است کہ باعث کتابت (یعنی تصنیف) ایں کتاب
محبت سلطان المشائخ است"

Marfat.com

اس طویل تمہید کے بعد مصنف نے اپنی کتاب کو حسبِ تفصیل ذیل دس ابواب اور ان کے تحت (۱۶۴) نکتوں پر تقسیم کیا۔

۱۔ باب اوّل :۔ دربیانِ فضائل و کرامات مشائخ و شجرۂ طیبہ خواجگانِ چشت از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی۔ (اس میں (۴۱) نکتے ہیں)

۲۔ باب دوم :۔ دربیانِ فضائل و مناقب و کرامات حضرت بندہ نواز اجمیری و خلیفۂ بندہ نواز حضرت قطب الاولیاء و خلیفۂ آں حضرت فرید الدین قدس اللہ اسرارہم (اس میں (۶) نکتہ اور (۵) خلفاء حضرت قطب الدین بختیار کاکی اور حضرت بابا فرید قدس اللہ اسرارہم کا بیان ہے)

۳۔ باب سوم :۔ دربیانِ مناقب و فضائل و کرامات اولاد یعنی بنیرگانِ حضرت بابا فرید قدس اللہ سرہٗ و سادات کرام یعنی خانوادۂ حضرت مصنف (اس میں (۶) نکتہ ہیں اور (۲۱) خلفاء و پسرانِ حضرت بابا کا بیان ہے)

۴۔ باب چہارم :۔ دربیانِ مناقب و فضائل و کرامات حضرات خلفاء سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس اللہ اسرارہم (اس میں (۲۶) نکتہ اور (۱۰) خلفاء کا بیان ہے)

۵۔ باب پنجم :۔ درمناقب و فضائل و کرامات بعضے یارانِ مقربین حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی قدس اللہ سرہٗ العزیز (اس میں صرف (۱۴) یارانِ محبوب الٰہی کا بیان ہے)

۶۔ باب ششم :۔ دربیانِ ارادت و خلافت مشائخ قدس اللہ اسرارہم (اس میں (۱۵) نکتے ہیں)

۷۔ باب ہفتم :۔ دربیانِ ادعیہ ماثورہ و اورادِ منقولہ (اس میں (۱۷) نکتے ہیں)

۸۔ باب ہشتم :۔ دربیانِ محبت و شوق و رویتِ باری تعالیٰ (اس میں (۷) نکتے ہیں)

۹۔ باب نہم :۔ دربیانِ سماع و وجد و رقص وغیرہ (اس میں (۱۱) نکتے ہیں)

۱۰۔ باب دہم :۔ دربیانِ بعضے ملفوظات و مکتوبات سلطان المشائخ (اس میں (۲۸) نکتے ہیں)

ابتدائی تین ابواب کے علاوہ جس میں حضرت سلطان المشائخ و پیرانِ طریقت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا تذکرہ ہے باقی ابواب حضرت سلطان المشائخ کے تذکرہ میں ہیں۔ باب پنجم میں مخصوص طور پر "یارانِ باوفا" کا تذکرہ مصنف نے ایک حد تک نام بنام تفصیل سے لکھا ہے جس میں تقریباً ممتاز ترین ہستیوں کا ذکر ہے۔ راقم الحروف کے جدِ امجد حضرت خواجہ قاضی مبارک اولیاء قدس اللہ سرہٗ العزیز کا تذکرہ بالخصوص حضرت سلطان المشائخ کی روحانی طاقت کا اعلیٰ مظاہرہ ہے جس میں مصنف کے والد بزرگوار حضرت سید مبارک محمد بن سید محمد کرمانی کا بڑا دخل ہے جو قاضی مبارکؒ کے خاص دوستوں میں تھے۔

قاضی مبارکؒ فی الحقیقت سلطان علاء الدین خلجی کی طرف سے دہلی میں "امیر داد" (چیف جسٹس) کے معزز عہدہ پر مامور تھے یا منو (اودھ) سے جب دہلی تشریف لاتے تھے تو خاص طور پر دربار سلطان کی طرف سے بیش بہا خلعت سے سرفراز ہوتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ کی شہرت بام عروج پر تھی اور حضرت قاضی صاحب جن کو حضرت سلطان المشائخ خواجہ

کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ پیری و مریدی، کرامت وغیرہ کے بالکل قائل نہ تھے بلکہ ایک حد تک منکر تھے چنانچہ حضرت قاضی صاحب کے دوست و رفیق حضرت سید مبارک بن محمد (یعنی والد مصنف) نے قاضی صاحب کو مجبور کر کے جن کے لئے مصنف نے لکھا ہے کہ :۔

آں صوفی باصفا، آں زاہد باوفا کہ در بذل و ایثار و
امر معروف و نہی منکر میانِ یارانِ اعلیٰ مشہور بود یعنی
شیخ مبارک گوپامئوکہ اورا امیر داد گفتندے

حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر کر دیا۔ ایک نظر کا یا پلٹ ہو گئی اور "امیرِ داد" صوفیا کے اعلیٰ طبقہ میں شمار ہونے لگے۔ اور "اولیا" کے لقب سے ملقب ہوئے۔ چنانچہ بعد وفات اسی حلقہ میں حضرت امیر خسرو کے مزار سے باہر چند قدم کے فاصلہ پر مدفون ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

اس خاندان میں چار قاضی مبارک ہوئے جن میں سے دو ممتاز تر ہوئے۔ اول قاضی مبارک اولیاء یار وفادار و مرید حضرت سلطان المشائخ اور ان کے پوتے قاضی مبارک امام العلماء و رئیس المنطقین ہوئے جن کی مشہور کتاب بنام "قاضی مبارک" فن منطق کے تصورات میں آج تک درسیات میں متداول ہے جو منتہی طلبہ کو پڑھائی جاتی ہے۔ ان کا مزار گوپامئو کے خاندانی قبرستان میں ہے۔

باب دہم کے آخری "نکتہ" میں دہلی کے سلاطین یعنی اول سے سلطان فیروز شاہ تک کا ذکر ہے جس کی وفات کی تاریخ ۷۹۰ھ اور مدت سلطنت (۳۷) سال لکھی ہے اور جس کی تخت نشینی میں بقول مصنف حضرت شیخ نصیر الدین محمود روشن چراغ دہلوی اور دوسرے مشائخ و علماء کا ہاتھ تھا۔

نسخہ مکمل اور اچھی حالت میں ہے اس کے دو ترقیمے ہیں پہلے ترقیمہ میں لکھا ہے :۔

"کہ در سن ۱۱۵۰ھ یکہزار و یکصد و پنجاہ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بسبتم جلوس محمد شاہ بادشاہ سید عبد اللہ جیور النخو بخط قدیم بسیار دیرینہ و کہنہ مکتوب سید محمد حسن بن فضل اللہ کہ یکے از اجداد ایشاں اند بدیں طریق مرقوم" اس کے بعد سید محمد حسن بن فضل اللہ کا پورا شجرہ ہے۔ شجرہ لکھنے کے بعد لکھا ہے کہ دوسرے نسخوں کو سامنے رکھ کر شیخ نور محمد کاتب سے ایک اچھا اور خوشخط اور صحیح نسخہ لکھوایا گیا۔ اس صحیح نسخہ کی یہ نسخہ نقل ہے جس کا ترقیمہ درج ذیل ہے :۔

این کتاب سیر الاولیاء بعون اللہ تعالیٰ بآرزوئے تمام
در عمرِ پنجاہ و ہشت سالگی از دست فقیر حقیر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
عبید غفر اللہ تعالیٰ ۔ ۔ تاریخ اتمام کتاب بست و یکم
ماہِ رمضان المبارک روز چہار شنبہ سنہ ۱۲ جلوس محمد شاہ عالم
بادشاہ مطابق سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۱۲۰۲ھ
این نقل آں نسخہ است کہ بالا مذکور شد۔

Marfat.com

۹۲۰
۹۰

۱۹۔ رشحات عین الحیات:۔

مصنف علی ابن الحسین الواعظ الکاشفی۔ سال تصنیف ۹۰۹ھ مکتوبہ غالباً قبل ۱۰۰۰ھ اوراق (۱۸۸)۔
تقطیع ۸×۶½

قدماء صوفیا نقشبندیہ کا یہ وہ مستند تذکرہ ہے جو کافی مشہور اور متداول ہے اور جس کے نسخہ جات قلمی مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

آغاز۔

الحمد لمن رش رشحات الحقائق والحکم علی
قلوب العارفین بفیضہ الاقدس الاقدس والصلوٰۃ
علی مظہر الاتم ومظہرا ونیت جوامع الکلم
لیتکمل بہا طوائف الامم والسلام علی آلہ
واصحابہ مفاتیح الکرام و مصابیح
الظلم۔

اختتام۔

رباعی

آمد رشحات ما کثیر البرکات | چوں آب خضر منفجر از عین حیات
یابند محاسبانِ سنجیدہ صفا | تاریخ تمامش از حروف رشحات
۹۰۹ھ

مصنف نے مختصر حمد و ثنا کے بعد جس کی پوری عبارت (عربی) اوپر درج ہے دیباچہ میں پہلے اپنا نام

علی ابن الحسین الواعظ الکاشفی المشتہر بالصفی

لکھتے ہوئے دربار حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احراری قدس اللہ سرہ العزیز میں اپنی پہلی حاضری "در اواخر شہر ذی قعدہ (۸۸۹ھ) تسع وثمانین وثمانمائۃ" اور پھر دوسری حاضری "در اوائل ماہ ربیع الآخر (۸۹۳ھ) ثلث وتسعین وثمانمائۃ" میں ہوئی اس کے دو سال کے بعد ۸۹۵ھ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز کا وصال بعمر (۸۹) سال سمرقند میں ہوگیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ مصنف نے ان مجالس میں شرکت اور استفادہ کا ذکر کیا ہے فضائل و مناقب نقشبندیہ کے سلسلہ میں اس آستانہ پر منعقد ہوتی تھیں چنانچہ مصنف ان سب تذکروں کو بقول خود۔

Marfat.com

درصدف قوت حافظہ کا مثال اللؤلؤ المکنون می پروریدہ
اس طرح سے وہ تمام باتیں بلا تغیر و تبدل مصنفؒ یادداشت کی شکل میں لکھتے جاتے تھے جس کو مصنف نے بعد مفارقت صحبت بقول خود :-

" بعد از شانزدہ سال سنہ ۹۰۹ھ تسع و تسعمائۃ "

دوسری معتبر کتابوں کی مدد سے تفصیل وار کتاب کی شکل میں پیش کر دیا۔ کتاب کو مصنف نے حسب تفصیل ذیل ایک مقالہ تین مقصد اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا :-

۱۔ مقالہ :- در ذکر طبقات خواجگان سلسلۂ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم العالیہ

۲۔ مقصد اول :- در ذکر آبا و اجداد و اقربائے حضرت ایشاں۔ (خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہٗ)

۳۔ مقصد دوم :- در ذکر بعضے از حقائق و معارف و دقائق و لطائف و حکایات و امثال کہ در خلال احوال از حضرت ایشاں بے واسطہ استماع افادہ است

۴۔ مقصد سوم :- در ذکر بعضے از تصرفات عجیبہ و امور غریبہ کہ بہ طریق خرق عادات از حضرت ایشاں (حضرت خواجہ عبید اللہ احرار) ظاہر شد

ہر مقصد کے ذیل میں تین فصلیں ہیں۔

۵۔ خاتمہ :- در ذکر تاریخ وفات حضرت ایشاں بکیفیت ارتحال و انتقال آنحضرت از دار الفنا بدار الآخرت

مصنف نے اپنی کتاب کی تدوین میں حضرت جامیؒ کی کتاب " نفحات الانس " سے بھی مدد لی ہے جن کو مصنفؒ نے ہر جگہ "مخدومی" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں اپنی پہلی حاضری دربار احراری کے متعلق لکھا ہے کہ راقم الحروف نے جس وقت پہلی بار حضرت خواجہ احراری قدس اللہ سرہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کیا تو اس وقت راقم الحروف کی عمر (۲۲) سال کی تھی چنانچہ مصنف نے حضرت مولانا جامیؒ سے اس دربار میں حاضری کی اجازت چاہی جواب میں حضرت ممدوحؒ نے فرمایا کہ

" تو خورد سالی و حضرت ایشاں بہ غایت کلاں اند "

اسی لئے حضرت مولانا جامیؒ نے مصنفؒ کو پہلے حضرت خواجہ احرار قدس اللہ سرہ کے مرید خاص با اختصاص حضرت مولانا قاسمؒ کی خدمت میں اپنے رقعہ کے ساتھ بھیجا۔ وہ چند سطر کا رقعہ یہ ہے :-

بعد از عرض نیازمندی و دل شکستگی معروض آنکہ خدمت
مولوی مولانا فخر الدین علی را نسبت بہ فقیر آں التفات
خاطر بسیار دارد بآرزوئے زمیں بوسی ملازمان آستانہ
توجہ نمودہ است شک نیست کہ بہ عین عنایت ملحوظ و بادراک

Marfat.com

ایں امنیت محفوظ (غالباً محظوظ) خواہد شد والسلام
والاکرام ۔ الفقیر عبدالرحمن الجامی

مصنف نے دوسری بار حاضری کے (۱۶) برس بعد یعنی سنہ ۹۰۹ھ میں بقولِ خود :۔
آں داعیۂ قدیم تجدید یافت وخاطر جمع وترتیب آں ساخت

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف نے (۴۲) سال کی عمر میں اس کتاب کو مکمل کیا جیسا کہ مصنف کی رباعی سے جو اس کتاب کے آخر میں ہے ظاہر ہوتا ہے۔

کتاب بخط نستعلیق قدیم (خفی) لکھی ہوئی ہے۔ خط سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب اسی زمانہ کی لکھی ہوئی ہے جو کتاب کی تصنیف کا زمانہ ہے۔ یہ صحیح سالِ کتابت نہیں لکھا جا سکتا کیونکہ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ لیکن خط کی قدامت اس کا پتہ دیتی ہے کہ ممکن ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی زندگی ہی میں لکھا گیا ہو۔

مصنف کا پورا نام مولانا فخر الدین علی بن کمال الدین حسین الواعظ الکاشفی الصفی" ہے۔ مولانا چونکہ اپنے والد بزرگوار مولانا حسین واعظ کاشفی کے قائم مقام کی حیثیت سے ہر جمعہ کو ہرات کی جامع مسجد میں وعظ فرمایا کرتے تھے اس لئے والد بزرگوار کی طرح سے واعظ کے لقب سے یہ بھی مشہور ہوئے اور چونکہ شاعر بھی تھے اس لئے تخلص "صفی" فرماتے تھے۔ آصفیہ لائبریری حیدر آباد کے کٹلاگ میں (ملاحظہ ہو فہرست آصفیہ لائبریری حیدر آباد حصہ اول صفحہ ۲۰۶) حضرت مولانا کمال الدین حسین واعظ کو جن کی وفات سنہ ۹۱۰ھ میں ہوئی اس کتاب کا مصنف لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے (مولانا ممدوح حسین واعظ کاشفیؒ کے نام سے مشہور تھے جن کی مشہور تصانیف تفسیر حسینی مواہب علیہ اور انوار سہیلی وغیرہ ہیں۔ زیر نظر تصنیف ان کے صاحبزادہ کی ہے اس کا ایک نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں بھی ہے جو شاید سنہ ۹۹۵ھ کا مکتوبہ ہے جیسا کہ فہرست نویس نے لکھا ہے اس میں کاتب کا نام بھی ہے اور نسخہ کی حالت بھی اچھی ہے۔ (ملاحظہ ہو کٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ صفحہ ۹۴ نمبر ۲۵۲) لیکن راقم کی رائے میں موجودہ نسخہ غالباً اس سے زیادہ قدیم ہے جیسا کہ خط سے ظاہر ہے۔ کتاب میں جگہ جگہ مفید حاشیہ بھی ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ نسخہ مصنف کی نظر سے بھی گزرا ہو واللہ اعلم آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں (۳) نسخہ جات سنہ ۱۰۱۱۔ سنہ ۱۰۱۷۔ سنہ ۱۰۳۴ھ کے لکھے ہوئے ہیں۔

بہر حال بہ ظاہر زیر نظر نسخہ قدیم تر معلوم ہوتا ہے

شروع میں فہرست ابواب وفصول بھی لکھی ہوئی ہے جس کا ایک ورق جلد ساز نے آخر میں لگا دیا فہرست کا قلم دوسرا ہے ممکن ہے کہ بعد میں کسی نے لکھی ہو اگرچہ کاغذ ایک ہے

سر ورق پر علاوہ چند عربی وفارسی عبارتوں کے ایک گول مہر بھی ہے لیکن وہ بالکل پڑھی نہیں جاتی۔ آخر کے دو ورق ۱۷۹ و ۱۸۰ کو جلد ساز نے مقدم و موخر کر دیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

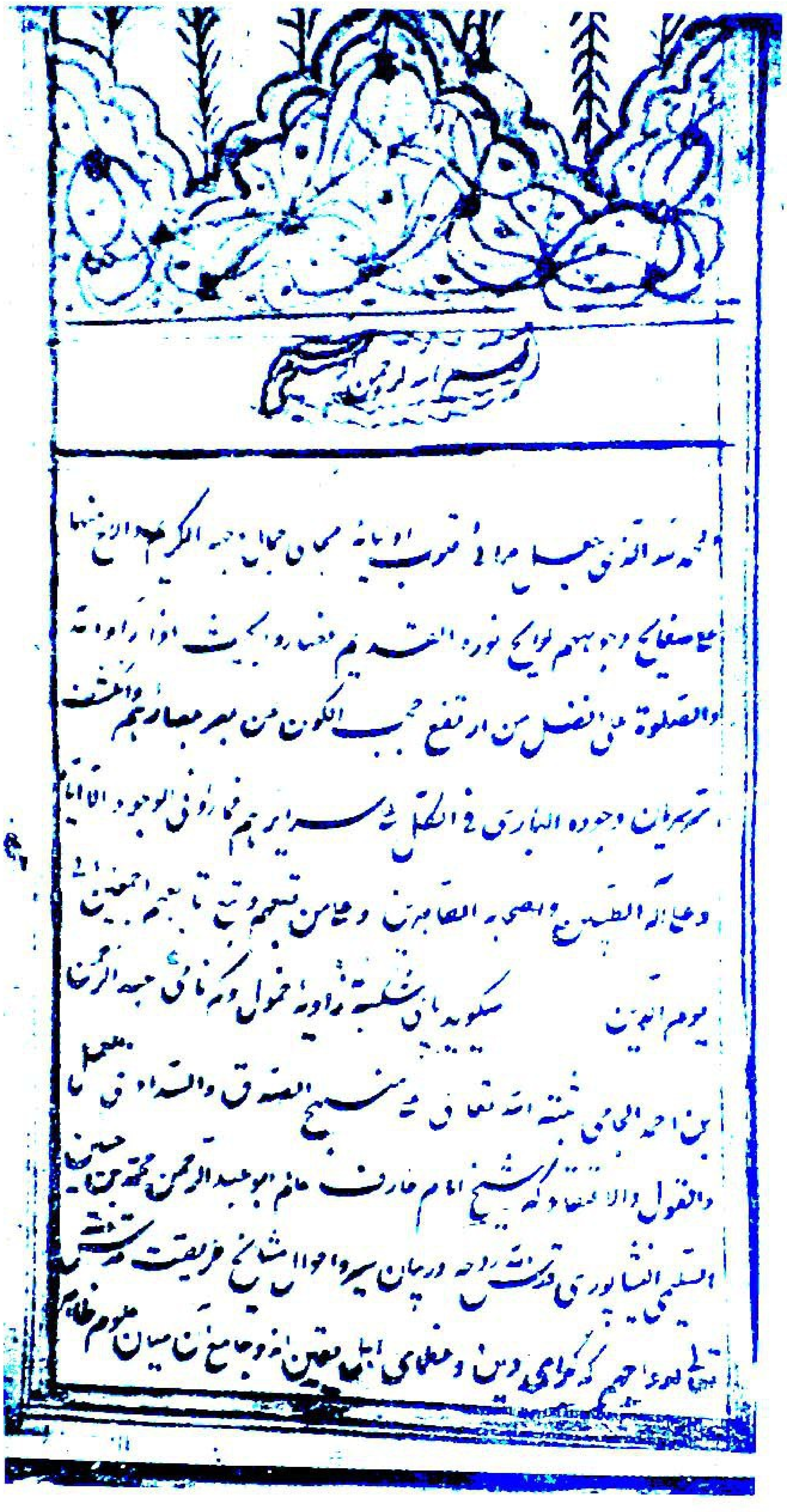

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل مرائی قلوب اولیائه مجالی جمال وجهه الکریم وازاح بتجلیها
عن صفائح وجوههم لوائح نور الحدوث والتقدیم فصاروا بحیث اذا رأوا رئی الله
والصلوة علی افضل من ارتفع حجب الکون من بین ابصارهم واشرقت
ثم بهران وجوده الباری فی الکل ثم سرایتهم فی ارواح الوجود الا انا
وعلی آله الطیبین واصحابه الطاهرین وعلی من تبعهم باحسان الی
یوم الدین. می‌گوید این شکسته زاویهٔ خمول وگمنامی عبدالرحمن
بن احمد الجامی ختم الله تعالی له بما هو منبع الصدق والسداد فی الفعل
والقول والاعتقاد که شیخ امام عارف عالم ابوعبدالرحمن محمد بن الحسین
السلمی النیشابوری قدس الله روحه در بیان سیر و احوال مشایخ طریقت کتابی ساخته
تالیفی بود اجمع که گواهی دین و علمای اهل یقین از وجامع آن میان علوم ظاهر

« نفحات الانس » — مصنفه مولانا عبدالرحمان جامی رح

مطلا و مذهب   مصنفه ۸۸۳ھ

مکتوبه ۹۱۱ھ

Marfat.com

۲۰۔ نفحات الانس۔

۹۲۰
۹۱

مصنف حضرت مولانا نورالدین جامی قدس اللہ سرہ العزیز۔ سال تصنیف ۸۸۳ھ سال کتابت ۹۱۱ ہجری۔
اوراق ۳۸۲۔ تقطیع ۹" × ۵½"۔

اولیا و ائمہ سلف کے تذکرہ میں یہ وہ مستند اور مشہور کتاب ہے جو نہ صرف بیشتر مطبعوں میں مختلف زبانوں میں چھپ چکی ہے بلکہ یورپ کے بیشتر زبانوں میں اس کے ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں۔

آغاز۔

الحمد للہ الذی جعل مرائی قلوب اولیائہ مجالی
جمال وجھہ الکریم والاح منہا علی صفائح
وجوھھم لوائح نورہ القدیم

اختتام۔

شیخ از منبر فرود آمد با من گفت چوں اہل مجلس عمامہا نہادند
مارا خواہر بیست با صفہان و مے خود عصابہ خود را بنہاد چوں
ایں آں را بر دوش خود انداختم و مے از اصفہان دستہ
خود دراز کرد و آں را بر داشت

اس کتاب کے قلمی نسخہ جات بہ تعداد کثیر دنیا کے ہر چھوٹے بڑے کتب خانوں میں موجود ہیں۔ چنانچہ اس کتب خانہ میں بھی اس کے کل (۶) نسخہ جات ہیں جو مختلف زمانوں میں لکھے گئے ہیں۔ موجودہ نسخہ کے درمیان کے چند اوراق آب خوردہ اور کرم خوردہ ہیں ان کی جلد بندی ایسی بد احتیاطی سے کی گئی ہے کہ ان کا پڑھنا دشوار ہے۔ موجودہ نسخہ میرے خیال میں قدیم ترمکتوبہ نسخہ ہے کیونکہ تصنیف کے (۲۸) سال بعد بخط نستعلیق خفی لکھا گیا ہے۔ ابتدائی اوراق جدول مطلا و مذہب ہیں اس کے علاوہ سرورق پر ایک مطلا و مذہب لمبی مہر بھی ہے جس میں بخط نستعلیق یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔

کتب خانہ مبارک سلطان محمد صفوی ملقب بہ سلطان محمد خدا بندہ
دام ملکہم و حشمتہم در سنہ ۹۸۵ قمری۔ فقیر اسمٰعیل ترکمان تحویلدار

نسخہ کے آخری ورق پر شاہزادی جہاں آرا مرحومہ بنت شاہنشاہ شاہ جہاں کے قلم کی یہ عبارت بخط شکست آمیز لکھی ہوئی ہے۔

Marfat.com

"الفقیرہ الفانیہ جہاں آرا مرید خواجگان چشت بنت شاہجہاں بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ" فی سنہ ۱۰۵۰ ہجری"

اس عبارت کے نیچے ایک مہر ہے جو غالباً شاہزادی کے نام کی تھی اس کو اس بری طرح سے مٹا دیا گیا ہے کہ صرف ایک سیاہ دھبہ ہے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ ان اعتبارات سے اس نسخہ کی اہمیت وندرت مسلّم ہے۔ جلد بندی نہایت بے احتیاطی سے کی گئی ہے جس کی وجہ سے بعض اوراق مقدم و موخر ہوگئے ہیں ایسے اوراق پر ترتیب کا نوٹ لکھدیا گیا ہے۔

کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے کسی توضیح اور تشریح کی محتاج نہیں ہے کیونکہ ہر صاحب علم کے مطالعہ میں یہ رہ چکی ہے اور اب بھی رہتی ہے۔

مولانا نورالدین جامی قدس اللہ سرہ العزیز کا اصلی لقب عمادالدین اور مشہور لقب نورالدین اور نام نامی عبدالرحمٰن تھا ان کے والد بزرگوار نظام الدین احمد علامیؒ اصفہان کے رہنے والے تھے لیکن بعض مقامی واقعات نے ان کو ترک وطن پر مجبور کیا اور وہ بمقام موضع خرخر (خرجرد) ضلع جام میں آکر سکونت پزیر ہوگئے اسی ضلع کی نسبت سے مصنفؒ "جامیؒ" مشہور ہوئے مولانا کی پیدائش ۸۱۷ھ ہجری ہے اور وفات بہ عمر (۸۱) سال ۸۹۸ھ میں بمقام ہرات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے

تذکرہ نویسوں نے مولانا ممدوحؒ کی تصانیف کی تعداد جو مختلف موضوع پر ہیں اور تقریباً سب ہی مشہور اور متداول ہیں (۴۴) لکھی ہے چنانچہ لفظ "جامؔ" سے ان کی تعداد نکالی گئی ہے جس کے عدد (۴۴) ہوتے ہیں۔

نفحات میں جن بزرگوں کی مختصر سوانح مذکور ہیں ان کی تعداد مع عابدہ و زاہدہ عورتوں کے جن کا ذکر کتاب کے آخری حصہ میں ہے (۵۷۹) ہے لیکن اس نسخہ میں صرف (۵۷۸) کا تذکرہ ہے۔ آخری تذکرہ "امرأہ فارسیہ رحمہا اللہ" کا نہیں ہے جو دوسرے نسخوں میں موجود ہے۔ بہرحال یہ نسخہ اپنی کتابت، خوشخطی اور ان عنوانوں اور تحریروں کی وجہ سے نادر اور اہم ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ کتاب اچھی حالت میں ہے البتہ کہیں کہیں کرم خوردہ ہے۔ چنانچہ آخری صفحہ میں جس پر ترقیمہ ہے زیادہ کیڑوں نے حملہ کیا ہے جس کی درستی اس طرح کی گئی ہے کہ سوائے ان چند جملوں کے اور کچھ نہیں پڑھا جاتا۔

"...... دوسہ سال گذشتہ بود کہ در ماہ رمضان المبارک ...... پنجشنبہ وقت نماز پیشین این کتاب نفحات ...... سنہ ۹۱۱ھ ...... تمت تمام شد"۔ کاتب اور مقام کتابت کا پتہ نہ چل سکا وہ الفاظ کچھ کیڑوں کی اور کچھ درستی کے نذر ہوگئے۔

۹۲۰
―
۹۲

۲۱۔ ایضاً مکتوبہ ۱۰۲۹ھ ایضاً ایضاً

کاتب محمد فاضل بن خواجہ محمود نقشبندی۔ اوراق (۳۰۷)۔ تقطیع ۵" × ۸½"

یہ نسخہ مکمل ہے۔ اور اس میں امراۃ فارسیہ رحمہا اللہ کا بھی تذکرہ ہے۔

Marfat.com

ترقیمہ۔

الحمد للہ علی الاتمام والصلوۃ علی سیدنا محمد
خیر الانام وعلی آلہ البہارۃ الکرام واصحابہ
العظام وسلم تسلیما کثیرا کثیرا والصلوۃ۔ اتفق
اتمام کتاب ہذہ الاوراق بتاریخ یوم الاحد چہارم
شہر جمادی الاول سنہ تسعہ وعشرین والف
ھجریہ بنویہ علی ید اضعف عباد اللہ
القوی محمد فاضل بن خواجہ محمود
النقشبندی

اس کے نیچے دو چھوٹی چھوٹی بیضوی مہریں بھی ہیں جن میں لفظ "مالک صوری" کے بعد محمد عظیم اللہ مہر خاں (یا حسبان)
سنہ ۱۲۰۲ ہجری لکھا ہے
نسخہ بہ خط شکست آمیز لکھا ہے اور بہت معمولی کرم خوردہ ہے۔ مجموعی طور پر نسخہ کی حالت اچھی ہے

۹۲۰
۹۳

۲۲- ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً

سال کتابت سنہ ۱۰۳۹ھ۔ کاتب عبدالرحیم۔ اوراق (۱۹۱)۔ تقطیع ۹½ × ۵½
یہ نسخہ بھی نسخہ ۲۱ کی طرح سے مکمل ہے اس اضافہ کے ساتھ کہ اس میں مفید اور ضروری حواشی بھی ہیں اور شروع
میں ایک دیباچہ کاتب نے عربی میں لکھا ہے جس میں اوراق کتاب کی تعداد (۱۹۱) لکھی ہے اور ان اولیاء و انبیاء کی بھی
تعداد (۵۷۹) لکھی ہے جس میں ان کے تذکرے ہیں اور اس کے ساتھ ہی فہرست اسماء اولیاء بہ تعداد صفحات بھی

ترقیمہ۔

تمت الکتاب بعون حضرت ملک الوہاب و بہ ...
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ واصحابہ
وبتوجہ جمیع الولی اللہ ولایت آب ....
فی شہور سنۃ الف وثلاثین وتسعۃ (سنہ ۱۰۳۹ھ)
من الھجرۃ النبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی التاریخ السابع عشر من شہر

Marfat.com

مرجب المرجب وقت الضحی یوم السبت (شنبہ)
و فی عہد الملک العادل شہاب الدین
محمد صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ ۔ ۔ ۔ فی المقام
دار السلطنت و الخلافت اکبر آباد ۔ ۔ ۔ ۔ وکاتبہ ومالکہ
فقیر الحقیر احقر العباد عبد الرحیم غفر اللہ ذنوبہ
نسخہ اچھی حالت میں ہے اور نہایت خوبصورت شکست آمیز خط میں لکھا گیا ہے ۔

۹۲۰/۹۴

۲۳۔ ایضاً۔ ایضاً (ناقص الاول)

مکتوبہ ۱۰۵۴ھ اوراق (۹۲)۔ تقطیع ۵" × ½ ۸"

یہ نسخہ ناقص الاول ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ابتدائی ایکسو سے زیادہ اوراق نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ کاتب نے بزرگوں کے ناموں میں بھی تقدم و تاخر کر دیا ہے۔ چنانچہ جس صفحہ سے یہ نسخہ شروع ہوتا ہے اس کا آغاز "شیخ جمال الدین عبد الرزاق کاشی" کے تذکرے سے ہے اور اس کے بعد حضرت شیخ کمال الدین عبدالرزاق کا تذکرہ ہے ان دونوں ناموں کو کاتب نے مقدم و موخر کر دیا ہے حالانکہ پہلے حضرت شیخ کمال الدین عبد الرزاق کا نام ہونا چاہیئے اس کے بعد حضرت شیخ جمال الدین عبد الرزاق کا ۔ یہی ترتیب تمام نسخہ جات میں ہے جو صحیح ہے ورنہ ایک کے حالات دوسرے بزرگ سے منسوب ہو جاتے ہیں جو تاریخی حیثیت سے غلط ہو جاتا ہے۔ نسخہ بخط ثلث لکھا ہوا ہے اور مفید حواشی سے مزین ہے ۔

ترقیمہ۔

الحمد للہ علی الاتمام والصلوٰۃ علی خیر الانام
وآلہ البررۃ الکرام والسلام۔ تمت
تمام شد ۱۰۵۴ھ ہجری

بعض صفحات کرم خوردہ ہیں۔ بہرحال نسخہ کافی ناقص ہے

۹۲۰/۹۵

۲۴۔ ایضاً۔ ایضاً (ناقص الآخر)

اوراق (۲۹۰)، تقطیع ۵" × ½ ۸"

اس نسخہ کے آخر کے تقریباً (۵۰) اوراق نہیں ہیں اس لئے تاریخ کتابت وغیرہ نہ معلوم ہو سکی ۔ نسخہ بخط ثلث قدیم لکھا ہوا ہے ۔ ان تمام نسخہ جات کے مطالعے سے یہ معلوم ہوا کہ بعض نسخوں میں نہ صرف ناموں میں تقدم و تاخر ہے

Marfat.com

بلکہ دوسری طرح سے بھی فرق ہے یعنی بعض نسخوں میں بعض بزرگوں کے حالات ہیں اور بعض کے نہیں چنانچہ اس نسخہ میں شیخ شمس الدین "نی رحمۃ اللہ علیہ" کے حالات درج ہیں جو دوسرے بعض نسخوں میں نہیں ہیں یہ نسخہ انتہائی ناقص حالت میں ہے کیونکہ ابتدا سے آدھے اوراق سے زیادہ بُری طرح سے کرم خوردہ ہیں ہر ورق کا درمیانی بڑا حصّہ کیڑوں نے کھالیا ہے۔ جِلد بندی بھی کسی زمانہ میں کردی گئی تھی۔

۹۲۰
۹۶

۲۵۔ ایضاً (ناقص الطرفین)

اوراق (۱۶۴)۔ تقطیع ۶" × ۹"۔

یہ نسخہ اول اور آخر دونوں طرف سے ناقص ہے کیونکہ ابتدائی تقریباً ایک سو اوراق نہیں ہیں اور آخر کے تقریباً (۲۵) اوراق نہیں ہیں۔ کتابت اور کاغذ کافی قدیم ہیں۔ عنوانات سُرخی سے بہ خطِ نسخ لکھے ہوئے ہیں۔ نسخہ معمولی کرم خوردہ ہے۔

۹۲۰
۹۷

۲۶۔ تذکرہ حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز

(ناقص الطرفین والاوسط)

مصنف نامعلوم۔ اوراق (۲۰)۔ تقطیع ½۵" × ½۸"

یہ تذکرہ جس کے صرف چند اوراق ہیں نہ صرف حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری کا ہے بلکہ اس میں ممدوح کے خلفاء کا بھی مختصر ذکر ہے۔

آغاز:-

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ طبع زاد ایں ہیچمداں بود
درخواست نمود

اختتام:-

دے قبول نمود و نعمت یافت بعد ازاں کہ والد راسن تیز
شد امانت رسانید و خرقہ پوشانید واز و الدخرقہ
براقم رسید

حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کشمیر کے دسویں صدی ہجری کے ممتاز اولیاء میں سے تھے بقول صاحب خزینۃ الاصفیاء (جلد دوم صفحہ ۸۶ - ۸۷ مطبوعہ مطبع نول کشور لکھنؤ) ممدوح حضرت

Marfat.com

سید جلال الدین بخاری دہلوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سلسلۂ اولیسیہ و قادریہ کے علاوہ دوسرے سلسلوں میں بیعت لیا کرتے تھے ذکر جہر فرمایا کرتے تھے مگر سماع و مزامیر سے کلیتہً پرہیز فرماتے تھے۔ کشمیر کے پرگنہ زینہ گرہ کے رہنے والے تھے آپ کا وصال ۹۸۴ھ ہجری میں بمقام کشمیر ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔ مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔

جن خلفاء مخدوم کا تذکرہ جستہ جستہ ان منتشر اوراق میں ہے ان کے اسماء مبارک درج ذیل ہیں ان میں سے بعض خلفاء کے حالات خزینۃ الاصفیاء (جلد دوم) میں موجود ہیں

یہ کتاب غالباً دو ابواب پر تقسیم ہے۔ پہلے باب میں حضرت مخدوم شیخ حمزہ قدس اللہ سرہ العزیز کا تذکرہ ہے اور دوسرے باب میں ممدوح کے خلفاء کا۔ کیونکہ چند اوراق کے بعد حسب ذیل عنوان ہے

"باب دوم ذکر بعضے از اصحاب محبوب العالم رحمۃ اللہ علیہم

تفصیل خلفاء حضرت مخدوم :-

۱۔ شیخ بابا داؤد خاکی رح :- حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ العزیز کے ممتاز ترین خلفاء میں سے تھے چکوں (سلاطین کشمیر) کا آخری عہد تھا بلکہ بقول صاحب خزینۃ الاصفیاء انھیں کی بد دعا سے اس سلطنت کا خاتمہ اور اکبر اعظم کا کشمیر پر قبضہ ہوا۔ آپ کا انتقال ۹۹۴ھ ہجری میں ہوا اور اسلام آباد (کشمیر) میں مدفون ہوئے۔ ممدوح رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصانیف بھی تھے چنانچہ ان کی مشہور تصانیف میں سے "ورد المریدین" "رسالہ عالیہ" وغیرہ کو کافی مقبولیت رہی

۲۔ میر حیدر تلہ ملی رح :- میر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیر و مرشد کے مزاج میں کافی درخور تھا حتی کہ بقول تذکرہ نویس :-

"ہر گاہ کہ شیخ (مخدوم شیخ حمزہ) در خلوت شدے
کہ کسے را یارائے در آمدن در حجرۂ خاص نہ بودے
میر در حضور آمدے"

مگر افسوس ہے تذکرہ ناقص ہے کیونکہ اس ورق کے آگے کے اوراق نہیں ہیں

۳۔ شیخ نوروز ریشی :- تذکرہ نویس نے لکھا ہے کہ :-

"وے در ملازمان سلطان میر غضب بود روزے (بردے) سیر و شکار بطرف جنگلے کہ شیخ نیک ریشی منزوی بود رفت و ہمراہیان خود را گذاشتہ

Marfat.com

وخود بے خبر نزدیک حجرہ ریشی شد"

تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق شیخ نیک ریشیؒ کے لئے یہ لکھا ہے کہ ہمیشہ جنگل میں رہتے تھے اور ان کے در وگرد ہر قسم کے درندے جمع رہتے تھے اور ممدوح ان کے کھانے کا گویا انتظام کرتے تھے جس روز نوروز ریشی جو سلطان وقت کے امرار میں سے تھا اور کافی ظالم مشہور تھا وہاں خفیہ جاکر بیٹھا تاکہ حضرت شیخ کی "درندہ پروری" کا معائنہ کرے اس روز اور اس وقت بقول تذکرہ نویس:۔

"خرسے برحصۂ شغال تغلب می کرد شیخ نیک ریشی خرس را گفت
کہ مگر سایۂ نوروز ظالم بر تو افتاد کہ جبر برحصۂ شغال مے کنی"

اس جملہ کا شیخ نوروز پر اتنا اثر ہوا کہ انھوں نے اسی وقت سب جاہ و جلال ترک کر دیا اور فقیری اختیار کرکے حضرت شیخ کی خدمت میں رہنے لگے۔ حضرت شیخ کے انتقال کے بعد حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بلند مرتبہ پر پہنچے بقول صاحب خزینۃ الاصفیاء (جلد دوم صفحہ) موصوفؒ کا انتقال کشمیر میں ۹۸۹ھ میں ہوا۔ تذکرہ ناقص رہ گیا کیونکہ سلسلہ کے اوراق نہیں ہیں۔

۴۔ **شیخ احمد جاکلی:۔** ان کے ذکر میں صرف تین سطریں ہیں باقی کے اوراق نہیں ہیں

۵۔ **مہدی ملک:۔** یہ بھی حضرت مخدومؒ کے مرید تھے انھوں نے میر حیدر تلہ ملی خلیفہ حضرت مخدومؒ کی میزبانی کی تھی اور ولایت کا درجہ پایا

۶۔ **شیخ محمد اسلام۔ و شاہ محمد بیگ و نور محمد درویش** } بقول تذکرہ نویس:۔

"ایں ہر سہ کس مردم ولایت بودند، وارد کشمیر شدند۔ و دزد بودند"

ان کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک بار انھوں نے حضرت مخدومؒ کا گھوڑا چرایا تھا لیکن اس کو نہ لیجا سکے جب معلوم ہوا کہ حضرت شیخ مخدومؒ کا گھوڑا ہے تو گھوڑے کے ہمراہ حضرت نوری (؟) مرید حضرت مخدوم سے معذرت کرتے ہوئے معافی کی درخواست کی چنانچہ معروضہ منظور ہوا اور ان تینوں کو وہ فیض سلطانی پہنچا کہ یہ تینوں اولیاء میں سے ہوگئے بوقت رخصت بقول تذکرہ نویس:۔ یہ نصیحت فرمائی

"کہ بہر حال خود را کسے را مطلع نخواہید کرد"

Marfat.com

۷۔ شیخ زیتون رح :۔ "بقول تذکرہ نویس" از سن تمیز قائم اللیل وصائم الدھر۔ از روحانیت بعضے پیغمبراں موید بود" حضرت مخدوم رح کی ان پر بجید توجہات تھیں۔

۸۔ خواجہ عبداللہ رح :۔ یہ درویشوں کی طرف ذرا متوجہ نہیں ہوتے تھے بقول تذکرہ نویس :۔

"روزے در حضور آمد تربیت وے حوالہ میر حیدر (تلہ ملی) نمودند در چند گاہ بولایت رسید"۔

۹۔ مولانا شاہ دولت رح
۱۰۔ شیخ کنکی ریشی رح
یہ دونوں بزرگ حضرت بابا داؤد خاکی قدس اللہ سرہ العزیز خلیفہ حضرت مخدوم قدس اللہ سرہ العزیز کے خلیفہ تھے۔ افسوس ہے کہ شیخ کنکی رح کا تذکرہ نامکمل ہے کیونکہ صرف ایک صفحہ ہے باقی کے اوراق نہیں ہیں

۱۱۔ صوفی علی رح :۔ خلیفہ حضرت مخدوم شیخ حمزہ قدس اللہ سرہ العزیز تھے بقول تذکرہ نویس :۔

"قاصد سلطان اولیا، است وے را در مکان ہائے دور و دراز ہمی فرستادند و فی الحال جواب می آورد"۔

۱۲۔ شیخ علی زینہ رح :۔ خلیفہ حضرت مخدوم رح تھے چند سطروں کے بعد کا ورق نہیں ہے اس لئے تذکرہ ناقص ہے۔

۱۳۔ صوفی الہداد رح :۔ یہ بزرگ "غلام سلطان الاولیاء" کہلاتے تھے کیونکہ باپ کے مرنے کے بعد ان کے بھائیوں نے بقول تذکرہ نویس :۔

"بدست میاں محمد واصل کہ تاجر بود بفروختند"

میاں محمد واصل حضرت مخدوم رح کے مرید تھے سفر پر جاتے ہوئے جب وہ ممدوح رح سے رخصت ہوئے تو حضرت ممدوح رح نے فرمایا کہ :۔

کہ چوں در سیستان خواہی رسید دراں جا غلامے ست بدیں شکل و شمائل او را برائے ما خریدہ خواہی فرستاد۔

چنانچہ محمد واصل نے صوفی رح کو خرید کرکے پیش کیا۔ تذکرہ ناقص رہا کیونکہ اس کے بعد کا ورق نہیں ہے

۱۴۔ ملا عبدالعزیز و مولوی ابراہیم رحمتہ اللہ علیہما :۔ یہ دونوں بزرگ حضرت شیخ احمد جاکلی کے بھائی تھے جن کا اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۱۵۔ شیخ محمد ہادی رح :۔ یہ بھی حضرت مخدوم رح کے خلیفہ تھے ان کا تذکرہ بھی ناقص ہے کیونکہ اس صفحہ کے بعد کے اوراق نہیں ہیں۔

Marfat.com

۱۶- بابا نورالدین المعروف بہ بندہ بابا رحمتہ اللہ علیہ

یہ بزرگ آخوند ملا طیب صاحب کے مرید اور خلیفہ تھے۔ غالباً آخوند ملا طیبؒ بھی حضرت مخدومؒ کے سلسلہ کے بزرگ تھے اگرچہ اس کا کوئی حوالہ نہیں ہے لیکن قیاس یہی کہتا ہے کیونکہ تذکرہ نویس نے حضرت بابا کی ارادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

"والد راقم خواجہ عبدالوہاب چوں متولد شد بندہ بابا صاحب بہ فرزندی قبول نمودہ است چوں ایام انتقال بابا صاحب (قریب) شد خواجہ محمود ہجو عوی راقم را بخواند و گفت عبدالوہاب را پرورش کردم کہ خلیفۂ خود سازم دبیرا سن تمیز نیست و مرا اجل اماں ندہد۔ نعمتے کہ دارم می خواہم کہ امانت (بہ تو) سپارم اگر امانت داری کنی و در سن تمیز او رابرسانی ترا ہم نصیب شود و سے قبول نمود و نعمت یافت"

اس بیان پہ یہ دوسرا باب جو خلفاء حضرت شیخ مخدومؒ کے بیان میں ہے ختم ہے۔ تذکرہ نویس خواجہ عبدالوہابؒ کے صاحبزادہ تھے جن کو بقول خود خرقۂ خلافت اپنے والد سے ملا چنانچہ آخر میں لکھا :۔

"بعد ازاں کہ والد را سن تمیز شد امانت رسانید و
خرقہ پوشانید واز والد آں خرقہ براقم رسید"

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے تذکرہ اور تذکرہ نویس کا نام اور سال تصنیف معلوم ہوتا۔ دیباچہ کے بھی اوراق نہیں ہیں بہرحال تذکرہ اوراق کی کمی کی وجہ سے انتہائی ناقص ہے اور جو اوراق ہیں وہ بھی مقدم موخر لگے ہوئے ہیں۔ خط قدیم جلی نستعلیق ہے۔ حاشیوں پر کئی بعض بزرگوں کے [illegible] ہیں مگر جلد ساز کی لاپرواہی سے ان کی عبارتیں کٹ گئی ہیں۔ آخری صفحہ کے [illegible] چھوٹی چھوٹی مہریں ہیں جن میں محمد حسن سنہ ۱۲۱۰ ہجری لکھا ہے غالباً یہ اس رسالہ کے مالک [illegible]

۹۲۰
۹۹

۲۷- اخبار الاخیار فی اسرار الابرار :۔

(مصنف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز)
سالِ تصنیف سنہ ۱۰۲۵ ہجری مطابق ۱۶۱۶ء سال کتابت قبل سنہ ۱۲۶۰ھ۔ اوراق (۲۰۰)۔

Marfat.com

تقطیع ۵ × ۹"
تذکرۂ اولیار ہند میں یہ وہ مستند اور متداول کتاب ہے جو نہ صرف بیشتر مطابع میں چھپ چکی ہے بلکہ اس کے نسخہ جات قلمی بیشتر کتب خانوں میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس کا ترجمہ بھی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔

آغاز۔

"شکر حضرت واہب العطیات را تعالیٰ و تقدس
کہ عطائے او را پایاں نیست"

اختتام :-

بے عیب خداست و عیب پوش اوست وصلی اللہ علی
محمد و آلہ وسلم وتمت کلمتہ ربک صدقا وعدلا
ولا مبدل لکلماتہ وھوالسمیع العلیم

مصنفؒ نے تذکرہ کو تین طبقات پر تقسیم فرما کر طبقہ واری اولیار کا حال اپنے زمانہ تک کا لکھا ہے آخر میں اس زمانہ کے مجذوبوں کا بھی مختصر حال لکھا ہے۔ خاتمہ میں مصنفؒ نے اپنا اور اپنے اسلاف قدس اللہ اسرارہم کا حال لکھا ہے۔ اس کے بعد مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات نثر میں لکھی۔ اس کو ختم کر کے مصنفؒ نے چند اوراق میں اپنی کتاب کے متعلق یہ تحریر فرماتے ہوئے۔

"بیش ازیں تاریخ از سی سال بیشتر واز چہل سال کمتر
روزے در خدمت درویشاں بذوقِ محبتِ ایشاں
نشستہ بود چنانکہ رسم مریداں باشد از پیرانِ خود
سخن می کردند"

اس محبت اور گفتگو نے حضرت شیخؒ کے دل میں ایسا ذوق پیدا کیا کہ بقولِ خود :-

"چوں ازاں مجلس برخاست ہمراہ آں ہمہ شدہ بود

اور ان کی زبانوں سے جن بزرگوں کے حالات سماعت فرماتے تھے ان کو لکھ لیتے تھے چنانچہ بقولِ خود :-

"چوں ثبت احوال پیشینیاں بیش از ذکر پسینیاں اتفاق افتاد
طلب آں نوشتہ کرد"

اور اس طرح سے ادنیٰ سے اعلیٰ پر پہنچکر کتاب کو مکمل فرمایا۔ اسی سلسلہ میں حضرت شیخؒ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب پہلی تھی اور بغیر تنقیح و انتخاب کے لکھی گئی تھی اس لئے بعض پڑھنے والوں نے اس کی طوالت پر اعتراض

Marfat.com

کیا تو بعض نے جرح و تعدیل بھی کی لیکن چونکہ بقولِ خود:۔

"دریں اثنا در سنہ ۹۹۶ ہجری (است و تسعین تسعمائہ) بہ سفر حجاز رفت"

اور وہاں سے واپسی کے بعد حضرت شیخؒ دوسرے کاموں میں مصروف ہوگئے اس لئے وہ ان اعتراضات پر توجہ نہ فرما سکے۔ اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اصل کتاب ۹۹۶ھ ہجری میں مکمل ہوگئی تھی کافی عرصہ کے بعد بعض مصالح کی بنا پر اور احباب کے ایما پر حضرت شیخ نے غالباً ۱۰۲۸ھ ہجری میں اس کی نظرِ ثانی فرماتے ہوئے بقولِ خود:۔

"برخے ازاں اختصار و تنقیح او نمود"

اور اس طرح سے یہ کتاب گویا اصل کتاب کا صحیح شدہ اور مختصر نسخہ ۱۰۲۸ھ ہجری میں مرتب ہوا اسی لئے حضرت شیخؒ نے اس کے بعد ہی پڑھنے والوں کو یہ فہمائش کی ہے:۔

"اگر خواہند آں سخنہائے کہنہ نوشتہ را آں نو نوشتہ
باز آرند و اگر ہنوز طریقے (غالباً طریقہ) دغدغہ و شبہ طریقاں تمیا قیمت
چارہ نیست ایں قدر کردہ شد زیادہ بریں مقدور نہ
بود معذور دارند"

کتاب کے کل اوراق شمار کے اعتبار سے (۴۰۵) ہیں لیکن ابتدا میں (۱۱) و (۱۲) نمبر کے اوراق نہیں ہیں اس کے ساتھ ہی کاتب نے ختمِ کتاب کے بعد سُرخی سے عنوان "سہو کاتب" لکھ کر ۲ دو ورق اور لکھے ہیں جو درمیان کے ہیں آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سالِ کتابت اور نام کاتب معلوم ہوتا مگر [illegible] کے [illegible] پر یہ خط طغرا ایک بیضوی مہر ہے جس میں صرف سنہ ۱۱۶۱ھ پڑھا جاتا ہے اس کے نیچے معمولی شکستہ آمیز میں عبارت لکھی [illegible] یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ شیخؒ نے متعلق یا اخبار الاخیار کے اختصار و ترمیم کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ چند قلمی نسخے [illegible] مطبوعہ [illegible] تقریباً خالی ہیں

"الجزء الاول کتاب اخبار الاخیار از تالیفات شیخ عبدالحق
دہلوی قدس اللہ سرہٗ در احوال اولیاء و اخیار ہند و [illegible]
بسیار کتاب پر فیض و بارامت [illegible] الراحم المولف [illegible]
و [illegible] عالمگیر عزیز الدین [illegible] ماہ شعبان [illegible]

نسخہ کی پیشانی اور جداول مطلا و مذہب ہیں۔ خط معمولی نستعلیق [illegible] آمیز ہے۔

۹۲۰ / ۹۹

۲۸۔ سفینۃ الاولیاء۔

مصنف شاہزادہ داراشکوہؒ سال تصنیف قبل سنہ ۱۰۴۹ھ / ۱۶۴۰ء۔ اوراق (۱۰۹)۔ تقطیع [illegible]
شاہزادہ داراشکوہ کی یہ مشہور کتاب اولیاء کے تذکرہ میں سے جو اکثر مطابع میں طبع ہو چکی ہے

Marfat.com

آغاز :-

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد سید
المرسلین وعلی آلہ واصحابہ الطیبین الطاھرین

اختتام :-

اگر بمقتضائے بشریت سہوے وخطائے شدہ باشد
ارباب دانش آں را بذیل اصلاح بپوشند الحمد للہ
حمداً کثیراً دائماً ابداً

مصنف نے بعد حمد وصلوٰۃ ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں مصنف نے اپنا نام "فقیر حقیر محمد دارا شکوہ حنفی قادری" لکھ کر وجہ تالیف لکھتے ہوئے کتاب کا نام "سفینۃ الاولیاء" لکھا ہے۔ دیباچہ کے بعد ایک طویل تمہید میں چند اولیاء متقدمین کے اقوال کو نقل کرکے تمہید کے آخر میں اپنے لئے اس طرح سے دعا کی ہے :-

از عملِ خویش نہ دارم امید بر کرم اوست مرا اعتمید

تذکرہ کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارک سے کیا ہے۔ تاریخ ولادتِ مبارک۔ وصال مبارک اور عمر شریف کو لکھ کر مختصر نسب نامہ لکھا ہے اس کے بعد اصحاب کرام اور اہل بیت اطہار (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے حالات کو لکھ کر ترتیب وار تمام خانوادوں کے اولیاء کا حال لکھا ہے۔

شاہزادہ دارا شکوہؒ کے حالات زندگی اور وفات تاریخوں میں تفصیلاً درج ہیں اس لئے ان کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے فقیر منش شاہزادہ کی کافی تصانیف بالخصوص تصوف و سلوک میں ہیں۔ شاہزادہ کی شہادت ۱۰۶۹ھ/۱۶۵۸ء میں ہوئی جو شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیبؒ کے جلوس کا سال ہے

کتاب بہت معمولی شکست آمیز میں لکھی ہوئی ہے۔ اول و آخر کے چند اوراق بالکل حال کے لکھے ہوئے ہیں۔ اس لئے کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سالِ کتابت معلوم ہوتا ختم کتاب کے ایک صفحہ پر شیخ ابوالحسن غزنویؒ کے قول کو نقل کرتے ہوئے کاتب نے کسی اور کتاب سے اولیاء و اقطاب کی قسمیں مع تعداد بھی لکھدی ہیں۔ ابتدائی چار اوراق میں کتاب کی ناقص فہرست اور کچھ دعائیں ہیں۔

Marfat.com

920/100

۲۹- انوار الرحمٰن لتنویر الجنان :- (ناقص الآخر)

مصنف شیخ نور اللہ بن مقیم الدینؒ۔ سال تصنیف غالباً ۱۲۴۶ھ ہجری۔ اوراق (۱۱۸)۔ تقطیع ۶" × ۹½"۔

مولانا شاہ عبد الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز کا یہ تذکرہ نہ صرف حضرت موصوفؒ کے حالات زندگی کا ایک مفصل مرقع ہے بلکہ تیرھویں صدی ہجری کے وسط کی سرسری تمدنی تاریخ بھی ہے:۔

آغاز:۔

خدارا انتظار حمد ما نیست | محمد چشم بر راہ ثنا نیست
مناجاتے اگر باید بیاں کرد | بہ بیتے ہم قناعت می تواں کرد
محمد از تو می خواہم خدا را | خدایا از تو دور مصطفیٰ را

اختتام:۔

لیکن کماں درہمیں است کہ مرد خود را غافل نہ گرداند
وحب آں بقدر ذرہ در دل نیاید

مصنفؒ نے بعد حمد و نعت پہلے اپنا نام لکھا اس کے بعد اپنے پیر روشن ضمیر کی منقبت لکھتے ہوئے جو کافی طویل ہے موصوفؒ کا نام لکھا ہے اس کے بعد وجہ تالیف لکھ کر کتاب کا نام لکھا اور کتاب کو کوکبہ قرار دے کر اس کو متعدد "تجلیات" نور اور لمعات پر تقسیم کیا ہے جن کو دوسرے لفظوں میں "ابواب" اور "فصول" کہا جا سکتا ہے "نور اول" کے "لمعۂ اول" میں مصنفؒ نے اپنے پیر و مرشد کے نسب و وطن اور تعلیم کو بیان کرتے ہوئے بروایت مولوی غلام احمد سندھی لکھا ہے کہ حضرت مولانا شاہ عبد الرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز کا وطن مالوف:۔

"گوٹھ مخدوم مولانائی عبد الحکیم قدس سرہ متعلقہ رکنپور ۔۔۔ ل ر دماہ متعلقہ شکارپور (سندھ) بود کہ الحال در عمل بلوچیان سندھ است چنانچہ بنابریں دلیل پیر مسکن راہی مزبور دکوٹ مخدوم فاضل در کردہ است"

اس کے بعد موصوفؒ کے سفر و سیاحت و استفادہ و استفاضہ کی تفصیلات لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ موصوفؒ ۱۲۰۵ھ میں حج و زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوئے اور دو حج ادا فرمائے کر ۱۲۰۷ھ میں بہ عمر (۲۷) سال

Marfat.com

ہندوستان واپس ہوئے اور بیشتر مزارات اولیاء ہند کی زیارت سے مشرف ہوتے ہوئے بمقام (بانسہ ضلع بارہ بنکی) حضرت شاہ سید عبد الرزاق بانسوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مزار پُر انوار پر حاضر ہوئے اس وقت حضرت ممدوح قدس اللہ سرہٗ العزیز کے پوتے حضرت شاہ غلام علی بن شاہ غلام دوست بن حضرت شاہ سید عبد الرزاق قدس اللہ اسرارہم سجادۂ بیعت وارشاد پر متمکن تھے۔ من جملہ اور خانوادوں کے موصوف سے بھی اجازت خلافت سلسلۂ قادریہ رزاقیہ حاصل فرما کر ردولی وغیرہ حاضر ہوتے ہوئے سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں

"بہ عہد حکومت وزیر الممالک نواب سعادت علی خاں بہادر مرحوم در لکھنؤ رونق بخش شدہ ...... در مسجد مزار قطب العارفین مخدوم شاہ مینا قدس اللہ سرہ سکونت ورزیدند"

جہاں سات سال، چند ماہ مقیم رہ کر سنہ ۱۲۲۲ ہجری میں:۔

"در مسجد بدر کو کب معروف بہ مسجد بندہ بن شرف نزول فرمودند"

اس مسجد کے قیام کے زمانہ میں جبکہ مسجد پوری منہدم ہو چکی تھی اور صرف ایک چھپر باقی تھا:۔

"بتاریخ ہشتم محرم سنہ ۱۲۳۵ ہجری سانحۂ بلوۂ روافض پیش آمد"

جس میں آپ کے کئی رفقاء زخمی ہوئے لیکن آپ کو باوجود متواتر حملۂ شمشیر و خنجر کوئی زخم نہ پہنچا اور آپ مسلسل اس حالت میں بھی مراقبہ میں رہے۔ جب بلوائی چلے گئے تو آپ نے اپنے رفقاء مجروحین (جو چھپر کے باہر تھے) یعنی

"شاہ تاج الدین احمد۔ خادم حسین۔ بلو خان وسید عبد الرزاق"

کو دیکھ کر فرمایا کہ "اگر بیرون چھپر نمی رفتند مجروح نمی شدند"

اس منہدم مسجد کے متعلق مصنفؒ نے لکھا ہے کہ سنہ ۱۲۳۶ھ میں بہ عہد ابوالمظفر معز الدین غازی الدین حیدر شاہ زمن خلد مکاں:۔

"بہ حکم جناب عالیہ بادشاہ بیگم صاحبہ محل خلد مکاں باہتمام سید فضل علی خاں داروغہ سرکار بیگم صاحبہ مسجد از سرنو تعمیر گردیدہ در سنہ ۱۲۳۹ ہجری مسجد مسقف دالان در دالان مرتب گشت"

مصنفؒ جو چھپراؤں ضلع مراد آباد کے رہنے والے تھے اور ملازم سرکار تھے۔ اور اسی سال بقول خود:۔

از سرکار رخصت یافتہ بوطن خود رفت پنج سال دراں
جوار گزرانید۔"

اس لئے مصنفؒ کو ان پانچ سال کے احوال و اقوال پیر و مرشد سے آگاہی نہ ہو سکی۔ پانچ سال کے بعد واپس ہو کر زیارت پیر سے پھر مشرف ہوئے اور بعد وفات یہ تذکرہ مرتب فرمایا

افسوس ہے کہ آخری دو ابواب یعنی "نور رابع" اور "نور خامس" کے اوراق نہیں ہیں جن میں چھ لمعات ہیں آخری باب کے لمعۂ دوم میں مصنفؒ نے اپنے پیر و مرشد کی علالت کو بیان کرتے ہوئے تاریخ وفات بھی لکھی ہے مگر اوراق نہ ہونے سے تاریخ وفات نہ معلوم ہو سکی۔ یہ کتاب طبع ہو چکی ہے۔

مولانا شاہ عبد الرّحمٰن قدس اللہ سرہٗ العزیز کی وفات لکھنؤ ہی میں ہوئی اور اسی مسجد میں دفن ہوئے جہاں آپ کا قیام تھا اور جو محلہ باورچی ٹولہ لکھنؤ میں ہے ہر سال عرس بڑے اہتمام سے ہوتا ہے راقم بھی مزار پر حاضر ہوا ہے میں اس سلسلہ میں جناب صاحب غلام محی الدین خانصاحب مونس۔ اٹاوا کا ممنون ہوں جنہوں نے ممدوحؒ کے مزار کا پتہ بتایا چنانچہ کچھ دنوں کے بعد میں جب ایک کام سے لکھنؤ گیا تو خاص طور پر مزار پر حاضر ہوا۔

۳۰۔ تذکرۃ الشعراء

یعنی
تذکرہ دولت شاہ

۹۲۰/۱۰۱ (ناقص الطرفین)

مصنف دولت شاہ بن علاؤ الدولہ بخت شاہ سمرقندی۔ سال تصنیف قبل ۸۹۲ھ ۱۴۸۷ء اوراق (۱۳۱)۔ تقطیع ½۸ × "۵½

یہ وہ مشہور تذکرہ ہے جو تاریخی دنیا میں بہت ہی مستند ہے۔ دولت شاہ نے یہ تذکرہ لکھ کر اپنے مربی میر علی شیر شاہ کے نام ۸۹۲ھ میں اس کو معنون کیا تھا اس کے کچھ عرصہ کے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

یہ نہ صرف مختلف مطابع میں چھپ چکا ہے بلکہ ڈاکٹر ای۔ جی براؤن پروفیسر عربی و فارسی کیمبرج یونیورسٹی نے نہایت ہی صحت کے ساتھ ایڈٹ کر کے اپنے فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ اس کو شائع بھی کیا ہے۔

اس کے قلمی نسخہ جات ہندوستان اور دوسرے ممالک کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ اس نسخہ کے ابتدائی (۱۱؍۱۰) اوراق نہیں ہیں۔ اسی طرح سے کافی اوراق آخر کے بھی غائب ہیں اس لئے سال کتابت اور نام کاتب نہ معلوم ہو سکا۔ لیکن نسخہ قدیم خط نستعلیق میں مطلا و مذہب ہے اور اچھی حالت میں ہے۔ بعض درمیانی اوراق مقدم و موخر مجلد ہو گئے ہیں

آغاز نسخہ:۔

چند استخواں کہ ہاون دوران روزگار ‌‌ ‌ خورد ش چناں بکوفت کہ خاکش غبار کرد

یہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی غزل کا شعر ہے۔ موجودہ نسخہ اسی شعر سے شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

اختتام نسخہ:-

از ترک و تاز غمزۂ شوق ستمگرت — جاں ماندہ بود و ترنت و آں ہم نہ ماند

یہ غزل حضرت مولانا دلی قلندر کی ہے جو سرداران بائیسنقر کے شاعر تھے۔ اس غزل کے تیسرے شعر پر یہ ورق ختم ہے۔

دولت شاہ سمرقندی سلطان حسین کے عہد میں امراء دولت میں سے تھا سلطان حسین کا زمانہ فارسی زبان کی ترقی کے لئے بہترین زمانہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس کے زمانہ میں بہت سی مشہور کتابیں تصنیف ہوئیں۔ ان میں سے ایک یہ تذکرہ ہے۔

۹۲۰ / ۱۰۲

۱۳- تذکرہ شعراء:- (ناقص الآخر)

مصنف جعفر علی ابراہیم:- سال کتابت ۱۲۴۱ھ اوراق (۲۳۲)۔ تقطیع ½۵" × ½۹"

یہ تذکرہ بلاتمہید و تمہید ہے جس کا آغاز بسم اللہ کے بعد اس طرح ہے:-

آغاز:-

ملا طغرائی مشہدی۔ طغرائی منشور سخنوری
دستر لوح دیوان نکتہ پروری

اختتام:-

چو افعی کہ در غار بود و نہاں — در آمد بکوں دکس ہوشاں
کجا در ریاضت کشی ہیچو اوست — عیاں است رگہاش در زیر پوست

غالباً یہ ضخیم تذکرہ کئی مجلدات میں ہے جیسا کہ اس نسخہ کی ابتدا اور خاتمہ سے اندازہ ہوتا ہے اس نسخہ میں حسب ذیل شعراء کے حالات اور ان کے کلام کے نمونے ہیں

(۱) ملا طغرا مشہدی کشمیری:- (مصنف نے ان کے مختصر حالات لکھ کر ان کے منتخب کلام کے (۱۳۵۶) ابیات نقل کی ہیں)

(۲) ملا نور الدین ظہوری ترشیزی:- ان کے بھی مختصر حالات لکھ کر مصنف نے (۱۲۵۳) ابیات

Marfat.com

منتخب درج کی ہیں۔

(۳) شمس الدین محمد عصار تبریزی:۔ ان کے مختصر حالات لکھتے ہوئے مصنف نے ان کی مثنوی مہر و مشتری کی منتخب ابیات درج کی ہیں جن کی تعداد (۴۹۹) ہے حضرت عصار حضرت نظامی اور حضرت امیر خسرو سے مقدم تھے جن کی وفات ۷۷۹ ہجری میں ہوئی۔

(۴) مولانا عارفی:۔ ان کے حالات لکھتے ہوئے مصنف نے ان کی مثنوی "گوی و چوگان" کا حوالہ دیا ہے جس کی کل ابیات (۵۱۰) ہیں مصنف نے (۱۴۸) ابیات درج کی ہیں اور مثنوی کا سالِ تصنیف ۸۴۲ھ لکھا ہے۔

(۵) شیخ ناصر علی سرہندی المتخلص بہ علی:۔ حضرت شیخ کا مصنف نے حال لکھنے کے بعد ان کی مناجات کی ابیات بطور نمونہ درج کی ہیں۔

(۶) شیخ جمال الدین عرفی شیرازی:۔ ان کے حالات لکھنے کے بعد مصنف نے بطور نمونہ ان کی مثنوی کا صرف ایک شعر لکھا ہے اور حاشیہ پر لکھا ہے کہ "در جلد دیگر است"

(۷) میر عبدالجلیل واسطی بلگرامی:۔ ان کے حالات لکھ کر ان کی مثنوی کے ابیات بطور نمونے دیئے ہیں۔

شیخ فرید الدین عطار:۔ ان کے حالات لکھ کر مصنف نے ان کی تمام مثنویوں کے نام لکھے ہیں اور دو مثنویوں میں سے علیحدہ علیحدہ یعنی "مظہر العجائب" اور "اسرار زمانہ" سے (۲۴۰) اوراق (۱۹۷) علی الترتیب منتخب ابیات لکھی ہیں اسی طرح دوسری مثنویوں میں سے بھی چند منتخب اشعار درج کئے ہیں

(۹) شیخ محمد اکرم غنیمت کشمیری:۔ ان کے حالات میں ان کی مشہور مثنوی "نیرنگ عشق" کا جس کا سالِ تصنیف ۱۰۹۶ھ ہے ابتدائی شعر بطور نمونہ لکھا ہے اور حاشیہ پر لکھا ہے

Marfat.com

"تمام ایں مثنوی در جلد دیگر موجود است"
(حاشیہ کی اس قسم کی عبارت سے غالباً مصنف کی مراد یہ ہے کہ یہ مثنویاں متداول اور موجود ہیں)

۱۰۔ میر شمس الدین فقیر دہلوی:۔ ان کے حالات لکھتے ہوئے مصنف نے ان کے دیوان کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد ان کی مشہور تصنیف "مثنوی والہ سلطان" کا ذکر کیا ہے اور بطور نمونہ اس مثنوی کے (۳۲۳) اشعار نقل کئے ہیں۔ حضرت فقیرؒ کا انتقال حج بیت اللہ کو جاتے ہوئے ۱۱۸۳ھ میں بہ عمر (۶۵) سال ہوا۔ بقول تذکرہ نویس یہ جہاز طوفان میں پھنس کر تباہ ہو گیا تھا۔

۱۱۔ فردوسی طوسی:۔ ان کے حالات لکھ کر مصنف نے "شاہنامہ" اور مثنوی "یوسف زلیخا" میں سے (۱۴۰۰) اشعار کا انتخاب کیا ہے

۱۲۔ فخر الدین اسعد جرجانی:۔ ان کے حالات لکھتے ہوئے مصنف نے ان کی مثنوی "ویس و رامین" کا حوالہ دیا ہے اور اس میں سے (۷۰۰) ابیات کا انتخاب بحوالہ "ریاض الشعراء" مصنفہ والہ داغستانی کیا ہے۔

۱۳۔ شیخ ابوالفیض فیضی فیاضی:۔ ان کے حالات لکھتے ہوئے مصنف نے ان کی مشہور مثنوی "نل دمن" کے منتخب اشعار لکھے ہیں۔

۱۴۔ ملا فوق الدین یزدی:۔ ان کے حالات لکھتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ یہ عہد عالمگیری میں دہلی آئے۔ ہزل گوئی۔ ہجا گوئی اور لطیفہ سنجی میں مشہور ہوئے اس قسم کی شاعری میں ان کو مہارت تھی۔ اس کے بعد ان کی مثنویات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ "ایں ابیات مزخرفات ایراد یافت" اور پھر وہ نمونے دئے ہیں جو واقعی مزخرفات حتیٰ کہ فواحشات کے نمونے ہیں

مصنف کا نام نہ ابتدا میں ہے اور نہ آخر میں۔ البتہ فخر الدین اسعد جرجانی (۱۲) کے حالات لکھتے ہوئے مصنف نے اپنے نام کو اس طرح سے ظاہر کیا ہے:۔

Marfat.com

"چوں مثنوی دلیس و رانین" جعفر (جعفر) علی ابراہیم مولف
ایں کتاب (۱) باہتمام دستیاب نشد ۔ و نظر بر انکہ
انتخاب مستقدان است و بطور منتخبات ایں ہمہ ملی نمایہ با
پنج قصہ بیت انتخابیہ را کہ در ریاض الشعر از مندرج است
در یں جا اثبات نمودہ"

مصنفؒ نے اس تذکرہ کی تدوین میں متعدد تذکروں کا حوالہ دیا ہے اسی سلسلہ میں سراج الدین علی خاں آرزو کے مشہور تذکرہ کا حوالہ دیتے ہوئے اور حضرت شیخ ناصر علی سرہندی المتخلص بہ علیؒ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے :۔

"بہ قولِ سراج الدین علی خاں آرزو شاعر مذکور (یعنی علی
سرہندیؒ) در راسے ایں مثنوی کہ متداول است مثنوی
دیگرہم دارد اما بسیار پریشان و در جو متعددہ طرح
دادہ است"

تذکرہ میں شعراء کی زمانہ وار ترتیب نہیں ہے۔ بہر حال تذکرہ کافی بسوط اور مفصل ہے۔ کاتب نے سرورق پر اس کا نام "تذکرۃ الشعراء" لکھا ہے۔ اسی لئے یہ نام لکھ دیا گیا۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے کیونکہ نسخہ ناقص الآخر ہے۔ البتہ درمیان میں کئی جگہ کاتب نے بلا اظہار نام مختلف مہینوں کا نام لکھتے ہوئے "١٢٢٤ھ" لکھا ہے۔ نسخہ کا خط معمولی نستعلیق ہے۔ بعض اوراق کرم خوردہ ہیں جن کی چٹ بندی کر دی گئی ہے۔

٩٢٠ / ١٠٣

٣٣۔ کلمات الشعراء :۔ (ناقص الاول)

مصنف مرزا محمد افضل سرخوش ۔ سال تصنیف ١٠٩٣ھ / ١٦٨٢ء اوراق (٩٨) تقطیع ½ ٥ × ½ ٨
(١١) ویں صدی ہجری کے ممتاز شعراء کا یہ مختصر تذکرہ ہے۔

آغاز :۔

آب بود معنی روشن غنی — چوب اگر [illegible]

اختتام :۔

دیوانۂ ارجمند نادیدہ شعار — دیدیم شعاٰت کم و ہم بسیار
باز زدہ کام بگر رستخیز ش کرد — چینی فغفور ۔ امر مو دار

Marfat.com

یہ تذکرہ کافی مشہور و متداول ہے اس کا دوسرا نام "تذکرہ سرخوش" بھی ہے۔ شعراء کے تخلص کے اعتبار سے بہ ترتیب حروف تہجی صرف شعراء کے نام و تخلص ہیں اور ان کے کلام کا نمونہ درج ہے۔ یہ سب شعراء تقریباً "سرخوش" کے معاصر ہیں۔

سرخوش کے متعلق مصنف "لباب الالباب" نے لکھا ہے کہ مرزا محمد افضل سرخوش عہد عالمگیری میں حکومت سے وابستہ تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب کے انتقال کے بعد مرزا "دار الخلافت دہلی" میں گوشہ نشین ہو گئے تھے شہنشاہ فرخ سیر کے عہد تک زندہ رہے اور بقول مصنف ریاض الشعراء بہ عمر (۷۶) سال ۱۱۲۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ نسخہ بہ خط نستعلیق صاف لکھا ہوا ہے۔ نسخہ کافی کرم خوردہ ہے۔ جلد بندی انتہائی بے احتیاطی سے کی گئی ہے جس کی وجہ سے اکثر اوراق کے حصے ناقابلِ قرأت ہو گئے ہیں۔

ترقیمہ:۔

"تمت تمام شد کلمات الشعراء تصنیف محمد افضل سرخوش"

آخر میں نہ کاتب کا نام ہے اور نہ سالِ کتابت درج ہے۔ لیکن خط اور کاغذ سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ۱۲ ھ صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ مصنف کی زندگی میں لکھا گیا ہو واللہ اعلم

۳۴-۱۹۰:- خزانہ عامرہ:۔ ۹۲۰/۳۳

مصنف حضرت سید غلام علی آزاد بلگرامیؒ۔ سال تصنیف ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء سال کتابت ۱۲۳۷ھ۔ اوراق (۲۵۸)۔ تقطیع ۶" × ۹"

بہ ترتیب حروف تہجی شعراء ہند و بیرون ہند کا یہ وہ مشہور تذکرہ ہے جو مطبع نولکشور وغیرہ میں طبع ہو چکا ہے

آغاز:۔

"سر کلام رحمت حمد صانعے کہ انسان را بگوہر گراں مایہ ناطقہ نواخت"

اختتام:۔

"یوسف نہ کند شکوہ ز بے مہری ایام — دارد دل خود جمع کہ انجام بہ خیر است

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین"

Marfat.com

خزانۂ عامرہ کے دیباچہ میں بعد حمد و نعت و منقبت مصنف رح نے وجہ تالیف لکھتے ہوئے تاریخ تصنیف "سنۃ ست و سبعین و مائۃ و الف"

لکھ کر یہ مصرعۂ تاریخ بھی لکھا ہے جو مصنف رح کے ایک قطعہ کا آخری مصرعہ ہے

"حق دادہ عجب خزانۂ عامرہ"

۱۱۷۶ھ

کاتب نے ابتدا میں ان تمام شعراء کے ناموں کی فہرست بہ ترتیب حروف تہجی بھی لکھدی ہے

ترقیمہ:۔

کتبہ بندہ رستم خاں نسخہ ہذا ہنگام بودن مشرق دیار برادر صفا
لطف شعار والا تبار سید محمد سعید خاں بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ
بہ طریق یادگار نویسایندہ داد ند جزاہ اللہ فی الدارین خیرا

تاریخ

کتاب دلکشائے میر آزاد — رقم گشتہ ز لطف مشفق ما
اگر سلطان کسے تاریخ پرسد — بگو نقل کتاب خوب و زیبا

۱۲۳۷ھ

تاریخ گو کوئی شاعر "سلطان" ہیں۔ کتاب اچھی حالت میں ہے اور بہ خط شکستہ آمیز صاف لکھی ہوئی ہے

۹۲۰/۱۰۵ **۴۳۔ مآثر الکرام جلد اول:۔**

مصنفہ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ سال تصنیف ۱۱۶۶ھ / ۱۷۵۳ء۔ کتابت ۱۲۰۳ھ اوراق (۸۸)
تقطیع $8'' \times 5\frac{1}{2}''$

یہ علماء، فقراء ہند کا وہ تذکرہ ہے جس میں بیشتر حضرات بلگرام (ضلع ہردوئی) یوپی کے رہنے والے تھے۔ جستہ جستہ ان علما و فقرا کا بھی تذکرہ ہے جو بلگرام کے نہیں ہیں

آغاز:۔

نسائم المحامد سادیۃ الی الحمی انس ہدی،
و ازہار التصلیۃ و التسلیم باسمۃ علی العریش
الاحمدی

Marfat.com

اختتام :-

این نامۂ خاص روح پرور　　　ما طیبہ شامہ مسک

انجام بعون ایزدی یافت　　　تاریخ شنو "ختامہ مسک"

۱۱۶۶ھ

مصنف نے بعد حمد و نعت دیباچہ میں حب وطن کے اصول کو بحوالہ احادیث نبوی بیان کرتے ہوئے وجہ تصنیف کو لکھا ہے اس کے بعد لکھا ہے :-

"این صحیفہ مخصوص مشائخ و فضلا است و مرآت عکوس

این ہر دو طائفہ والا"

اس کے بعد اس کی دوسری جلد "سرو آزاد" کا بھی ذکر اس طرح سے کیا ہے

" برائے شعرا السنۂ ثلثہ (عربی فارسی - ہندی)

رنگینے علیحدہ ریختم و از بعض وجوہ تفصیلیں را با فصول

شعرا نیامیختم

چونکہ مصنف نے اپنے اہل وطن کے علما و فضلا کے حالات قلمبند کئے ہیں اس لئے اس نسخہ کا نام "آثر الکرام فی تاریخ بلگرام" لکھتے ہوئے اس کو حسب ذیل دو فصلوں پر تقسیم کیا

(۱) فصل اول :- در ذکر فقرا قدس اللہ اسرارہم

(۲) فصل دوم :- در ذکر فضلا نور اللہ مضاجعہم -

یہ گویا تذکرہ کی پہلی جلد ہے - دوسری جلد میں جس کا نام "سرو آزاد" ہے شعرا عربی و فارسی و ہندی کے حالات لکھے ہیں - مصنف نے آخر میں اپنا حال زیر عنوان "راقم این سواد بندۂ آزاد" لکھا ہے جس میں مصنف نے حالات سفر حجاز مقدس کو خصوصیت سے لکھا ہے - مصنف نے تاریخ تصنیف کا قطعہ لکھتے ہوئے "ختامہ مسک" کے جملہ سے تاریخ تصنیف نکالی ہے جو ۱۱۶۶ھ ہوتی ہے -

۱۱۶۶ھ

ترقیمہ :-

" از بسکہ بنا بر آمد و رفت بلگرام از برادران آں مقام

صاحبان آں جا قطع نظر از وطن و قرابت آبار کرام الفت

دا نے زائد الوصف حاصل شد اکثر اوقات تذکرہ آں

نو نہالان می آمد لہذا این کتاب کہ مشتمل بر احوال بلگرامیاں

Marfat.com

است دست بدست بانتساخ رسید بتاریخ ہشتم
و پنجم محرم مکرم روز یکشنبہ ۱۲۰۳ھ نبوی صلعم"

کاتب نے اپنا نام اور مقام کتابت نہیں لکھا

اس کے بعد کاتب نے عربی رسالہ "سبحۃ المرجان" مصنفہ حضرت آزاد بلگرامیؒ سے مولانا سید قمر الدین الحسینی اور ان کے صاحبزادہ میر نور الہدیٰؒ کے حالات کو بھی نقل کر دیا ہے۔ موخر الذکرؒ کے حالات ناقص رہ گئے کیونکہ کتاب کے آخر کے اوراق نہیں ہیں

خط معمولی نستعلیق وشکستہ آمیز ہے

شروع کتاب میں ہر دو فصلوں کی فہرست بھی ہے جس میں ان بزرگوں کے نام ہیں جن کے حالات اس کتاب میں ہیں سرورق پر نام کی دو مہریں ہیں ایک میں نام کا سجع "شحنہ آمد و سلطان عالم" ہے دوسری مہر میں سید سلطان عالم ۱۲۳۰ھ ہے۔

۹۲۰ / ۱۰۷

۳۵۔ ایضاً۔ ایضاً

سال کتابت ۱۲۹۶ھ۔ اوراق (۲۱۹)۔ تقطیع ۷ × ۱۱ ½

"آثر الکرام" کا یہ دوسرا مکمل نسخہ ہے جو بہت معمولی خط شکستہ میں لکھا ہوا ہے۔ کاغذ بھی معمولی ہے۔

اس نسخہ میں بجائے مولانا قمر الدینؒ کے حالات کے جو نسخہ سابقہ میں ہیں کاتب نے بعد تم کتاب یہ لکھتے ہوئے

"بعد اتمام ایں کتاب نسخہ دیگر ہم رسانند (رسید) ازاں
فہرست برگرفتہ شد فاما در نسخہ مذکورہ و منقول منہ
تفاوتے خفیف یافتہ شد بالخصوص در احوال سید
عبد الجلیل وغیرہ وغیرہ"

کاتب نے اس تفاوت کی وجہ سے ان بزرگوں کے حالات نقل کئے ہیں جو نسخہ منقول منہ میں نہیں تھے جس میں بیشتر میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد بلگرامی اور ان کی اولاد و احفاد کے حالات ہیں [illegible] سال کتابت ۱۲۹۶ھ لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ

"نسخہ منقول منہ [illegible]"

۹۲۰ / ۱۰۷

۳۶۔ تذکرۂ بے نظیر۔

مصنفہ سید عبد الوہاب افتخار بخاری، سال تصنیف [illegible] ۱۲ [illegible]

مصنف نے یہ تذکرہ اپنے ہم عصر فارسی شعرا کا بہ ترتیب حروف تہجی اپنا تخلص لکھا ہے

Marfat.com

آغاز:۔

جہان جہان حمد معروض بارگاہِ صنعت طرازی کہ پریزادانِ
معانی را در شہنشاہی الفاظ جا داد

اختتام:۔

پس آفتاب ہر صبح بارادۂ قدمبوسی والا بمشرق می گردد

مصنف نے حمد وثنا کے بعد اپنا نام لکھتے ہوئے پہلے توجہ تالیف کو لکھا ہے اور اس کے بعد تذکرہ کے نام کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ:۔

میر صاحب (میر غلام علی آزاد رح) والامناقب سلمہ
اللہ الواہب نام و تاریخ این مختصر "بے نظیر" یافتند ۱۱۷۲ھ

اور اسی کے بعد حضرت آزاد کا یہ تاریخی قطعہ لکھا ہے:۔

قطعہ

سید صاحب معانی انتخاب — کلک گوہر ریز او ابر مطیر
کرد از آثار عالی نظرتاں — طرح تالیف لطیفۂ دلپذیر
بندہ آزاد مقید با سخن — نام و تاریخش رقم زد "بے نظیر" ۱۱۷۲ھ

اس کے بعد مصنف نے شعراء کا مختصر تذکرہ مع نمونۂ کلام بہ ترتیب حروف تہجی لکھا ہے۔ کل شعراء فارسی گو کی تعداد (۱۴۲) ہے ان میں بیشتر وہ شعراء ہیں جو بارھویں صدی ہجری میں سلطنتِ آصفیہ سے وابستہ تھے مصنف نے اپنے حالات میں اپنا نام لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ "وہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کی اولاد میں تھا" پیدائش اور پرورش احمد نگر میں ہوئی اور اس کی شادی بقول خود:۔

باصبیۂ سید مرتضیٰ خاں حارس حصار شہر پناہ قلعہ دولت آباد

ہوئی اس کے بعد مصنف دولت آباد ہی میں مقیم ہو گیا۔ مصنف نے عربی و فارسی علوم متداول کے ساتھ ساتھ علم طب کی بھی تحصیل کی تھی اور شعر گوئی میں بھی مہارت پیدا کر لی تھی چنانچہ بقولِ خود ایک دیوان بھی ترتیب دیا تھا۔

مصنف کی تاریخ پیدائش اور وفات کا حال اس لئے نہ معلوم ہو سکا کہ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے اور نہ ابتدا میں اس کی طرف کوئی اشارہ ہے۔

آصفیہ لائبریری اور ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی فہرستوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں یہ نسخہ نہیں ہے۔ نسخہ

Marfat.com

معمولی خط نستعلیق جلی میں لکھا ہوا ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

۳۷۔ تذکرہ میر تقی :۔

۹۲۰
۱۸۰

مصنف میر تقی میر۔ سال تصنیف وکتابت ۱۲۲۲ھ ہجری۔ اوراق (۶۳) تقطیع ½۷" × ½۱۰"
مصنف نے بعد حمد ونعت مختصر تر دیباچہ میں اپنا نام لکھ کر ذاتی سوانح کی تالیف کے متعلق صرف اتنا لکھدیا ہے
"دریں ایام بیکار بودم و در گوشۂ تنہائی بے یار احوال
خود را بہ متضمن حالات وسوانح روزگار وحکایات و
نقلہا نگاشتم"

آغاز :۔

"حمد بیحد مرسخنورے را کہ یکہ بیت یکتائی او بہ عالم دوید
دثنار لاتعد صنعت گرے را کہ گوہرِ معنی در سلک نظم کشید"

اختتام :۔

..... اے باہنر — کہ ایں نسخہ گردد بہ عالم سمر
زتاریخ آگر شوی بیگماں — فزائی عدد بست وہفت از سر
تمت الکتاب بعون الملک الوہاب در سنہ ۱۲۲۲ھ نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مطابق ۱۸۰۸ء

مصنف نے اپنی سوانح کے ساتھ ساتھ اپنے عہد کے تاریخی واقعات کو بھی جو مصنف کے چشم دید ہیں لکھا ہے جو تاریخ ہند کے طلبہ کے لئے بہت مفید ہیں۔
مصنف نے تذکرہ کے اصولاً دو حصے کئے ہیں ایک حصہ وہ ہے جس میں مصنف نے اپنے حالات لکھتے ہوئے اپنے ذاتی تجربات اور شواہد کو لکھا ہے اور اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر کے واقعات کو جو سلطنت مغلیہ کے تنزل کا باعث بنے کافی تفصیل سے لکھا ہے۔ دوسرا وہ حصہ ہے جس کے صرف چند اوراق ہیں اس میں مصنف نے مذاقِ زمانہ کے اعتبار سے چند لطائف وظرائف۔ یہ لکھتے ہوئے "حالیہ خامہ لطائف چند بر زبان دارد برائے خاطر دوستاں بری نگارد" لکھدئے ہیں جن میں بعض لطائف یقیناً پرلطف اور قدیم زمانہ کے ہیں اور بعض نہایت فحش اور گندے ہیں
موجودہ نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس لئے نادر ہے۔ بخط نستعلیق نہایت خوبصورت لکھا ہوا ہے بین السطور میں بعض ضروری محاوروں اور مشکل لفظوں کے معانی بھی سُرخی سے بخط نستعلیق لکھے ہیں نسخہ کا کاغذ بہت نازک ہے۔

Marfat.com

بعض بعض اوراق کرم خوردہ اور سقیم تھے ان کی جلد بندی کافی بے احتیاطی سے کی گئی۔ نسخہ کا سال کتابت و تصنیف غالباً ایک ہی ہے یعنی ۱۲۲۳ھ ہجری۔

سرورق پر کچھ مہریں تھیں وہ مٹادی گئی ہیں۔ دیباچہ کے پیشانی پر ایک مہر ہے اس کے نیچے "مالک عظمت اللہ صدیقی" لکھا ہے۔

ایک عرصہ ہوا اس کو انجمن ترقی اردو ہند نے مع مقدمہ کے (جو عبدالحق صاحب سابق آنریری سکریٹری انجمن کا لکھا ہوا ہے) طبع کرادیا ہے۔ چونکہ ناشر نے اس مسودہ سے زیادہ استفادہ کیا ہے لہذا مقدمہ میں اس کو حوالہ تفصیلی طور پر دیدیا ہے

۹۲۰
―――
۱۰۹

۲۸۔ مرآۃ الاحوال جہاں نما (ناقص الآخر)

مصنف احمد بن محمد علی بن محمد باقر اصفہانی بہبہانی۔ سال تصنیف تقریباً ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء اوراق (۱۰۴) تقطیع ½۴ × ½۹

مصنف کا یہ خود نوشت تذکرہ ہے جس میں مصنف نے اپنے اسلاف کے حالات کے ساتھ ساتھ ایران اور ہندوستان کے متعدد وصوفیائے کرام کے سوانح بھی لکھے ہیں۔

آغاز:۔

"الحمد للہ الذی جعل العلماء ورثۃ الانبیاء"

اختتام:۔

"نہ آنکہ عبادات وطاعات را بالمرہ ترک کند و بر سید الشہداء
بگرید و باین طلب آمرزش کند و نہ آنکہ یک من تریاق چکیدہ
راخورد و بخوردن شبیر معالجہ نماید"

مصنف نے بعد حمد وثنا دیباچہ میں اپنا نام "احمد بن محمد علی بن محمد باقر الاصفہانی المشہور بالبہبہانی" لکھتے ہوئے اپنے اس سفرنامہ کا نام لکھا اور اس کے بعد

"شاہزادہ بلند اراد عظیم الوقار محمد علی خاں بہادر قاجار"

کا نام لکھتے ہوئے لکھا ہے:۔

آں مفخر زماں (شاہزادہ) راطالب سیر کتب و راغب
دریافت احوال ہر اقلیم و کشور دید"

اس لئے ان اوراق (سفرنامہ) کو:۔

Marfat.com

"تحفۂ حضور پر نور معدلت دستور آں زبدۂ آفاق گردانید"۔

اس تمہید و عنوان کے بعد مصنف نے لکھا ہے کہ :۔

"آں حاوی بر چند مجلدات است و مجلد اول آں مشتمل بر پنج مطلب و خاتمہ"

یہ گویا پہلا مجلد ہے جس میں حسب ذیل (۵) مطلب (۳) مقصد اور ایک خاتمہ ہے

(۱) مطلب اول :۔ حالات مجتہد محمد تقی مجلسی و اولاد و احفاد آں

(۲) مطلب دوم :۔ حالات ملا محمد باقر مجلسی و اولاد آں

(۳) مطلب سوم :۔ حالات مولانا محمد صالح مازندرانی

(۴) مطلب چہارم :۔ حالات ملا محمد باقر اصفہانی المشہور بہ بہبہانی جد مصنف

(۵) مطلب پنجم :۔ حالات مصنف کتاب (اس میں تین مقصد ہیں)

(الف) مقصد اول :۔ ذکر مجملے از بدو ولادت تا ورود جزیرہ بمبئی

(ب) مقصد دوم :۔ ذکر از بدو ورود جزیرۂ بمبئی تا اوان ختم ایں رسالہ

(ج) مقصد سوم :۔ در بیان احوال سلاطین فرنگ و مملکت ایشاں و احوال بادشاہ انگریز و ملکہ۔ او و احوال کمپنی یعنی جماعتے از تجار آں قوم کہ مملکت وسیع ایشاں ہندوستان را مسخر نمودہ اند و شرح کیفیت حکومت و ریاست و عادات و ضاعات ایشاں است

۶۔ خاتمہ :۔ ——— در نصائح متعلقہ سلطنت

فی الحقیقت مصنف نے یہ اپنا سفر نامہ لکھا ہے جس میں اس نے اپنے تجربات و مشاہدات کافی تفصیل سے لکھے ہیں کربلا وغیرہ ہوتا ہوا وہ ہندوستان غالباً ۱۲۲۰ھ میں پہنچا اور حیدرآباد ہوتا ہوا وہ لکھنؤ بعہد "نواب سعادت علی خاں بہادر" والئ اودھ پہنچا۔

سفر نامہ کافی دلچسپ ہے (۱۸۰۵) دیباچہ میں مہدی عسکری کی منظوم تاریخ ہند و ایران کا کچھ ذکر ہے اس کا اہتمام تھا ہے مصنف فرقہ امامیہ سے متعلق ہے۔ چنانچہ "مسقط" کے قیام کے زمانہ کا حال لکھتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ :

"و اغلب اہل سوق آں از اہالی ہند اند و حکام آنجا اگرچہ

" بمذہب (یعنی اہل سنت) اند لیکن متوطن در اشیں مسلمہ

و بعدل و داد موصوف اند"

اس کے بعد آگے چل کر مصنف نے لکھا ہے :۔

"و با آنکہ حکومت آں متعلق "بہ خوارج" است از برکت میلاد ... را

شیعاں را بیمے از عزاداری نیست بہ دو علانیہ ماتم داری می کنند"

Marfat.com

مسقط سے جانب بمبئی بذریعہ جہاز روانگی کا حال لکھتے ہوئے مصنف نے لکھا ہے کہ :-

" در اثنار راہ بہایت خوش گزشت وچوں اہلِ آں ہمہ
(مسافر) از سنی بودند تقیہ می کردم"

"مقصد دوم" میں مصنف نے سب سے پہلے ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کے نام مع تفصیل کے لکھے ہیں۔ اس کے بعد یہاں کی موسمی حالات اور میوہ جات وغیرہ کو بیان کرتے ہوئے نہ صرف یہاں کی تمدنی حالت پر روشنی ڈالی ہے بلکہ بعض جگہ ایران اور ہندوستان کے تمدن کا دلچسپ مقابلہ بھی کیا ہے۔ مصنف شیخ علی حزیں کے انتقال کے بعد ہندوستان آیا چنانچہ وہ بنارس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ :-

" شیخ محمد علی حزیں در آنجا ساکن بود تا آنکہ برحمتِ ایزدی
پیوست وقبرش در آں مشہور است"

سفرنامہ قابلِ مطالعہ ہے افسوس ہے کہ اس "مجلد اول" کے آخر میں کچھ اوراق کم ہیں۔ قیاس یہ ہوتا ہے کہ کاتب نے باقی ماندہ اوراق نقل نہیں کئے۔ "مقصد سوم" اور خاتمہ نقل کرنے سے رہ گیا خط شکست آمیز ہے۔

مصنف کی پیدائش بمقام کرمان شاہ محرم الحرام سنہ ۱۱۹۱ھ میں ہوئی۔ اور وفات لکھنؤ میں ہوئی۔ چونکہ تاریخ وفات کا پتہ نہ چل سکا اس لیئے صحیح عمر نہیں لکھی جا سکتی ہے۔ سنہ ۱۲۲۲ھ میں مصنف لکھنؤ آیا۔ جہاں عرصہ تک رہا۔ مزید حالات زندگی نہ معلوم ہو سکے۔

$\frac{920}{110}$

۹۳- تذکرۃ الاحوال

مصنف شیخ علی حزیں۔ سالِ تصنیف سنہ ۱۱۵۴ھ۔ سالِ کتابت سنہ ۱۲۷۴ھ اوراق (۱۱۱) - تقطیع ۵" × ۷½"-

شیخ علی حزیں مرحوم نے یہ اپنا تذکرہ جس میں تربیت و تعلیم سفر اور سکونت ہندوستان کے علاوہ بعض علماء و شعراء ایران کے حالات بھی مجملاً لکھے ہیں۔ اس نسخہ کے ابتدائی غالباً دو اوراق جو حمد و ثنا اور کچھ دیباچہ سے متعلق ہیں نہیں ہیں۔

آغاز :-

"جانے کہ تو دادہ فدائے تو کنم" :-
"چوں انسان ہیں ثمرہ وگزیں سرمایہ در کارگاہ تحصیل عبرت است"

اختتام :-

برخیز حزیں از سر دنیا برخیز   زیں کہنہ دہن نوائے سحا برخیز

Marfat.com

تنہا تو دریں انجمنے بیگانہ   برخیز ازیں میانہ تنہا برخیز

دخل اللہ الغفران دار بیبلک بالفرح الاحزان۔ انہ جواد کریم

مصنف نے دیباچہ میں "سرگزشت خود نوشت" پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے اپنے نام و نسب سے تذکرہ شروع کر دیا اور تذکرہ کو دوسرے مصنفین کے طرز پر ابواب و فصول پر تقسیم نہیں کیا بلکہ سرگزشت کو بدون ترتیب خاص شروع کر دیا۔ اس میں مصنف نے اپنے والد اور اپنے اساتذہ کے حالات لکھے ہیں اس کے بعد اپنے سفر کے حالات لکھتے ہوئے ہندوستان میں پہنچنے اور مختلف شہروں میں قیام کا مفصلاً ذکر کیا۔ آخر میں بقول خود

"مجملاً از حین ورود شاہجہان آباد تا حال تحریر کہ آخر سال

اربع وخمسین ومائہ بعد الالف است

دہلی میں اپنے سہ سالہ قیام کو لکھتے ہوئے لکھا ہے :۔

"پیوستہ در خیال حرکت و نجات ازیں کشور کہ بہ غایت

مسافر افتادہ بودم و از کثرت موانع عائقہ میسر نیامدہ"

بقول خود (۵۳) سال عمر کے گزار دیئے اور آخر کار وہاں سے چل کر بنارس میں مستقلاً قیام کیا۔ جہاں کافی عرصہ تک قیام رہا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ مصنف نے ابتدا میں اپنی ولادت :۔

"ولادت در روز دوشنبہ بست و ہفتم شہر ربیع الثانی سن

سال ہزار و یکصد و سہ ہجریہ در دارالسلطنت اصفہان"

لکھی اور ۱۱۵۴ھ میں تذکرہ کا سال تصنیف لکھتے ہوئے اپنی عمر (۵۳) سال کی لکھی ہے۔ حساب سے یہ عمر غلط معلوم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ کتابت کی غلطی ہو اور بجائے (پنجاہ و یک) کاتب نے (پنجاہ و سہ) لکھ دیا ہو۔ بہر حال تذکرہ کافی دلچسپ اور پر از معلومات ہے۔ "شیخ حزیں ہمیشہ حزیں (یعنی غمزدہ) رہا ہے اور کہیں اطمینان کی زندگی بسر نہ کر سکے۔ تذکرہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کسی جگہ خوش نہ رہے۔ نسخہ کافی غلط آمیز ہے۔ کاتب نے اکثر جگہ املا کی غلطیاں کی ہیں۔

ترقیمہ :۔

تمت تمام شد بخط خام بندۂ عاصی محمد واحد ساکن ملگام

بتاریخ بست و یکم شہر رمضان المبارک ۱۲۶۴ھ بپایان

روز بر آمدہ بود تحریر یافت

Marfat.com

۹۲۰
۱۱۱

۴۰۔ بدائع وقائع

مصنف راجہ انند رام مخلص۔ سالِ تصنیف ۱۱۶۳ھ۔ مکتوبہ ۱۲۰۲ھ۔ اوراق (۱۸۶)۔ تقطیع ۵×۸
راجہ انند رام مخلص نے یہ گویا اپنی "سرگذشت" لکھی ہے

آغاز:۔

خداوندا چوں گل چینی بہارستانِ حمدت کہ جواہر عفون؟
(عفا لہا عنوان) عشر دراں گلزمین مانند شگوفہ اجزا
از ہم می ریزد:۔

اختتام:۔

حاجی برفاقتِ شاں پیشتر روانہ شد وبست و دہم جمادی الثانی
سن مذکور ۲۹ سنہ جلوس محمد شاہی) حاجی با چھکڑہ ہائے
اموال و اقبال بہ خیریت بہ لاہور رسید

مصنف نے مختصر حمد کے بعد اپنے "گوشۂ تنہائی" اور وجہ تالیف کو بیان کرتے ہوئے "بدائع وقائع" نام لکھ کر قارئین کو اپنی کتاب کی طرف یہ کہکر متوجہ کیا ہے:۔

زیں پریشاں نسخہ مگذر سرسری　　سرگذشتِ مخلصِ دیوانہ است

اس کے بعد اس نے اپنے زمانہ کے واقعات کو ۱۱۴۵ھ سے شروع کر کے ۱۱۶۳ھ پر ختم کیا۔ گویا اس میں شہنشاہ محمد شاہ کے انتقال ۱۱۶۱ھ کے دو سال بعد تک کے اس کے ذاتی اور صفاتی سوانح ہیں۔ سب سے پہلے اس نے اپنے مربی نواب وزیر الممالک اعتماد الدولہ عین بہادر نصرت جنگ کی تعریف لکھتے ہوئے نواب صاحب کی جاگیر مسعود آباد کی تفصیل لکھی جہاں وہ نواب صاحب کے ساتھ سیر و شکار کے سلسلہ میں گیا تھا اس کے بعد دوسرے واقعات مع احوال افسران اعلیٰ سرکاری اور احباب اور اعزا کا حال اور اپنی سیر و تفریح شاعری اور ارباب نشاط کے ساتھ اپنی دلچسپیوں کا حال قلمبند کیا ہے۔ اس میں بعض تاریخی واقعات کو بھی قلمبند کر دیا ہے جو اس عہد میں پیش آئے۔ آخر میں اپنے خدمتگار "چینتا من" اور غلام "رام داس" کی عادتوں کو لکھتے ہوئے "چینتا من" کے قاتلانہ حملہ کو لکھا جو اس نے سوتے میں "رام داس" پر کر کے اس کا کام تمام کیا۔ چنانچہ مصنف نے جو اس کی موت اور "چینتا من" کے مجرمانہ فعل پر مرثیہ لکھا ہے اس کا آخری شعر یہ ہے جس میں اس نے اس قتل کی واردات کی تاریخ بھی لکھی ہے۔

Marfat.com

مگر کشید آہ دمن بعد گفت　　بگو خونِ ناحق شداے اہلِ داد

بہر حال کتاب انشا نیز تاریخ کے اعتبار سے کافی دلچسپ اور پراز معلومات ہے ۱۱۶۳ھ

کتاب کے ابواب و فصول کے اعتبار سے کوئی تقسیم نہیں ہے اور نہ کوئی خاص ترتیب ہے۔ فی الحقیقت "مخلص" نے اپنی گوشۂ تنہائی کی کلفت کو دور کرنے کے لئے یہ مشغلہ نکالا تھا۔

کتاب کے عنوانات سرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔ کتاب معمولی خط شکستہ آمیز میں لکھی ہوئی اور بقول کاتب مصنف کے دستی نسخہ کی نقل ہے۔

ترقیمہ :-

تمت تمام شد کتاب بدائع و قائع تصنیف راجہ انند رام
تخلص بہ مخلص از مردم شاہجہاں آباد کہ در خجستہ عہد
بادشاہ جہاں دانگ ہندوستاں جنت نشان شاہ جم جاہ
محمد شاہ بادشاہ غازی نقل شدہ از کتاب راجہ سنتی چند
کہ بااظہار بشار الیہ جد مشار الیہ بود و از کتاب
کہ نقل نمودم بخط مصنف بود۔ نقل نمودہ بتاریخ روز ہشتم
ماہ محرالحرام سنہ ۱۲۰۲ھ باتمام رسید

۱- ریاض الانشاء -　——(تاریخ ہند)——

۹۵۴
۱۱۲

مصنف محمود گاواں المعروف بہ خواجہ جہاں تصنیف قبل ۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء۔ مکتوبہ ۱۰۰۳ھ اوراق (۱۶۱)۔
تقطیع ۶ × ۱۰ ۔

یہ مشہور وزیر اعظم دکن محمود گاواں کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو اگرچہ انشا و ادب کا نمونہ ہے لیکن اس کے ساتھ وہ تاریخی اہمیت بھی رکھتا ہے اول کا ایک ورق نہیں ہے اس لئے آغاز کی عبارت یہ ہے

آغاز :-

مارا چہ حد حمد و ثنا تو بود　　ہمہ حمد و ثنائے تو سزائے تو بود
الٰہی ماختگانِ بادیۂ طلب را کہ بنیاد حیات از آب و خاک
گریہ و تباد و بادو آتش آہ ۔

Marfat.com

اختتام :-

والمسئول من اللہ ان یخطط صحائف ذرات
علٰی انہ لیسوقہ القواطع و ینقط خطوط سطورہا
بالسنۃ اللوامع وان یوتیہ من حلل الاعمار
ما یکون ذیبہ ابدا کما اتاہ من الملک
ما امر یوت احدا

محمود گاواں کا نام عماد الدین محمود بن محمد گیلانی تھا جو خواجۂ جہاں کے نام سے مشہور تھا۔ دکن کا یہ وہ ممتاز وزیر اعظم تھا جس کی یادگار بہ شکل مدرسۂ بیدر (دکن) آج تک اس کے علمی کارناموں کو سراہتی ہے۔ ۸۸۶ھ / ۱۴۸۱ء میں اس کا انتقال ہوا اور بیدر میں دفن ہوا۔ اس کی ایک کتاب اور "مناظر الانشاء" بھی ہے۔ زیر نظر کتاب کے نسخہ جات بیشتر کتب خانوں میں ہیں مگر راقم کی رائے میں زیر نظر نسخہ قدیم تر مکتوبہ ہے۔ کیونکہ مرحوم کی وفات سے (۱۷) سال کے بعد لکھا گیا اس میں مختلف قسم کے رقعہ جات ہیں۔ آخری مکتوب شاہ مصر کے نام عربی میں ہے جو محض خیر سگالی ہے جو موجودہ زمانہ کی سیاست کا ایک اہم جزء ہے۔ نسخہ میں مفید حاشیے بھی ہیں۔ جس میں الفاظ اور جملوں کے معانی کے علاوہ رقعہ کے موضوع کی طرف بھی اشارہ ہے۔ بعض بعض مکتوب میں اس کی اپنی مصنفہ نظمیں اور قصیدے بھی ہیں جو فارسی کے بھی ہیں اور عربی کے بھی۔ درمیان کے کچھ اوراق آب خوردگی کی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے الفاظ بدشواری پڑھے جاتے ہیں رقعہ جات کے عنوانات سرخی سے عربی میں لکھے ہوئے ہیں۔ خط قدیم نستعلیق معمولی ہے۔ حاشیے کسی اور کے لکھے ہوئے ہیں۔

ترقیمہ :-

قد فرغت من تسوید ھذا الانشاء الموسوم
بریاض الانشاء بعد الظہر فی البلد الفاخر
لاہور فی الیوم الاحد فی ۲۰ شہر رمضان
المبارک سنۃ ۱۰۰۳ علی ید الضعیف النحیف
الراجی الی رحمۃ اللہ القوی الہادی جمال
الدین بن جلال الحافظ الکلام الربانی
فی حقہ و ملکہ بحکم الکتابۃ من ادعٰی
سواہ فقد بطل دعواہ

Marfat.com

یہ نسخہ عزیزم و برادرم رشید احمد صاحب صدیقی ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی (علیگ) پنشنر سشن جج حیدر آباد (دکن) کے عطیہ کتب خانہ کا ہے عزیزم موصوف نے میرے کہنے پر یہ قیمتی کتب خانہ اپنے والد بزرگوار کی یادگار میں جن کی یہ ملکیت میں تھا عطا کیا جتنی کتابیں انھوں نے بطور عطیہ دی ہیں ان میں علاوہ عربی۔ فارسی اور اردو مطبوعات کے ایکسو کتابوں سے زیادہ قیمتی نسخہ جات بھی ہیں جن میں سے بعض اہم اور نادر ہیں جزاہ اللہ خیر الجزا چنانچہ ان پر "عطیہ" کی مہریں معہ نام معطی کے لگوادی گئی ہیں۔ اسی کے ساتھ "انشاء دستور الہی" مجلد ہے جو نمبر $\frac{۹۵۴}{۱۵۰}$ پر درج ہے

$\frac{۹۵۴}{۱۱۲}$

۲- ہمایوں نامہ:- (ناقص الآخر)

مصنفہ گلبدن بیگم بنت بابر بادشاہ۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۰۳ھ۔ اوراق (۵۱) تقطیع ۶½ × ۱۰۔

ہمایوں نامہ کا یہ ناقص الآخر نسخہ ہے جس کو ہمایوں بادشاہ کی بہن گلبدن بیگم نے ہمایوں بادشاہ کے حالات میں مرتب کیا

آغاز۔

حکم شدہ بود کہ آنچہ از واقعہ فردوس مکانی و حضرت
جنت آشیانی میدانستہ باشید بنویسید۔

اختتام:-

در نواحی رہتاس کہ رسیدند بہ سید محمد حکم کردند کہ ہر دو چشم
مرزا میل کشند۔ در ساعت رفتہ میل کشید حضرت
بادشاہ بعد از میل کشیدن ......

گلبدن بیگم نے بقولِ خود (جیسا کہ آغاز کے جملوں میں ہے) ہمایوں بادشاہ کے حکم سے ہمایوں بادشاہ کے حالات میں یہ مختصر کتاب لکھی کتاب میں نہ تحمید ہے اور نہ تمہید بلکہ بسم اللہ کے بعد اپنے بھائی کے حکم کا حوالہ دیتے ہوئے مصنفہ نے بطور معذرت یہ لکھا ہے:-

"وقتے کہ حضرت فردوس مکانی از دار فنا بہ دار البقا
خرامیدند این حقیر (یعنی گلبدن بیگم) ہشت سالہ بود میان
واقع شاید کمتر بہ خاطر ماندہ بود۔ بنا بر حکم بادشاہی
آنچہ شنیدہ و بہ خاطر بود نوشتہ می شود"

Marfat.com

اس کے بعد بقول خود :-

" دراول این جزء از واقعۂ حضرت بابا ام نوشتہ می شود
اگرچہ در واقعہ نامہ (غالباً تزک بابری) حضرت بادشاہ
بابا ام این سخناں مذکور ست بنا بر تیمناً وتبرکاً نوشتہ می شود

مصنف نے شہنشاہ بابر کے ابتدائی زندگی کے حالات کو قلمبند کر کے ہندوستان کے حملہ اور فتح کو اس طرح لکھا ہے :-

" تا آنکہ ترتیب پنجم روز جمعہ غرۂ صفر ۹۳۲ھ (نصد وسی ودو)
از دہ یعقوب نزول اجلال کوچ بکوچ متوجہ ہندوستان
شدند ولاہور وسرہند وہر ولایت کہ در سر راہ بود فتح
کردند بتاریخ ہشتم ماہ رجب روز جمعہ ۹۳۲ھ در پانی پت
بہ سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر بن بہلول لودی جنگ
صعب کردہ بہ عنایت الٰہی غالب آمدند و سلطان ابراہیم
دراں جنگ کشتہ گشتہ "

مصنف نے شاہنشاہ بابر کے تفصیلی حالات کے بعد ہمایوں کے عہد کو قلمبند کیا ہے جس میں کافی تفصیل ہے۔ آخر میں مرزا کامران اور مرزا ہندال (برادران ہمایوں) کی باہمی جنگ کو لکھتے ہوئے مرزا ہندال کی شہادت اور مرزا کامران کی گرفتاری کو لکھا ہے اس کے بعد اس فیصلہ کو لکھا ہے جو ہمایوں بادشاہ نے تمام امراء کے محضر کی بنیاد پر مجبوراً مرزا کامران کے خلاف کیا۔ یعنی :-

" ہر دو چشم مرزا کامران را میل کشند "

کاتب نے یہیں تک کتاب نقل کی ہے۔ اس کے کاتب " احقر محمد اختر " مارہروی ہیں جنھوں نے ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو لندن کے برٹش میوزیم کے نسخے سے اس کو نقل کیا ہے چنانچہ خاتمہ پہ اپنا نام لکھتے ہوئے مندرجہ بالا تاریخ لکھی اور سرورق پر انگریزی میں لکھا ہے :-

Copeid from the Britist
Muslum Persian Mss:

کاتب کو فارسی پر عبور نہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ نسخہ میں املا کی کافی غلطیاں ہیں مثلاً " زانا " کو " زعنا " اور " عمر " " غمر " وغیرہ وغیرہ لکھا ہے اگر اصل نسخہ میں غلطیاں تھیں تو نقل کرنے والے کو چاہئے تھا کہ وہ نقل میں اس کو درست کر لیتا ایسا نہ کرنا کم سوادی کی دلیل ہے۔ خط معمولی نستعلیق ہے

Marfat.com

۹۵۴/۱۱۴

۳- دیباچہ اکبر نامہ۔ (ناقص الآخر)

علامی ابوالفضل تصنیف قبل سنہ ۱۰۱۱ھ - اوراق (۱۰) تقطیع ۸ × ۴½

علامی ابوالفضل کی مصنفہ تاریخ اکبر نامہ کا یہ دیباچہ ہے۔ کاتب نے صرف دیباچہ ہی نقل کیا ہے وہ بھی پورا نہیں۔
علامی کی سوانح آئندہ درج کی جائیں گی

آغاز:-

اللہ اکبر ایں چہ دریافتیست اشرف وشناختے اثر دن

اختتام:-

تا ایں راز حوصلۂ بشری برتر داند از بس ماند

یہ مشہور تاریخ اکبر نامہ کا دیباچہ ہے جس میں صرف عبارت آرائی اور انشاء پردازی ہے اس کی اہمیت بس یہی ہے کہ یہ ایک تاریخ کا دیباچہ ہے اور کوئی اہمیت نہیں ہے۔ خط معمولی نستعلیق ہے۔ اس کے ساتھ حسب ذیل (۳) اور نسخہ جات مجلد ہیں جو فن قصص و حکایات یا انشا کے متعلق ہیں مگر چونکہ یہ دیباچہ اکبر نامہ کے ساتھ مجلد ہیں اس لئے ان سب کو فن تاریخ ہند ہی میں درج کر دیا گیا ہے دیباچہ اکبر نامہ کا خط نستعلیق جلی ہے۔

۱- حسن وعشق (مصنفہ نعمت خاں عالی۔ ۹۵۴/۱۵۶ ۲- مشابہات ملا طغرا (حسن وعشق ۹۵۴/۱۶۷) ۳- چند مختصرات ومکتوبات ۹۵۴/۱۶۱

۹۵۴/۱۱۵

۴- مکاتبات علامی:- (ہر دو دفتر مکمّل)

مرتب شیخ عبد الصمد ابن افضل محمد۔ سال ترتیب سنہ ۱۰۱۵ھ مکتوبہ سنہ ۱۲۱۴ھ اوراق (۱۲۳) تقطیع ۶ × ۱۰½

علامی شیخ ابوالفضل کے یہ وہ مکاتبات ہیں جن کو علامی کے قتل کے بعد سنہ ۱۰۱۵ھ میں ان کے بھانجے عبد الصمد ولد افضل محمد نے مرتب کیا۔

آغاز دفتر اوّل:-

گوناگوں نیائش مر داورے کہ وجود بشر را از کار خانۂ
عنایت کسوت حیات پوشانیدہ

Marfat.com

اختتام دفتر اوّل :-

در باب سر انجام راہ حکم اشرف صادر شدہ بجلوۂ ظہور
خواہد رسید

آغاز دفتر دوم :-

عرضداشت کمترین بندہا ابوالفضل بتوجہ شاہنشاہی

اختتام دفتر دوم :-

انچہ دلا ہر باب بہ خاطر رسد اعلام بخشند کہ ترا اہل
دانستہ نوشتہ ام والسلام والعاقبت بالخیر وعلیٰ
من اتبع الہدیٰ

مرتب عبدالصمد نے ان مکاتبات کو حسب تفصیل ذیل تین قسموں پر منقسم کر کے (۳) دفتروں پر مرتب کیا ہے
جیسا کہ مرتب نے بعد حمد وثنا دیباچہ میں خود لکھا ہے :-

مکاتبات وفرامین کہ از زبانی حضرت شاہنشاہی بملوک ایران وتوران وامراء

۱- دفتر اول :- عالی شان رقم زدہ کلک معنی رشح گردانیدہ اند

۲- دفتر دوم :- عرائض وخطوط کہ خود بہ حضرت خاقان زماں وخوانین بلند مکان نگارش فرمودہ اند

۳- دفتر سوم :- خطب واختتام وانتخاب کتب وبیاضہا ونثرہائے دیگر

اس تقسیم وتفصیل کے بعد مرتب نے تکمیل ترتیب کی یہ تاریخ لکھی ہے :-

این نسخہ کزو علم وادب نامی شد — یک موج زبحر طبع فہامی شد
در ساعت نیک چوں سر انجام گرفت — تاریخ مکاتبات علامی شد

۱۰۱۵ھ

علامہ شیخ ابوالفضل کے تبحر علمی کے جملہ معاصرین اور مابعد کے لوگ نہ صرف قائل ہیں بلکہ رطب اللسان بھی ہیں۔ شہنشاہ جہانگیر اپنی ولیعہدی کے زمانہ میں شیخ کے مخالف ہو گئے تھے اس لئے انھوں نے دکن سے واپس ہوتے ہوئے ۱۰۱۱ھ میں راستہ میں قتل کرا دیا تھا۔ کیونکہ شیخ پر یہ الزام لگایا تھا کہ شہنشاہ اکبر کو گویا بے دین شیخ ابوالفضل نے کیا۔ بہرحال یہ ایک مذہبی بہانہ بنایا گیا تھا ورنہ یہ قتل سیاسی تھا۔ خان اعظم نے شہزادہ کی خوشنودی کے لئے بطور تخرجہ تاریخ وفات لکھی ہے جس کا مصرعہ یہ ہے :-

"تیغ اعجاز رسول اللہ سر باغی برید"

Marfat.com

"باغی" میں سے (ب) کو خارج کرنے کے بعد باقی حروف کے اعداد (۱۰۱۱ھ) ہوتے ہیں یہی شیخ کا سال وفات ہے موجودہ مجلد میں دونوں دفتر ہیں اور مکمل ہیں جو بہ خط نستعلیق اور کہیں شکست آمیز لکھے ہوئے ہیں بعض بعض جگہ ضروری حواشی بھی ہیں۔

ترقیمہ میں کاتب نے ایک قطعۂ تاریخ کتابت بھی لکھدیا ہے جس میں اس نے اپنا تخلص (فرید) لکھتے ہوئے اس شخص کا نام لکھا ہے جس کے لیے یہ نسخہ نقل کیا اور اس قصبہ جالیسر (ضلع علی گڑھ) کا نام لکھدیا جہاں کا وہ رہنے والا تھا قطعہ

شکر ایزد کہ کلک سحر نگار — بستہ بر تختہ تختہ گلزار
از عدد معانی طبع سحر انگیز — شیخ ابوالفضل مخزن اسرار
بر تعلیم حسنان عبداللہ — قرۃ العین غرۃ الابصار
ساکن خوش سواد جالیسر — طالب العلم غالب الافکار
بست سحر آفرین فرید حزین — زسر اوسش نہادہ جادوکار
۱۲۱۴ھ

اس کے بعد عبداللہ نے اپنے قلم سے فارسی و عربی مہینوں کے نام لکھتے ہوئے ایک فارسی کی نقل عبارت لکھ کر "بست وسوم ذیقات (ذی قعدہ) از خط خام عبداللہ" لکھدیا ہے۔

$\frac{۹۵۴}{۱۱۶}$

۵- ایضاً ایضاً- ایضاً-

اوراق (۹۰)۔ تقطیع ۷" × ۹"

یہ بھی اول اور دوم دفتر ہیں۔ دفتر دوم کا آخر ورق نہیں ہے۔ کاتب نے دوسرے دفتر میں بعض رقعات کے عنوانات نہیں لکھے تھے ان کو دوسرے نسخے کی مدد سے مکمل کر دیا گیا ہے۔ آخر کا ورق غلط لگا دیا گیا ہے اس پر نوٹ لکھ دیا گیا ہے۔ خط شکست آمیز خفی ہے چونکہ آخر کا ورق نہیں ہے اس لئے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کاتب کون ہے اور کب یہ دونوں دفتر لکھے گئے۔

$\frac{۹۵۴}{۱۱۷}$

۶- ایضاً- ایضاً- (ہردو دفتر مکمل)

مکتوبہ ۱۱۵۷ھ۔ اوراق (۱۵۹)۔ تقطیع ۵¾" × ۱۰½"

دفتر اول مکتوبہ ۱۱۵۸ اور آخر میں ایک چوکور مہر ہے جس پر "محمد شاہ بادشاہ" لکھا ہے۔ لیکن وہ مہر اپنے انداز میں شاہی مہر معلوم نہیں ہوتی ہے مگر ترقیمہ میں کاتب نے "سنہ ۲۸ جلوس محمد شاہی" بھی لکھا ہے۔

دفتر اول کا کاتب غالباً "مول راج" ہے اور دفتر دوم کا کاتب "مول چند" ہے جس نے ۱۲۴۳ھ میں دوسرا دفتر لکھا غالباً دفتر اول کا کاتب مول چند کا باپ ہے کیونکہ دفتر اول کے آخر میں مول چند نے اپنے قلم سے اپنا نام لکھتے ہوئے

Marfat.com

ولدیت راجگور اور سکونت قصبہ اندری سرکار سہارن پور لکھی ہے
خط دونوں دفتروں کا معمولی فرق کے ساتھ قریب قریب یکساں شکستہ آمیز ہے۔ دونوں دفتر ایک ہی مجلد
میں ہیں۔ دفتر اول کی پیشانی پر "مولچند" کے نام کی مہر ہے جس پر ۱۲۴۷ھ درج ہے۔

۹۵۴/۱۱۸

۷۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً (ہر دو دفتر مکمل)

مکتوبہ ۱۲۳۹ھ۔ اوراق (۱۵۳)۔ تقطیع ۷″×۱۰½″
مندرجہ بالا دونوں دفتر ایک ہی کاتب کے لکھے ہوئے ہیں جس نے ترقیمہ میں اپنا نام "لالہ کیول کشن" اور سال کتابت
۱۲۳۹ھ لکھا ہے۔ دونوں دفتروں کا خط معمولی نستعلیق ہے۔ دونوں دفتر ایک ہی مجلد میں ہیں۔

۹۵۴/۱۱۹

۸۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ہر دو دفتر)

اوراق (۱۸۰)۔ تقطیع ½۵″×۹″
یہ دونوں ناقص ہیں یعنی دفتر اول ناقص الاول ہے جس میں (۲۳) اوراق ابتدائی نہیں ہیں اور دفتر دوم
ناقص الآخر ہے جس کے تقریباً (۱۵) اوراق نہیں ہیں۔ دفتر اول کے ترقیمہ میں صرف یہ لکھا ہے:۔

تمت تمام شد دفتر اول تصنیف علامی ابو الفضل تبایخ
ہفتم شوال سنہ سوم

دفتر دوم کے آخر کے اوراق نہیں ہیں اس لئے نام کاتب وغیرہ نہ معلوم ہو سکا۔ کتاب بخط نستعلیق لکھی ہوئی ہے اور اچھی
حالت میں ہے۔

۹۵۴/۱۲۰

۹۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ہر دو دفتر)۔

اوراق (۱۳۵)۔ تقطیع ۵″×۸″
یہ دونوں دفتر معمولی شکستہ آمیز خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ دفتر اول ناقص الاول ہے اور دفتر دوم ناقص الآخر
اس لئے کاتب کا نام اور سال کتابت نہ معلوم ہو سکا۔ دفتر اول کے شروع کا ایک ورق (ایک صفحہ) نہیں ہے
اور دفتر دوم کے آخر کے تقریباً (۲۰) اوراق نہیں ہیں

۹۵۴/۱۲۱

۱۰۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (دفتر اول)

اوراق (۱۷۵)۔ تقطیع ½۵″×½۹″
مکاتبات علامی کا یہ ایک مزید نسخہ ہے جو معمولی خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے اور مفید حاشیوں سے مزین ہے۔

Marfat.com

ترقیمہ :-

الحمد للہ علی وقوع الفراغ بمشقہ مشق ھذا
لکتاب یوم الثلثاء صفر المظفر سنہ ۱۲۲۶ھ من الھجرۃ
النبویۃ علیہ افضل الصلوۃ والحمد والتحیات
علی ید الفقیر مجد الدین بنی اسرائیل غفر لہ
ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ ویتلوہ عنوان الثانی

۹۵۴
۱۲۲

۱۱۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (دفتر دوم)

مکتوبہ ۱۲۳۷ھ اوراق (۱۰۲)۔ تقطیع ½۵ × ½۹

یہ مکاتبات علامی کا دفتر دوم ہے اور اسی کاتب کا لکھا ہوا ہے جس نے اوپر کا نسخہ بھی مندرجہ ۱۲۱/۱۰ لکھا ہے
نسخہ نستعلیق جلی خط میں لکھا ہے

ترقیمہ :-

تمت دفتر دوم بتاریخ ہفتم ہم شہر محرم الحرام ۱۲۳۷ھ

۹۵۴
۱۲۳

۱۲۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (دفتر اول ناقص الآخر)

اوراق (۴۷)۔ تقطیع ۷ × ½۱۰

یہ مکاتبات علامی کا مزید ایک نسخہ ہے جو دفتر اول پر مشتمل ہے۔ آخر میں ناقص ہے کیونکہ کاتب نے باقی ماندہ حصہ نقل نہیں کیا نسخہ صاف کچھ نستعلیق اور کچھ شکست آمیز جلی اور صاف لکھا ہوا ہے۔ یہ صرف فرامین شاہی کی نقل ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

۹۵۴
۱۲۴

۱۳۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (دفتر دوم)

اوراق (۶۰)۔ تقطیع ½۵ × ۹

یہ مکاتبات علامی کے دفتر دوم کا ایک مزید نسخہ ہے جو بخط نستعلیق معمولی لکھا ہوا ہے۔ نسخہ بہت خراب ہے

Marfat.com

ترقیمہ :-

تمت تمام شد کتاب ابوالفضل بخط شکستہ تسوید عاصی
عنایت علی ساکن مارہرہ قوم کنبوہ

۹۵۴/۱۲۵

۱۴۔ فرہنگ مکاتبات علامی دفتر اوّل۔ (ناقص الآخر)

مصنف نامعلوم۔ اوراق (۶)۔ تقطیع ″۶ × ″۸½

دفتر اوّل کے مشکل الفاظ اور مصطلحات کی یہ ناقص فرہنگ یا مجمل شرح ہے۔ مصنف کا اول و آخر کہیں نام نہیں ہے۔

آغاز :-

بایں آستان دولت … اے آستانہ اکبر بادشاہ

اختتام :-

و در نحو منصرف … کہ دراں تو من باشد

دفتر اول کی بھی یہ فرہنگ مکمل نہیں ہے۔ صرف چند اوراق جو مل سکے ان کو مجلد کرا دیا گیا۔ مصنف "محبوب الالباب" نے اس کے مصنف کا نام "محمد سعد" لکھتے ہوئے حسب ذیل تاریخی قطعہ بھی لکھا ہے۔ جس سے سال تصنیف ۱۰۳۲ھ نکلتا ہے:

در حل لفظ و معنے جہدے کہ کردہ ام من … داند کسیکہ باشد طبعش لطیف و ماہر
اول اگرچہ دشوار آمد تمام کردن … لیکن ز فضل ایزد گردید زود آخر
تاریخ سال او را جستم ز پیر دانش … گفتا بگوئی غالب "فرہنگ کتب نادر"

ملاحظہ ہو (محبوب الالباب فی تعریف الکتب والکتاب صفحہ ۱۶۲،۵۱۵) حاشیوں پر بھی تشریحات ہیں۔ خط قدیم ہے اگرچہ معمولی نستعلیق ہے۔ قدرے کرم خوردہ بھی ہے۔

۹۵۴/۱۲۶

۱۵۔ شرح مکاتبات علامی :- (ہر دو دفتر)

مکاتبات علامی کے دونوں دفتروں کے جن کی تفصیلی تشریح اوپر کر دی گئی ہے مشکل الفاظ کی یہ شرح ہے دونوں دفتر علیحدہ علیحدہ ہیں مگر ایک ساتھ مجلد ہیں

Marfat.com

آغازِ شرح دفترِ اول:-

الٰہی! اللہ الذی جعل اذہان الانسان موضحۃ للاسرار

اختتام شرح دفترِ اول:-

قائدہ از پیش کشندہ ستور۔ سائق از پس رانندہ ستور محمل بکجاد

شارح نے دفترِ اول میں ایک طویل دیباچہ لکھا ہے جس میں اس نے اپنا نام محمد اسلم لکھنوی ولد قاضی فضل علی لکھتے ہوئے پہلے تو ان مصطلحات کو لکھا ہے جو شہنشاہ بابر سے لے کر شہنشاہ قطب الدین محمد معظم شاہ عالم المخاطب بہ بہادر شاہ بجائے مرحوم یا رحمت اللہ علیہ کے تاریخوں اور کاغذوں میں استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً فردوس مکانی وغیرہ اس کے بعد علامی ابوالفضل کی مختصر سوانح از قسم ترقی علوم و مدارج لکھ کر شہادت کے واقعہ کو لکھا ہے جو عام طور پر تاریخوں میں لکھے ہوئے ہیں اس کے بعد اکبر اعظم کی مختصر تر سوانح کو لکھا ہے۔ علامی ابوالفضل کے متعلق تفصیلاً اس سے پہلے لکھا جا چکا ہے اس لئے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ شارح نے تاریخ شہادت کا مصرعہ وہ نہیں لکھا ہے جو عام طور پر مشہور ہے بلکہ شہزادہ سلیم (شہنشاہ جہانگیر) کے نام کی مناسبت سے یہ مصرع لکھا ہے:-

"تیغ اعجاز سلیم اللہ سر باغی برید"

غالباً یہ مصرع بعد کے کسی شخص کا طبع زاد ہے۔ مصرعہ پہلا ہی صحیح معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔ نیز شارح نے بلا حوالہ سند یہ بھی لکھا ہے کہ شیخ ابوالفضل نے کسی سے خواب میں کہا کہ میری وفات کی تاریخ "بندہ ابوالفضل" ہے (۱۰۱۱ھ)۔ اس کے بعد مرحوم کے بخشش کے متعلق بحوالہ روایت شاہ ابوالمعالی قادری جو لاہور کے مشائخ میں سے تھے لکھا ہے:-

"فرمود۔ من از کارہائے ابوالفضل انکار داشتم۔ شبے بخواب
دیدم کہ در مجلس رسالتمآب صلوات اللہ اسلامہ علیہ ابوالفضل را
حاضر کردند۔ حضرت جبہ مبارک را بر روئے شیخ انداختہ
در مجلس نشانیدند و فرمودند کہ ایں مرد در حیات چندے
مرتکب افعال شنیعہ بود اما مناجات کہ آغازش ایں است
"الٰہی نیکاں را بوسیلۂ نیکی سرفرازی می بخشی و بداں
را بہ مقتضائے کرم نوازی" موجب نجات او گردید۔

دیباچہ میں شارح نے شیخ کی شہادت کے ضمن میں "نرسنگ دیو بندیلہ کے مقابلہ کی تاریخ:-

روز آدینہ چہارم ربیع الاول سنہ یکہزار و پانزدہ :

Marfat.com

لکھی ہے جو صحیح نہیں ہے غالباً کاتب کی غلطی سے بجائے "یازدہ" کے "یائزدہ" ہو گیا۔ شارح نے شرح کرتے ہوئے بعض تاریخی واقعات کو بھی جو بعض مکاتیب کے متعلق ہو سکتے ہیں بیان کیا ہے ورنہ بیشتر الفاظ کے معانی ہی پر اکتفا کیا ہے جیسا کہ اختتام کی عبارت سے واضح ہے۔ شارح کے حالات کا تفصیلی پتہ نہ چل سکا۔ دیباچہ میں شارح نے وجہ تصنیف کے سلسلہ میں صرف اپنے استاد "مولوی عبد الرحیم صفی پوری مدظلہ العالی" کا نام لکھا ہے جو تیرھویں صدی ہجری کے بزرگ تھے۔ نسخہ بہت معمولی خط نستعلیق (خفی) میں لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ نسخہ شارح ہی کا مکتوبہ ہو کیونکہ ترقیمہ میں صرف یہ لکھا ہے:-

تمام شد شرح دفتر اول بفضلہ الاجزل والاجل واقعہ تاریخ بست وسویم (۲۳) جولائی ۱۸۳۷ء ۱۲۵۳ھ مطابق (اس کے آگے کچھ نہیں ہے)

۲۔ شرح دفتر دوم:-

اس میں کوئی دیباچہ نہیں ہے بلکہ "آغاز دفتر دوم" لکھ کر تشریح الفاظ کو شروع کر دیا ہے۔ اس کے کچھ اوراق بہ خط نستعلیق ہیں اور کچھ شکستہ آمیز۔ بہرحال اس میں تقریباً تین قلم ہیں۔ نسخہ یقیناً مصنف کے ہاتھ کا ہے ممکن ہے کہ مسودہ ہی ہو کیونکہ کئی جگہ عبارتوں کو قلم زد بھی کیا گیا ہے۔ اس دفتر کے آخر کے کچھ اوراق نہیں ہیں البتہ آخر میں غلط اور صحیح الفاظ کی فہرست کا ایک صفحہ ہے وہ بھی پوری فہرست نہیں ہے۔

۹۵۴/۱۲۷

۱۶۔ ہفت اقلیم:-

مصنف محمد امین رازی۔ سال تصنیف سنہ ۱۰۰۲ھ مکتوبہ سنہ ۱۱۶۵ھ اوراق (۱۱۱)۔ تقطیع ½ ۱۳ × ½ ۷"
یہ ایک حد تک تاریخ و جغرافیۂ دنیا پر مشتمل ایک اچھی پر از معلومات کتاب ہے۔

آغاز:-

بنام خدا سازد آں را کلید خرد ہر کجا گنجے آرد پدید

اختتام:-

کند یادم باخلاص (و) دعائے بود گر سالک معنی آشنائے

مصنف نے مختصر نظم و نثر کے بعد نفس کتاب کو بلا تمہید و تفصیل ابواب و فصول شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے مصنف نے اقلیم کے طول و عرض کو بیان کیا ہے اس کے بعد مشہور شہروں کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے ان شہروں کے مشہور عالموں، شاعروں اور صوفیوں کا تذکرہ نسبتاً تفصیل سے لکھا ہے اس کے

Marfat.com

رب یسر و تمم بالخیر

بسم الله الرحمن الرحیم و تمم بالخیر

نه هر کس که گنجی ز رو پدید ... / به نام خداوند ...

خدائی خردبخش بخرد نواز / همان ناخردمند را چاره ساز

چو ره بسته گردد نماینده داد / چو در بسته باشد گشاینده ...

همه بود و نابود از هست تام / تمام او ...

حمد مر خدای را اجل و جلاله که عندلیب زبان در قفص ...

اللسان است و طوطی بیان در شکرستان شکر ...

زبان [illegible] اقلیم الاول [illegible]

[illegible]

هفت اقلیم (امین رازی) سال تألیف ۱۰۲۸ هـ — نسخهٔ مکتوبه ۱۱۶۸ هـ

Marfat.com

علاوہ ان شہروں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے بعض وہاں کے مشہور مقامات از قسم عبادت گاہ وغیرہ کو بیان کیا ہے اور ان پر اجمالاً تاریخی روشنی بھی ڈالی ہے۔

اس کے نسخہ جات حیدر آباد۔ کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی اور برٹش میوزیم میں بھی ہیں

کتاب سے مصنف کا کچھ حال معلوم نہیں ہوا حتیٰ کہ نام بھی اس میں درج نہیں ہے لیکن حیدر آباد اور کلکتہ ایشیاٹک سوسائٹی کی تشریحی فہرست سے نام کا پتہ چل گیا۔ آصفیہ لائبریری حیدر آباد کی فہرست حصہ اول صفحہ ۱۹۶ پر بحوالہ فہرست برٹش میوزیم لکھا ہے

تذکرہ ہفت اقلیم امین احمد رازی کی تصنیف ہے ان کے والد خواجہ مرزا احمد بڑے امیر آدمی تھے ... ان کی بہت دولت ... مصنف کے چچا ... اصفہان کے وزیر رہ چکے تھے) وفات ۹۵۰ھ ... مصنف کے چچا زاد بھائی خواجہ ... کے مشہور خواجہ غیاث بیگ الملقب بہ اعتماد الدولہ دربار اکبری کے امیروں میں سے تھے اور جو مشہور ملکہ نور جہاں کے باپ تھے۔

اس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ مصنف کا تعلق کچھ نہ کچھ ہندوستان سے بھی رہا ہے مصنف محبوب الالباب نے مصنف ہفت اقلیم کے بارہ میں لکھا ہے:۔

خواجہ امین الدین رازی خلف الصدق خواجہ احمد رازی کہ برادر خواجہ محمد شریف ہجیری است۔ خواجہ محمد شریف ہجیری پدر نور محل زوجۂ نور الدین جہانگیر بادشاہ بود۔ خواجہ امین رازی از فضائل آراستہ و از معقول و منقول بہرہ وافر بہرہ داشتہ۔ تاریخ تالیف تذکرہ ہفت اقلیم ازیں رباعی مولف پیداست:۔

رباعی

این نسخہ کہ ہست ہمچو فردوس نکو | تا موشنوی ... ز ...
گر از تو سوال تاریخ کند | تصنیف امین ...

ابجد کے حساب سے سال تصنیف ۱۰۰۲ھ ہوتا ہے (ملاحظہ ہو ... محبوب الالباب ... ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کے کٹلاگ کتب فارسی کا نمبر ۱۲۱ ... آصفیہ لائبریری کی فہرست (جلد اول صفحہ ۱۹۶) پر دونوں فہرست نویسوں نے سال تصنیف ۱۰۰۲ لکھا ہے۔

بظاہر دونوں تاریخیں صحیح نہیں معلوم ہوتیں کیونکہ مصنف نے خود اپنی کتاب میں سال تحریر یا تصنیف ۱۰۰۲ھ

Marfat.com

لکھا ہے۔ جیسا کہ ہفت اقلیم ثانی کے تحت مملکت دکن کے بیان میں (صفحہ ۳۵ نسخۂ قلمی مملوکہ جواہر
میوزیم (اٹاوہ) مصنف تاریخ تصنیف کا ذکر کرتے ہوئے صاف لکھتا ہے کہ بوقت تصنیف کتاب ہذا
ہجرت مبارک آنحضرت کو ایک ہزار ایک سال ہوئے ہیں۔ آخر کے چار سو اڑتالیس سال میں مملکت دکن
پر [illegible] کا [illegible] رہا ہے :-

در آخر زمان او در سلطنت محمد تغلق [illegible] که از جمله
[illegible] سلطان بود بر آن دیار استیلا یافته خود را سلطان
علاؤالدین [illegible] لقب ساخته و از زمان استیلا [illegible] تا که
[illegible] تا حال تحریر [illegible] اند
ہجرت [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم ہزار و یک
سال [illegible] است و یک تن بحکومت [illegible]
[illegible] کرده اند

[illegible] مصنف [illegible] نہیں رہتی ہے معلوم نہیں فہرست نویس
[illegible] قرار دیا ورنہ خود مصنف درمیانی کتاب میں سلطنہ ھ عبارت
[illegible] سال نہیں لکھا۔ رباعی کے آخری مصرعے ۹
[illegible] ہفت اقلیم کے طبعزاد ہے۔ صرف یہ قیاس
[illegible] یہ رباعی زیر نظر نسخہ میں نہیں ہے بلکہ کتاب کے ختم کے بعد ہی
[illegible] نسخہ میں [illegible] کی تشریح مصنف محبوب الالباب نے کی ہے۔
[illegible] اوراق ہیں۔ کتاب معمولی نستعلیق خط میں لکھی ہوئی ہے۔ کہیں کہیں کرم خوردہ
[illegible]

ترقیمہ [illegible]

الٰہی [illegible] | ز رحمت یک نظر در کار من کن
چنانم بخش روشن آفتابے | کہ از من گو رہم گیرد حسابے
اجابت [illegible] | سعادت را غلام کو کبم کن
[illegible] آید | مگر قولم قبول یکدل آید
بود گر [illegible] آشنائے | کند یادم باخلاص دعائے

باتمام رسید و اختتام پذیرفت کتاب ہفت اقلیم بتاریخ بست و چہارم شہر ربیع الاول سنہ ۱۱۶۵ فصلی مطابق سنہ ۱۱۶[illegible]ھ

من نوشتم صرف کردم روزگار | من نمانم خط بماند یادگار

فقیر الحقیر سید وجیہ الدین رحیمی القادری ساکن موضع کندوہت ہر [illegible]
سرورق پر بہ خط شکستہ (قدیم) بہ حروف جلی یہ فارسی عبارت لکھی ہے جس سے کتاب کی ملکیت ظاہر ہوتی ہے:

این نسخہ ہفت اقلیم میاں عبد القادر پیرزادہ اولاد رسالت اوج
بلند پروازی راز دار سبحانی رحمانی حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم
محی الدین جیلانی و گیلانی قدس سرہ

اس کے بعد "ملاحظہ شد" بہ خط شکستہ لکھا ہے اس کے اوپر مہر [illegible]

نمبر ۹۵۴ / ۱۳۸

۱۷- تزک جہانگیری (جہانگیر نامہ) (ناقص الطرفین)

مع مقدمہ محمد ہادی ؁۱۱۲۷ھ مصنف شہنشاہ جہانگیر۔ سال تصنیف ؁۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء اوراق [illegible]
تقطیع [illegible] "

فی الحقیقت تزک جہانگیری جس کا دوسرا نام جہانگیر نامہ ہے عہد جہانگیر کی [illegible] ؁۱۰۱۴ھ تا بابت ؁۱۰۳۲ھ/۱۶۲۲ء کی خود نوشت تاریخ ہے لیکن [illegible] نسخہ ہے جس میں محمد ہادی کا ایک مبسوط مقدمہ ہے اس کے ساتھ [illegible] ؁۱۰۳۶ھ/۱۶۲۶ء تک جو شہنشاہ کی وفات کا سال ہے مکمل کیا [illegible] طرح سے ہے۔

آغاز:

[illegible]
[illegible]
[illegible]

اختتام:

[illegible]
[illegible]
[illegible]

محمد ہادی نے ابتدائے دیباچہ میں شہنشاہ جہانگیر کے سلسلہ [illegible]
اور جنت آشیانی اور شاہزادہ ولی عہد کی تعریف لکھی ہے [illegible]

Marfat.com

وازاں جملہ حضرت جنت مکانی جہانگیر بادشاہ بہ شوکت و
شجاعت معروف و سیاست و عدالت موصوف آمدہ دہ شردہ
سالہ احوال فرمانروائی خود را بشرح و بسط تمام خود بہ حیز
تحریر آوردہ بہ نظر ایں قاصر رسیدہ چوں سادہ و بے تکلفانہ
نوشتہ است دلپسند و مرغوب گردید

اس سے محمد ہادی مرحوم نے بقول خود ضروری سمجھا کہ :-

از بدو ولادت الحاق و مستزاد بہ نسخۂ اصل جہت تکمیل
کتاب گرداند

اس طرح سے موصوف مرحوم نے مقدمہ میں اس وقت تک کے حالات کا اضافہ کردیا جبکہ شہنشاہ شاہ جہاں نے
دکن سے اکبرآباد آکر تخت سلطنت پر جلوس کیا چنانچہ مقدمہ کے آخر میں مقدمہ نویس اپنے نام کو لکھتے ہوئے رقمطراز ہے

راقم سطور ذلیل طریق نامرادی محمد ہادی جہت تکمیل
کتاب چنانچہ در دیباچہ ایمائے بآں رفتہ الحاق نمودہ۔
خواہش دارد کہ اگر اجل اماں و فرصت دادہ و دماغ
یاوری نمودہ مجملے از احوال آں بادشاہ فریدوں فرجہاہ را
..... من اولہ الی آخرہ بہ سلک تحریر کشیدہ در ذیل
ایں نسخۂ مندرج سازد

مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اس مقدمہ کی تکمیل ۱۰۳۷ھ ہجری میں ہوئی جو کہ شہنشاہ شاہ جہاں کا سال
جلوس ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب کا آغاز ہے جس کے ابتدائی شاہانہ الفاظ یہ ہیں

از عنایات بے نہایات الٰہی یک ساعت نجومی از روز پنجشنبہ
ہشتم جمادی الثانی ہزار و چہاردہ ہجری گزشتہ در دار الخلافہ
آگرہ در سن سی و ہشت سالگی بر تخت سلطنت جلوس نمودم

[illegible] ہوا ہے۔ چونکہ کتاب ناقص الآخر ہے اس لئے کوئی ترقیمہ نہیں ہے جس سے سال کتابت
معلوم ہو سکتا [illegible] زیادہ پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا ہے کیونکہ املا جگہ جگہ غلط ہے۔ مثلاً
[illegible]

[illegible] نسخہ جات ہیں جن میں ایک نسخہ مع مندرجہ بالا مقدمہ کے ہے زلالا
[illegible] کے متعلق لکھا ہے " از آغاز جلوس تا ۱۹ دیں سال
[illegible] نے لکھا ہے کہ اس میں صرف (۱۸) سال تک کے

Marfat.com

حالات درج ہیں اس نسخہ کے ساتھ اقبال نامہ جہانگیری کا نسخہ ۱۳/۱۹ مجلد ہے۔

۹۵۴/۱۲۹

(۱۸) اقبال نامہ جہانگیری :-

مصنف محمد شریف الملقب بہ معتمد خاں۔ سال تصنیف قبل ۱۰۴۹ھ/۱۶۴۰ء اوراق (۱۶۹)۔ تقطیع ۱۱×۷½
عہد اکبری کی یہ تیسری جلد ہے جس میں عہد جہانگیری کا آغاز ہے

آغاز :-

شائستۂ سریر سلطنت و فرمانروائی زیبندۂ افسر خلافت
وکشورکشائی بلند اقبالے تواند بود کہ نہال مرادش از
جویبار رحمت ایزدی سرسبز و شاداب باشد

اختتام :-

و از مردم شہر و دیہہ کہ بہ ہوائے نظارہ آمدہ بودند
از زمین کوچہ تا پشت بام خانہ ہا ہمہ دو شبانہ روز
شبانہ خلق انبوہ بیرون از حساب و شمار تماشائی بودند

گویا تاریخ ہند کی یہ تیسری جلد ہے جس میں مصنف نے عہد جہانگیر کے ابتدائی ۲۲ سالہ
واقعات کو من ابتداء ۱۰۱۴ھ لغایت ۱۰۳۶ھ قلمبند کیا ہے۔
مصنف نے مختصر دیباچہ میں تاریخ جلوس شہنشاہ جہانگیر کو اس طرح سے
لکھا ہے :-

چون استعداد و استحقاق این موهبت در ذات
اقدس حضرت شاهنشاهی ظل الٰهی ودیعت نهاده دست
قدرت بود بتاریخ روز پنجشنبه یازدهم شهر جمادی الثانی
سال هزار و چهارده بساعت مسعود و زمانی محمود که
انجم شناسان رصد بین بود در دار الخلافه آگره
عمرها الله عن المکاره والآفات تخت سلطنت و
اورنگ خلافت به جلوس جهان افروز ارتفاع آسمانی
و شرف جاودانی یافت

Marfat.com

یہ تاریخ اقبال نامۂ جہانگیری کے نام سے کافی مشہور و متداول ہے اور مختلف کتب خانوں میں قلمی نسخہ جات کے علاوہ مطبوعہ بھی ہیں۔

ترقیمہ:-

تمت تمام شد اقبال نامہ تاریخ جہانگیری تصنیف مرحومی
و مغفوری معتمد خاں بروز یکشنبہ دو پہر گزشتہ تاریخ
بست و چہارم جمادی الاول سنہ ۳۱ (سی و یکم) از
جلوس والا محمد اورنگ زیب بادشاہ غازی در مقام
لکھنؤ من مضافات صوبۂ اودھ کتاب بندۂ درگاہ
کنول ولد ستل داس کائستھ ساکن کٹرہ ہر کہ دعوی
کند دروغ و باطل گردد در منزل سکھ دیو کروڑی در
سال ۱۰۹۲ھ یک ہزار و نود و دو ہجری بہ عنایت
الٰہی و فضل نامتناہی گرشتۂ حال بندہ است

مصنف کی وفات ۱۰۴۹ھ میں ہوئی اسی قیاس پر سال تصنیف قبل سنہ ۱۰۴۹ ہجری لکھ دیا گیا ہے اس کے تین نسخہ جات بنگال ایشیاٹک سوسائٹی میں بھی ہیں ان کے کیٹلاگر نے سال تصنیف سنہ ۱۰۲۹ھ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ اس جلد میں مصنف نے سنہ ۱۰۱۴ھ سے سنہ ۱۰۳۶ھ تک کے حالات و واقعات قلمبند کئے ہیں ایسی صورت میں سال تصنیف سنہ ۱۰۲۹ھ نہیں ہو سکتا ہے۔

(ملاحظہ ہو کیٹلاگ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال نمبر ۱ (ڈی) ۲۵) یہ ہو سکتا ہے کہ مصنف نے سنہ ۱۰۲۹ھ میں لکھنا شروع کیا ہو لیکن تاریخ کی تکمیل سنہ ۱۰۳۶ھ کے بعد ہی ہوئی ہے۔

کتاب خط شکستہ آمیز نستعلیق میں ہوئی ہے صرف دو ایک جگہ کرم خوردہ ہے۔ کاتب کا خط پختہ نہیں ہے اور شروع سے آخر تک ایک خط نہیں ہے۔ نسخہ بہر حال قدیم تر مکتوبہ ہے اسی کے ساتھ ۱۴۳/۳۲ بھی مجلد ہے جس کی تشریح دوسری جگہ ہے۔ کتاب کے شروع میں چند اوراق اردو کے بھی لکھے ہوئے ہیں جن میں امیٹھی ضلع لکھنؤ کے بعض بزرگان سلف کے نام اور حالات درج ہیں

لم ۹۵ / ۱۳۰

۱۹۔ اقبال نامہ جہانگیری (ناقص الآخر)

اوراق (۲۲۸) تقطیع ۸ × ۵

اقبال نامہ کا یہ ایک مزید نسخہ ہے پہلے نسخہ جات تفصیلاً درج کئے جا چکے ہیں لہذا تشریح کے اعادہ

Marfat.com

کی ضرورت نہیں ہے۔ کاتب اس کا بھی وہی ہے جو سابقہ نسخہ کا ہے۔ یہ نسخہ بھی ناقص الآخر ہے اسی لئے سالِ کتابت نہ معلوم ہو سکا۔ یہ نسخہ ۱۲۵/۱۲ کے ساتھ مجلد ہے۔

۹۵۴/۱۳۱ **۲۰۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔** (ناقص الآخر)

اوراق (۱۰۶) تقطیع ۴½ × ۱/۲ ۷

اقبال نامہ جہانگیری کا یہ تیسرا نسخہ ہے۔ خط معمولی شکستہ آمیز (؟) ہے۔

۹۵۴/۱۳۲ **۲۱۔ ایضاً۔ ایضاً۔** (ناقص الطرفین والاوسط)

اوراق (۳۸)۔ تقطیع ۵ × ۳/۴ ۸

یہ صرف چند اوراق کا ایک مجموعہ ہے جو بہت معمولی بلکہ گندے نستعلیق خط میں لکھا ہوا ہے۔ املا بھی کافی غلط ہے۔ اقبال نامہ کا گویا یہ چوتھا نسخہ ہے۔

۹۵۴/۱۳۳ **۲۲۔ انشاء ہرکرن:۔** (ناقص الاول والاوسط)

سالِ تصنیف ۱۱۲۵ھ تا ۱۱۳۱ھ۔ سالِ کتابت ۱۲۲۹ھ اوراق (۶۶) تقطیع ۱/۲ ۴ × ۶

مصنف منشی ہرکرن ولد متاب رائے ملتانی کنبوہ ہے۔ یہ مکتوبات اگرچہ بطور نمونہ انشا لکھے ہیں لیکن ان رقعات و مکتوبات سے اس وقت کے تاریخی واقعات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

آغاز:۔

درگاہِ والا عرضداشت کی نمودم باشد مضمون

ہمات دار باب وکلا ترازن

اختتام:۔

بندۂ درگاہ محمد باقر بحیال، ملاذی عطوفت پناہی ... تاکر

رسانید

اس کو مصنف نے حسبِ ذیل سات ابواب پر تقسیم کیا ہے:۔

۱۔ باب اول:۔ خطوط سلاطین بہ سلاطین۔

Marfat.com

۲- باب دوم :- فرامین

۳- باب سوم :- شرح پروانہ جات

۴- باب چہارم :- در نوشتن عرائض

۵- باب پنجم :- در مکتوبات کہ ابنائے روزگا بایکدیگر بنویسند

۶- باب ششم :- در خط قبائل شرعی

۷- باب ہفتم :- در نوشتن عرضداشت (در دستک وسرنامہ وغیرہ)

یہ کتاب عرصہ ہوا طبع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے قلمی نسخہ جات مختلف کتب خانوں میں کافی تعداد میں ہیں۔ موجودہ نسخہ بہ خط شکست آمیز (معمولی) نہایت گندہ لکھا ہوا ہے۔ کاتب نہ صرف بدخط ہے بلکہ بد املاگی ہے غالباً مبتدی ہے جس نے اس کو نقل کیا ہے۔ اس خرابی کے علاوہ نہ صرف ابتدائی کئی اوراق (پورا باب اول اور کچھ حصہ باب دوم) ضائع ہو گئے ہیں بلکہ درمیان کے اوراق بھی کچھ کم ہیں۔ ان مکاتبات سے چونکہ کسی حد تک تاریخی روشنی بھی پڑتی ہے لہذا تاریخ کے فن میں اس کو درج کر دیا گیا

ترقیمہ :-

ایں کتاب ہرکرن بتاریخ غرہ شہر رمضان المبارک
سنہ ۳ جلوس والا ۱۱۲۶ھ درعہد فرخ سیر بادشاہ
غازی برائے خاطر داشت شیخ سعید ولد شیخ سیف اللہ
چشتی قلمی گشت

۹۵۴ / ۱۲۸

۲۳- ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ناقص الآخر)

اوراق (۷)، تقطیع $4\frac{1}{2}$ × ۷

یہ دوسرا نسخہ ہے اس میں صرف باب اول ہے اور باب دوم کا ایک ورق ہے۔ باقی اوراق کاتب نے نقل

Marfat.com

نہیں کیے سخط بہت معمولی تخلیق ہے جو کسی نو آموز کا ہے۔

۴۵۴
———
۱۳۵

۴۲۔ رقعات امان اللہ حسینی :۔

مصنف امان اللہ حسینی سبزواری تصنیف تقریباً ۱۰۴۲ھ۔ مکتوبہ سنہ ۱۲۳۰ھ۔ اوراق (۷۳) تقطیع ۴×۷
مصنف نے طرز انشاء قدیم کے چند نمونے ان رقعات میں پیش کیے ہیں۔ امان اللہ حسینی جہانگیری امراء سے وابستہ تھا۔ گیارھویں صدی کے ممتاز انشاپردازوں میں اس کا شمار ہوتا ہے

آغاز :۔

حمد و افر خدائے را که ... عقل ...
ثنا کبریائے او ... است

اختتام :۔

جائے آرزو ... والله یقول الحق ...

مصنف نے مختصر حمد و نعت کے بعد اپنے ... لکھا ہے

اما بعد چنین گوید محرر این رقعات امان اللہ حسینی ...
شانہ چوں غواص طبیعت این نہ صدف ...
دریائے محاورات بعض از اجلۂ روزگار ...
بود الخجالت ... فطرت ...
در تالیف آں جرأت ... عاقبت کار ...
ابنائے روزگار ...
زیب و زینت گوش ...
دستگیرے و ... باشد

اس کے بعد مصنف نے حسب دستور مروجہ اپنی ... رقعات سب کے سب مصنف کے نجی ہیں جو انشا کے بہترین نمونے ہونے کے علاوہ ... صدی ہجری کے ہندوستانی تمدن پر کافی روشنی ڈالتے ہیں

یہ کل (۹۵) خطوط ہیں بعض بزرگوں کے نام بعض عہدیداروں کے نام بعض ... کے نام ... بعض احباب کے نام ہیں ان میں بعض خطوط سفارشی ہیں بعض مبارکباد ... ہیں۔

Marfat.com

سب سے زیادہ خطوط اس میں مولانا میر کمال الدین کے نام ہیں۔ اس میں ایک خط مولانا کے نام ان کی لڑکی کی پیدائش پر مبارکباد کا ہے جس میں مصنف نے یہ لکھتے ہوئے کہ

در باب تسمیہ رجوع بہ باطن نمود

لڑکی کا نام "بی بی حنیفہ" تجویز کر کے تاریخی قطعہ بھی لکھا (ورق ۱۶ ب)

دویم ماہ ذیقعدہ بی بی حنیفہ — تولد شدہ اے خوشا ماہ و سالش
خوشا طبع گویانت از روئے دانش — دویم ماہ ذیقعدہ اتمام سالش
۹۹۵ھ

اس تاریخی قطعہ سے اتنا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رقعات دسویں صدی ہجری کے اواخر اور ۱۱ ویں صدی ہجری کے اوائل کے ہیں۔ واللہ اعلم

ایک خط بالکل (ورق ۱۷ ا):-

بخدمت طالب صالحہ گلشن

کا ہے جس کو مصنف نے اس طرح سے شروع کیا ہے

اللہ تعالیٰ سرمایۂ گلشن عفت و نوبادۂ گلبن عصمت را
از جویبار صلاح سرسبز و سیراب دارد

یہ خط ایک مسلم خاتون کے معذرت نامہ کے جواب میں ہے جس میں مصنف نے معذرت قبول کرتے ہوئے عشق سلوک کی نصیحت بھی کی ہے

افسوس ہے کہ مصنف کے مفصل حالات کا راقم کو پتہ نہ چل سکا البتہ مصنف محبوب الالباب نے اتنا لکھا ہے کہ میرزا امان اللہ حسینی بخدمت عنایت اللہ خاں کہ از امرائے جہانگیری است ممتاز بود و نثر او در منشیانہ معقول است از اوست تشیید مبانی عشر است۔ اس سے مصنف کا صرف زمانہ معلوم ہو گیا لیکن ان کا وطن وغیرہ کا پتہ نہ چل سکا۔ بہرحال یہ رقعات کافی دلچسپ مفید اور قابل مطالعہ ہیں جو تاریخ کے حامل ہیں۔ رقعات قدیم خط شکست آمیز میں لکھے ہوئے ہیں۔ کاتب عربی سے قطعاً نابلد معلوم ہوتا ہے کیونکہ عربی املا بے حد غلط ہے اور اس کے ساتھ خط نسخ سے بھی بالکل نابلد ہے۔ کاتب نے اپنا نام نہیں لکھا البتہ حسب ذیل ترقیمہ میں تاریخ کتابت وغیرہ لکھ دی ہے۔

ترقیمہ:-

تمام شد رقعات امان اللہ حسینی نور اللہ مرقدہ بتاریخ بست
و ششم شہر رمضان المبارک سنہ ۱۲۲۰ھ در عہد شاہ عالم بادشاہ
غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ در بلدۂ لکھنؤ بہجت (بہ جہت)

Marfat.com

Marfat.com

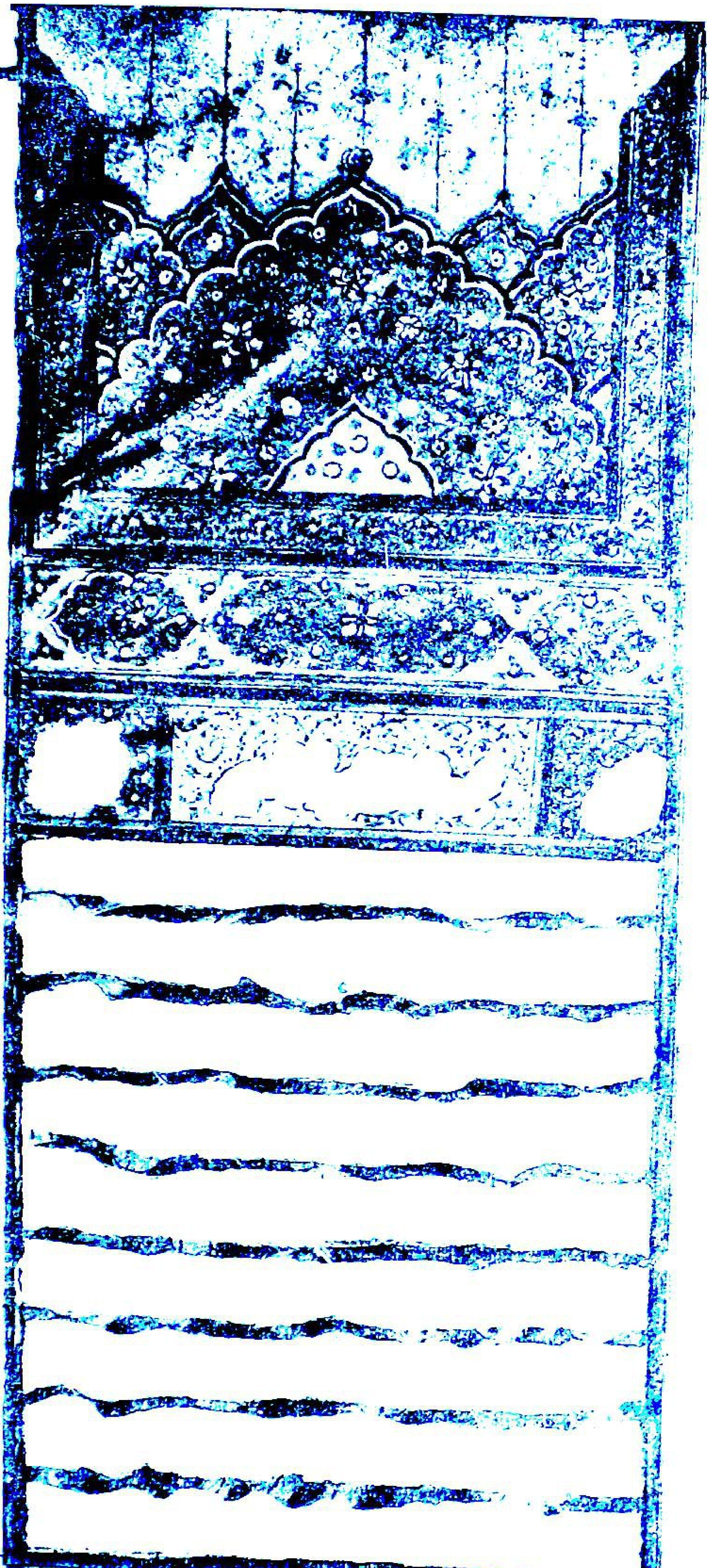

Marfat.com

برخوردار عزیز القدر نرائن پنڈت سلمہ تحریر یافت

اس کے بعد دو ورق اور ہیں جس میں مختلف مضمون کے نسخہ جات لکھے ہیں جو بعد کے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اس کا نسخہ مسلم یونیورسٹی شعبۂ مخطوطات میں بھی ہے اور غالباً یہ کتاب ایک زمانہ میں [illegible] طبع بھی ہو چکی ہے۔ یہ نسخہ "جنگ بہادر شاہ" کے ساتھ مجلد ہے جو $\frac{۹۵۴}{۱۵۲}$ / ۴۲ پر درج ہے۔

۹۵۴/۱۳۶

۲۵۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔

مکتوبہ سنہ ۱۱۰۶ھ اوراق (۲۶)۔ تقطیع $\frac{۳}{۴}$ ۵ × $\frac{۱}{۴}$ ۸

رقعات امان اللہ حسینی کا یہ دوسرا مکمل نسخہ ہے جو بہ خط شکست آمیز نہایت اچھا لکھا ہوا ہے۔ [illegible] کی کتابت عہد شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب میں ہوئی اس لئے کتابت کے اعتبار سے [illegible]

ترقیمہ:۔

تمام شد رقعات امان اللہ حسینی [illegible]
[illegible] در مقام شکوہ آباد (حال [illegible]) [illegible]
عموی صاحب جلال الدین صورت [illegible]
بندۂ درگاہ ایزدی (غالباً) [illegible]

۹۵۴/۱۳۵

۲۶۔ دلکشا شمشیر خانی:۔

مصنف توکل ابن توکل بیگ۔ سال تصنیف سنہ ۱۰۶۳ھ۔ مکتوبہ سنہ ۱۱۲۱ھ [illegible]
فردوسی کے مشہور شاہنامہ کا نثر میں یہ خلاصہ ہے

آغاز:۔

حمد بے غایت وثنائے بے نہایت مر حضرت [illegible]
واجب الوجودے را کہ جناب قدس او [illegible]
از ادراک افہام مقدس و کنہ صمدیت ذاتش از ادراک
اوہام منزہ است

Marfat.com

اختتام :-

بعد ازاں ہرمز شاہ بن نوشیرواں یکماہ بادشاہی
کرد بعد ازاں یزدگرد بن خسرو پرویز بست سال
سلطنت راند

[illegible] نثری خلاصہ شمشیر خاں حاکم غزنی کی فرمائش پر کیا تھا۔ چنانچہ مقدمۂ کتاب
[illegible] لکھا ہے کہ [illegible] مطابق [illegible] جلوس شاہجہانی میں صوبہ دار الملک کابل شاہزادہ دارشکوہ
کے سپرد تھا [illegible] بلدہ غزنی کی امینی اور واقعہ نویسی پر مامور تھا اور وہاں کا حاکم خان شمشیر خاں تھا ایک
روز بقول مصنف :-

چوں رفیع القدر [illegible] اتفاق بیاران سخنداں کہ در مجلس
جنت آئین ایشاں حاضر بودند اشارہ نمودند

[illegible] تاریخ کی کوئی ایسی کتاب [illegible] بادشاہان ایران و توران کے حالات مختصراً معلوم ہوئے
[illegible] "شاہ نامۂ فردوسی" کا حوالہ دیا کہ اس سے بہتر کوئی دوسری کتاب
نہیں [illegible] طویل ہے بلکہ شاعرانہ فصاحت و بلاغت کی وجہ سے مطالب
پیچیدہ ہو گئے ہیں [illegible] کہاں کہ ایسی کتاب کا مطالعہ کر کے فائدہ حاصل کر سکیں البتہ :-

اگر کسے ترجمۂ نظم شاہنامہ را بلباس نثر پوشانیدہ و
بعبارت موجز و مختصر بطرز ادا لب لباب آں بیان
نماید بسی نیکو باشد

[illegible] کے حکم کی تعمیل میں مولف نے اس مصنف کو [illegible] کرنے
"در میانۂ نثر [illegible] منتخب شاہ نامہ بہ جا کہ
مناسب بود [illegible] دلیل مقصود ایراد نمود"

[illegible] نام :-
"[illegible] شاہی"

[illegible] بطور خطبہ فردوسی کی اس ابتدائی
[illegible] کی مدح میں لکھی تھی۔

[illegible] قابل تحسین ہے۔ ساٹھ ہزار اشعار کا خلاصہ
[illegible] ایران و توران کے قدیم حکمرانوں کی ایک مکمل تاریخ لکھدی۔

Marfat.com

اس کے نسخہ جات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں حیدر آباد آصفیہ لائبریری میں دو نسخہ جات ہیں۔ دونوں بہ خط نستعلیق مطلا و مذہب و با تصویر ہیں جو ۱۲۵۹ھ کے لکھے ہوئے ہیں (ملاحظہ ہو فہرست مشروح بعض کتب نفیسہ قلمیہ کتب خانہ آصفیہ سرکار عالی حصہ اول صفحہ ۲۱۸)۔ زیر نظر نسخہ بخط شکست آمیز (معمولی) لکھا ہوا ہے۔ خط زیادہ پختہ نہیں ہے کہیں کہیں املا بھی غلط ہے اس کے علاوہ بعض الفاظ بھی چھوٹ گئے ہیں:۔

ترقیمہ:۔

تمت تمام شد نسخہ شمشیر خانی انتخاب شاہنامہ بتاریخ
چہاردہم شہر ذیقعدہ ۱۲۷۶ھ بخط بندۂ درگاہ غلام
رسول در دارالخلافہ شاہ جہاں آباد صورت ارقام یافت

٩٥٤/١٣٨

۲۷- ایضاً- ایضاً- ایضاً-

مکتوبہ ۱۲۶۲ھ- اوراق (۱۵۱)- تقطیع "۷ × "۱۰

دلکشا شمشیر خانی کا یہ دوسرا نسخہ ہے جس کے ابتدائی (۹) اوراق نستعلیق (معمولی) [illegible] خط میں لکھے ہوئے اس کے باقی ماندہ اوراق معمولی شکست آمیز میں ہیں۔ ہر عنوان سرخی سے لکھا ہوا ہے۔

اس نسخہ کی آغاز کی عبارت وہی ہے جو سابقہ نسخہ کی ہے۔ البتہ آخر میں بجائے "خاتمہ" کے اضافہ کی عبارت حسب ذیل ہے:۔

اختتام:۔

سرانجام کوہر بار آورد | ہماں میوہ تلخ بار آورد
ز بد اصل چشم بہی داشتن | بود خاک در دیدہ انباشتن

اصل کتاب کے خاتمہ کے بعد اس نسخہ میں تحت عنوان "مقدمہ شاہنامہ" کی ترتیب [illegible] کی تاریخ سے اور سلطان محمود اور فردوسی کا وہ مشہور قصہ بھی درج ہے جو [illegible] شاہنامے کے [illegible] تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے اور آخر میں وہ ہجویہ ابیات بھی درج ہیں جو فردوسی کی طرف سے سلطان [illegible] سے منسوب کی جاتی ہیں اس کے آخری دو ابیات بھی لکھی ہوئی ہیں جو اوپر زیر عنوان "اختتام" درج ہیں۔

ترقیمہ:۔

تمام شد نسخہ شمشیر خانی منتخب شاہنامہ فردوسی

Marfat.com

طوسی رحمۃ اللہ علیہ بعنایت ...... صاحب
بدست خط بد خط عاصی .... بپاس خاطر برادر
عزیز دافر تمیز شیخ ..... عرف مظفر حسین بوقت یکپاس
روز بر آمده بروز پنجشنبہ بتاریخ بستم ربیع الاول ۱۲۶۲ھ
لباس تحریر پوشید حت تمام شد

اوپر کی خالی جگہوں پر بعض لوگوں کے نام تھے ان کو اس طرح مٹایا گیا ہے کہ پڑھے نہیں جاتے اس مٹانے کا سبب ظاہر ہے سرورق پر دستخط مالک کتاب اور ایک چھوٹی مہر حسب تفصیل ذیل ہے
الملک محمد ظفر الدین غفرلہ اکبر آبادی " مہر محمد ظفر الدین "

۹۵۴/۱۳۹

۲۸۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔

مکتوبہ ۱۲۳۸ھ ۔ اوراق (۱۹۵)۔ تقطیع ۶" × ۹¾"
دلکشا نسخہ تفسیر حسانی کا یہ تفسیر النسخ ہے جو اول سے آخر تک نہ صرف مطلا و مذہب ہے بلکہ بہ خط نستعلیق خفی نہایت اچھا لکھا ہوا ہے۔ سرورق اور پیشانی کے علاوہ جس میں طلائی اور مینا کا نہایت خوبصورت کام ہے تمام اوراق کی جداول مطلا و مذہب ہیں نسخہ بہت اچھی حالت میں ہے
ترقیمہ بخط شکستہ آمیز:۔
مرقوم بتاریخ بست و نہم جمادی الثانی ۱۲۳۸ بخط اضعف العباد
بندہ کیول رام تحریر یافت

۹۵۴/۱۴۰

۲۹۔ نشاٰت برہمن:۔ (ناقص الآخر)

مصنف پنڈت چندربھان برہمن ۔ سال تصنیف قبل ۱۰۶۵ھ ۔ اوراق (۹۲) تقطیع ۔ ۸" × ۴¾"
یہ عہد شاہجہانی کے مختلف فرامین اور عرضداشتوں کا مجموعہ ہے

آغاز:۔

چوں از عنفوان شباب ایں برہمن عقیدت کیش را میل
در رغبت بدریافت دقائق شعر و انشا بہم رسید

Marfat.com

اختتام :-

کہ با آشنا و بیگانہ طریق لطف و مدارا سلوک داشتہ
صید قلوب می فرمایند و سر رشتہ کتابت را از دست
نداده

مصنف کا پورا نام پنڈت چندر بھان تھا اور برہمن تخلص کرتا تھا یہ انشاپرداز بھی تھا اور فارسی کا شاعر بھی۔ ابتدائً شاہزادہ داراشکوہ مرحوم کی سرکار سے وابستہ رہا اس کے بعد ترقی کر کے شاہجہانی دربار سے وابستہ ہو گیا چنانچہ دیباچہ میں

صحبت وزرائے عظیم الشان مثل عضد الخلافہ آصف خاں
سپہ سالار و علامۃ العصر بالدوران افضل خاں و رکن السلطنت
اسلام خاں و علامۂ ارسطو فطرت سعد اللہ خاں

کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :-

"خدمت تسطیر سودۂ فرامین جہان مطاع باین مورِ
ضعیف تعلق یافت"

اس کے بعد اپنی شاعری کی یہ لکھ کر تعریف کی :-

"اشعار این ذرۂ بے مقدار بدرجۂ تحسین رسیدہ"

اس کی شاعری کے متعلق دربار شاہجہانی کا ایک بہت ہی دلچسپ تاریخی لطیفہ صاحب "مرأت الخیال" نے یہ لکھا ہے کہ ایک بار دربار شاہجہانی میں مختلف شعراء اپنا کلام سنا رہے تھے اور شاہی تحسین و داد سخن سے سربلند ہو رہے تھے سلسلہ بہ سلسلہ حضرت برہمن کی بھی باری آئی چنانچہ اس نے یہ شعر پیش کیا۔

مرا دلیست بہ کفر آشنا کہ چندین بار
بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم

شاہنشاہ کو اس شعر پر قدرے ناگواری ہوئی اور قریب تھا کہ مجلس کی فضا مکدر ہو جائے کہ افضل خاں دیوان اعلیٰ نے (جو بعد میں وزیر اعظم ہو گئے تھے) شہنشاہ کی ناگواری کو بھانپتے ہوئے دست بستہ عرض کیا

حضور والا ! حضرت سعدی چار سو برس قبل اس کے
متعلق یہ فرما گئے ہیں :-

خر عیسیٰ اگر بمکہ رود
چون بیاید ہنوز خر باشد

یہ سنتے ہی شہنشاہ فوراً مسکرا دئے اور بات ہنسی میں ٹل گئی ۔ پنڈت چندر بھان کی کافی تصنیفات ہیں چنانچہ "گوشت بابالال دیال" کے علاوہ جو تفصیلاً تصوف میں درج ہے دیوان وغیرہ بھی ہیں وہ

Marfat.com

خود دیباچہ میں لکھتا ہے

"بہ مرور ایام دیوان غزل ۔ مثنوی با نسخہ چند مثل گلدستہ
و چہار چمن و تحفۃ الوزرار و کارنامہ و تحفۃ العلمار و
مجمع الشعرار ترتیب یافت"

مصنف نے یہ لکھتے ہوئے کہ جس وقت سے مصنف نے قلم ہاتھ میں لیا ہے اور ہر مسئلہ کے متعلق بالخصوص "درامور خیر" جو رقعات اس نے اب تک لکھے ہیں اگر ان کی نقول کی جائیں تو وہ ایک علیحدہ کتاب ہوجائے اس لئے بقول مصنف :۔

"الحال بہ تحریر بعضے ازاں نوکِ قلم را اجازت می دہد"

اس کے بعد یہ لکھتے ہوئے کہ اس نسخہ میں عرضداشتوں کی نقلیں جو بارگاہ شاہنشاہی میں پیش ہوئیں اور بعض وزرا اور امرار اور عزیزوں کے نام جو خطوط تھے ان کو نقل کرکے :۔

"بہ منشآت برہمن موسوم می سازد"

منشآت میں حسب ذیل پانچ قسم کے مکتوبات ہیں :۔

۱۔ قسم اول :۔ اس میں ان عرضداشتوں کی نقلیں ہیں جو بادشاہ کی خدمت میں مصنف نے بھیجیں

۲۔ قسم دوم :۔ اس میں بعض ان عرضیوں کی نقلیں ہیں جو مصنف نے وقتاً فوقتاً وزیروں اور امیروں وغیرہ کے نام بھیجیں

۳۔ قسم سوم :۔ اس میں بعض ان خطوط کی نقلیں ہیں جو مصنف نے وقتاً فوقتاً بقول خود "بعضے از فضلا و فقرار و فصحار و بلغار روزگار" کی خدمت میں بھیجے

۴۔ قسم چہارم :۔ اس میں وہ خطوط ہیں جو مصنف نے وقتاً فوقتاً راجاؤں اور رائے زادوں کے نام لکھے ان خطوط میں اکثر سفارشی خطوط ہیں جو اصحاب احتیاج کے لئے لکھے گئے ہیں۔

۵۔ قسم پنجم :۔ اس میں وہ بعض خطوط ہیں جو مصنف نے اپنے والد۔ بھائیوں اور شاگردوں کو لکھے آخری قسم ناقص ہے کیونکہ اس کے بعض خطوط اس میں نہیں ہیں۔

قسم اول کی عرضداشتیں تاریخی حیثیت سے بہت اہم ہیں جو زیادہ تر رانا اودے پور کے متعلق ہیں اور سنہ ۱۶ جلوس شاہجہانی

Marfat.com

(سنہ ۱۰۵۲ھ) میں مصنف نے اودے پور سے روانہ کی ہیں۔ بالخصوص پہلی عرضداشت میں مصنف نے اس تمام گفتگو کو نقل کیا ہے جو اس کی رانا اودے پور سے ہوئی اور رانا اودے پور نے قائل ہو کر معافی تقصیرات کی گزارش کی ہے۔ قسم دوم میں جو خطوط وزرا اور امراء کے نام ہیں اس میں مصنف نے بعض وزرا اور امراء کو اپنی تازہ غزلیں پیش کی ہیں۔ آخری پانچویں قسم میں جو خطوط مصنف نے اپنے بیٹے کے نام نصیحت بھرے لکھے ہیں وہ نہایت بلند پایہ ہیں

پنڈت چندر بھان برہمن کی وفات کی تاریخ میں شبہ ہے بعض سنہ ۱۰۶۸ھ (۱۶۵۷) اور بعض سنہ ۱۰۷۳ھ (۱۶۶۳) لکھتے ہیں نسخہ صاف بخط نستعلیق (معمولی) لکھا ہوا ہے۔ کاتب بد املا ہے کیونکہ اس نے "کثیر اور کثرت" کو (س) سے ہی لکھا ہے اسی طرح سے (ح) کی بجائے (ھ) لکھی ہے۔ آخری اوراق نہ ہونے کی وجہ سے کاتب اور سال کتابت نہ معلوم ہو سکا۔

۹۵۴
۱۴۱

۳۰۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ناقص الاول)

مکتوبہ ۱۱۳۹ھ (سنہ ۹ جلوس محمد شاہی) اوراق (۲۴) تقطیع ۱/۲ ۵" × ۸"

منشاتِ برہمن کا یہ دوسرا نسخہ ہے۔ جس کے کافی اوراق نہیں ہیں قسم اول کے علاوہ چند اوراق قسم دوم کے بھی نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں بعض وہ مکتوبات نہیں ہیں جو مندرجہ بالا نسخہ میں ہیں اور بعض وہ مکتوبات ہیں جو اس میں نہیں ہیں مزید براں بعض مکتوبات کے جملے بھی بدلے ہوئے ہیں البتہ اس نسخے کے بیشتر مکتوبات میں تاریخیں ضرور لکھی ہوئی ہیں جو مندرجہ بالا نسخہ میں نہیں ہیں۔ اس سے عرضیوں یا خطوں کی صحیح تاریخیں معلوم ہو جاتی ہیں اس میں غزلیں بھی مندرجہ بالا نسخہ کی غزلوں سے مختلف ہیں

خط بہت معمولی نستعلیق ہے جو کسی نوآموز کا معلوم ہوتا ہے۔ آخر میں کاتب کا نام نہیں ہے۔ کاتب نے ترقیمہ میں اس کا نام "چہار چمن" لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ چہار چمن برہمن کا دوسرا رسالہ ہے

ترقیمہ :۔

"تمام شد چہار چمن (یہ منشات برہمن ہے) تصنیف بلبل
گلزار فصاحت وصلصلِ سرو ستان بلاغت شیریں سخن
غزل پرداز سخن سنج معنی طراز چندر بھان برہمن بتاریخ
چہاردہم ذی قعدہ سنہ ۱۱۳۹ھ (یکہزار سی و نہ ہجری)
مطابق سنہ ۹ محمد شاہ بادشاہ غازی برائے برخوردار
سعادت اساس با کھرمل نوشتہ شد"

نسخہ کے درمیان میں (۱) اور آخر میں (۵) چھوٹی مہریں بھی ہیں جس میں "چوکسی لعل" لکھا ہے جو غالباً مالک کتاب کا نام ہے

Marfat.com

۹۵۴ / ۱۴۲

۱۳۱۔ عمل صالح یا شاہجہاں نامہ۔ (ناقص الطرفین)

مصنف شیخ محمد صالح کنبوہ۔ سالِ تصنیف سنہ ۱۰۷۰ھ (۱۶۶۰ء) اوراق (۳۹۰) تقطیع ۵½" × ۱۰"۔

عہد شاہجہانی کی یہ وہ مشہور کتاب ہے جس کے مطبوعہ اور مخطوط نسخہ جات تقریباً ہر بڑے کتب خانہ میں موجود ہیں یہ نسخہ نہ صرف نامکمل اور ناقص الآخر ہے بلکہ بہت ہی مختصر ہے کیونکہ اس میں کثرت سے عنوانات اور مضامین متروک ہیں۔ موجودہ نسخہ کا آغاز:۔

حقیقی صورت مرقد آں بادشاہ جنت آرام گاہ نمودار گشت

اختتام:۔

دباتفاق آہنگ ستیز و آویزار بابیہ نفاق نمودہ عفان
بہ شتاب داد ند چوں آں سرگروہ اہلِ خلاف یکسانیم
کردہ راہ طے نمودہ از دور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس نسخہ کے اوّل کے (۱۴۱) یا (۱۵) اوراق نہیں ہیں۔ نسخہ ہر حیثیت سے نامکمل ہے جس میں صرف سنہ ۱۰۴۵ھ یعنی جلوس نہم تک کے حالات ہیں "جلوس نہم" کا باب بھی مکمل نہیں ہے کیونکہ اس کے آخر کے بھی کم از کم دو اوراق نہیں ہیں۔

عہد شاہجہانی کی یہ وہ مکمل تاریخ ہے جس کو شیخ محمد صالح کنبوہ لاہوری نے سنہ ۱۰۷۰ھ میں مکمل کیا چنانچہ مصنف سالِ تکمیل تصنیف اور نام کتاب کے متعلق دیباچہ کتاب میں لکھتا ہے:۔

در سالِ ہزار و ہفتاد ہجری از چمن آرائی ایں گلشنِ فیض
فراغ کلی یافتہ سیر رفعت باوجِ سپہر مینائی برافراختم
باعلام الہام عالم بالا ایں خجستہ نامہ را کہ ہمایوں آغاز
و فرخندہ انجام باد "بعمل صالح" موسوم ساختہ "لطیفہ
فیض الہٰی" کہ عدد حروفش سال مذکور موافق است
تاریخ اتمامش یافتم"

یہ کتاب کئی جلدوں میں ڈاکٹر غلام یزدانی صاحب پنشنر ناظم (ڈائرکٹر) محکمہ آثار قدیمہ حیدر آباد (دکن) کی ادارت میں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) نے سنہ ۱۹۲۳ء و سنہ ۱۹۲۷ء میں طبع کرائی تھی۔

مصنف شیخ عنایت اللہ کنبوہ لاہوری مصنف "بہار دانش" کا چھوٹا بھائی تھا۔ اپنے بڑے بھائی ہی سے اس نے تعلیم حاصل کی تھی چنانچہ کتاب کے آخر میں زیر عنوان "طبقۂ ارباب انشا" شیخ عنایت اللہ کو:۔

"شیخ عنایت اللہ استاد و برادر کلاں راقم حروف"

لکھتے ہوئے مصنف نے "بہار دانش" کی تصنیف کے علاوہ اس کی "تاریخِ دلکشا" کی تصنیف کا بھی ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:-

"وبہ توفیق اللہ وقائع ایام خلافت آبائے کرام و اجداد
عظام حضرت صاحبقران ثانی شاہ جہاں بادشاہ غازی
از زمانِ آدم علیہ السلام تا عہد آں سلطان السلاطین
صاحب تمکین مفصل و منقح بقلم آوردہ بہ "تاریخِ دلکشا" موسوم
ساختہ (ملاحظہ ہو جلد سوم صفحہ آخر)"

اور دیباچہ میں اپنا نام:-

"اعنی کمترین داعیان دولت ابد پیوند فدوی
آل محمد صالح"

لکھ کر مصنف اپنی تربیت و تعلیم کے متعلق لکھتا ہے:-

"آں (شیخ عنایت اللہ) مجمع کمالاتِ انسانی کہ مربی و
ولی نعمت صوری و معنوی ایں بندہ بود از عہد طفولیت
تا الیوم توجہ والا بہ تربیت ایں ذرہ بے مقدار مصروف
داشتہ (ملاحظہ ہو جلد اول مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی
کلکتہ)"

ان بیانات کے ہوتے ہوئے غلام یزدانی صاحب کا یہ بیان کہ "شیخ صالح کنبوہ نہیں تھے بلکہ سید تھے کیونکہ "آلِ محمد" صرف سادات کے لئے لکھا جاتا ہے" اور دوسرا یہ بیان کہ شیخ صالح شیخ عنایت اللہ کے بھائی نہیں تھے۔ برادر کلاں لکھنا فارسی کا محاورہ ہے جو ہر ایک دوسرے کو لکھدیا کرتا ہے" مصنف کے اپنے واضح بیانات کی موجودگی میں محتاج نظر ہیں اول "آل محمد" سید [illegible] کے لئے مخصوص ہونا کسی حالت میں لازم نہیں [illegible] "آل محمد" کسی نے نہیں لکھا دیا "اہل بیت" کہلائے یا سادات یعنی اُن کی حقیقت نام سے جدا [illegible] "آل حسن" وغیرہ وغیرہ یہ سادات کے لئے مخصوص لقب نہیں ہیں بلکہ اشخاص کے نام ہیں عام ازیں کہ وہ سید ہوں یا نہ ہوں۔ لہذا "آل محمد صالح" نام سے "سادات" کا نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے اس کے علاوہ "برادر کلاں" سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف شیخ عنایت اللہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ فارسی کا محاورہ "برادر" تو ہے مگر "برادر کلاں" محاورہ نہیں ہے یہ اس وقت لکھا جاتا تھا اور لکھا جاتا ہے جبکہ بڑا پن ظاہر کرنا مقصود ہوتا تھا یا ہوسکتا ہے کہ شیخ صالح شیخ عنایت اللہ کا حقیقی بھائی نہ ہو بلکہ رشتہ کا بھائی ہو جس نے اپنے چھوٹے بھائی کی (بقول مصنف) عہد طفولیت سے لیکر

Marfat.com

اس کی جوانی تک اس کی تربیت اور تعلیم کی نگرانی کی ہو اسی لئے وہ بقول مصنف شیخ صالح کا "مربی" بھی تھا اور "ولی نعمت صوری ومعنوی" بھی۔ ڈاکٹر غلام یزدانی صاحب کو "آل محمد" کے الفاظ سے تسامح ہوا اسی لئے موصوف نے اس کو شیخ عنایت اللہ کی برادری سے خارج کرنے کی ناکامیاب کوشش فرمائی

اس نسخہ میں اول سے صرف سالِ نہم جلوسِ شاہجہانی (١٠٤٥ھ) تک کے حالات مندرج ہیں گویا "عمل صالح" کی تقریباً یہ ڈیڑھ جلد ہے۔ باقی ماندہ نسخہ جات آئندہ نمبروں پر درج کر دئے گئے ہیں

نسخہ بہ خط نستعلیق جلی صاف لکھا ہوا ہے۔ عنوانات سب سُرخی سے لکھے ہوئے ہیں۔ نسخہ اچھی حالت میں ہے

٩٥٤ / ١٤٣

٣٢۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ناقص الآخر)

اوراق (٧٦) تقطیع ۴½" × ٧"

عمل صالح کا یہ دوسرا نسخہ ہے یہ بھی سوء اتفاق سے ناقص ہے بظاہر اس کے اوراق کو جلد بندی کے وقت ٹٹولا نہیں گیا اور جلد بندھوا دی گئی۔

آغاز:۔

شگفتہ روئے چمنِ بیان وخندہ ریزی گلبنِ سخن از
حمد بہار پیرائے گلشنِ کاف ونون وجریدہ کشائے
سپہر بوقلمون است

اختتام:۔

وبنائے حضرت سلیمان علیہ السلام ہیکل یروشلم یعنی
بیت المقدس وتخریب بخت نصر آں را وعرب در ایام
جاہلیت قدیم از وقائع مشہور وحروب عظیم درمیان
ایشاں افتادہ ابتدائی نمود وچوں حبشیاں برین
استیلا یافتہ

افسوس ہے کہ یہ نسخہ بھی نہ صرف ناقص ہے کیونکہ آخر کے کافی اوراق نہیں ہیں بلکہ جلد ساز نے اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اکثر اوراق کو مقدم و موخر کر کے نسخہ کی جلد باندھ دی ہے بعض صفحات پر مقدم موخر کے حوالے لکھ دیئے گئے ہیں کتاب قدیم خط شکست آمیز میں لکھی ہوئی ہے، آب خوردہ ہونے کی وجہ سے اکثر اوراق کی عبارتیں ناقابلِ قراءت ہوگئی ہیں یہ نسخہ اقبال نامہ جہانگیری ١٢٩/١٨ کے ساتھ مجلد ہے۔

Marfat.com

۳۳- ایضاً- ایضاً۔ (جلد اول) ۹۵۴/۱۴۴

اوراق (۲۰۳) تقطیع ۸″ × ۱۲″

یہ تیسرے نسخہ کی پہلی جلد ہے اس کے ابتدائی اور درمیان کے چند اوراق نہیں تھے جن کو اصل کتاب سے نقل کراکر مکمل کر دیا گیا ہے اس جلد اول میں ابتدا سے سالِ جلوس ششم شاہجہانی (۱۰۴۳ھ) اور کچھ سالِ جلوس ہفتم کے حالات درج ہیں خط معمولی نستعلیق ہے۔ عنوانات سُرخی سے لکھے ہیں۔

۳۴- ایضاً- ایضاً۔ (جلد دوم) ۹۵۴/۱۴۵

اوراق (۱۶۸)۔ تقطیع ۸″ × ۱۲″

تیسرے نسخہ کی یہ دوسری جلد ہے جس میں سال ہفتم جلوسِ شاہجہانی (۱۰۴۳ھ) سے سالِ جلوس بستم ۱۰۵۶ھ تک کے حالات درج ہیں۔ اس میں بھی درمیان کے کچھ اوراق نہیں تھے ان کو اصل کتاب (مطبوعہ) سے نقل کراکر لگا دیا گیا ہے کاتب وہی ہے جو سابقہ جلد کا ہے۔ خط معمولی نستعلیق ہے

۳۵- ایضاً- ایضاً۔ (جلد سوم) ۹۵۴/۱۴۶

اوراق (۱۴۲)۔ تقطیع ۸″ × ۱۲″۔

تیسرے نسخہ کی یہ تیسری جلد ہے جس میں سال بست ویکم جلوس شاہجہانی (۱۰۵۷ھ) سے سالِ سی و دوم [۳۲] جلوس شاہجہانی ۱۰۶۸ھ تک کے حالات درج ہیں۔

آخر میں مصنف نے شاہنشاہ شاہ جہاں کی علالت اور وفات (۱۰۷۶ھ) کے حالات کو لکھ کر شہنشاہ شاہجہاں کی عمر بوقت وفات قمری حساب سے (۷۶) سال (۳)، ماہ اور (۲۵) روز لکھی ہے اس کے بعد مصنف نے ایک نیا عنوان :-

"در سرجملہ احوال برکت اشتمال اعیان اہلِ حال وقال
وغیرہ وغیرہ ...."

لکھ کر اور حسب ذیل طبقات قائم کرتے ہوئے اس عہد کے اولیاء۔ علماء اطباء، شعراء اور انشاپردازان وغیرہم کے نام مع مختصر حالات کے لکھے ہیں۔

۱- طبقۂ اول :- اہلِ حال یعنی مشائخ (اس میں (۱۶) مشائخ کے نام و حالات ہیں)

۲- طبقۂ دوم :- علماء محققین (اس (۱۲) علماء کرام کے نام و حالات ہیں)

Marfat.com

۳۔ طبقۂ سوم :۔ اطبار حاذق (اس میں (۶) حکمار و اطبار حاذق کے نام وحالات ہیں)

۴۔ طبقۂ چہارم :۔ شعرار (اس میں (۱۶) شعرار کے نام وحالات مع نمونۂ کلام درج ہیں)

۵۔ طبقۂ پنجم :۔ ارباب انشار (اس میں صرف (۹) ادیبوں کے نام وحالات درج ہیں کیونکہ آخر کے چند اوراق نہیں ہیں)۔

کاتب وہی ہے جو سابقہ مجلدات کا ہے۔ کاتب کافی بد املا ہے اس کے علاوہ بعض بعض جملے اور عنوانات بھی کاتب نے چھوڑ دئے بہرحال حتی الامکان دوسرے نسخوں کی مدد سے جہاں جہاں جملے چھوٹ گئے گئے تھے ان کو لکھ دیا گیا ہے اور املا کی بھی اصلاح کر دی گئی ہے۔

۳۔ متشابہات ملا طغرا (حسن وعشق)

۹۵۴
۱۴۷

تصنیف ملا طغرا مشہدی۔ سالِ تصنیف قبل ۱۰۷۸ھ۔ اوراق (۶)۔ تقطیع ½۴" × ۸"

ملا طغرا نے یہ گویا ایک سیاسی افسانہ لکھا ہے جس میں سیاسیات کے پردہ میں نفسیاتی پہلو زیادہ نمایاں ہے

آغاز :۔

راویانِ اخبار و ناقلانِ آثار چنیں روایت می کنند کہ در معمورہ تن
واقلیم بدن دو ملک زادہ بودند

اختتام :۔

سکان شہرستانِ وجود را جملگی مطیع فرمان قضا جریان سلیمان
حسن گردانید۔ شعر

زیر دست حسن باشد عشق ہر جائے کہ ہست
شمع دائم می زند آتش بجاں پروانہ را

ملا طغرا نے اپنی مشہور عبارت آرائی اور انشار پردازی کے لباس میں "حسن وعشق" کا یہ ایک افسانہ لکھا ہے جو "حسن وعشق" (مصنفہ نعمت خاں عالی) سے بالکل مختلف ہے۔ اس میں "عشق" اور "حسن" کو مصنف نے دو شاہزادے قرار دیتے ہوئے ایک کا نام "سلطان عشق" اور دوسرے کا نام "سلیمان عشق" رکھا اور گویا یہ دونوں مختلف ملکوں کے حکمراں تھے۔ دونوں میں جنگ ہوتی ہے "حسن" کا قبضہ ہوتا ہے اور آخر کار "سلطان عشق" اپنے ایک ندیم کے مشورہ سے "شیخ بشارت" کو حکم دیتا ہے کہ وہ اب "سلطان حسن" کے نام کا خطبہ پڑھا کرے اور اس طرح سے پرانی "مملکتِ جسم"

Marfat.com

"پر حسن" کا قبضہ ہو جاتا ہے افسانہ بہت پر لطف ہے۔ نسخہ بخط شکست آمیز لکھا ہوا ہے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔ یہ ۹۵۴/۱۱۴ کے ساتھ مجلد ہے پیشانی پر کاتب نے سرخی سے اس افسانہ کا نام معلوم نہیں کس مناسبت سے "متشابہات ملا طغرا" لکھا ہے ملا طغرا ۱۱ ویں صدی ہجری کے ان مشہور نثر نگاروں میں سے ہے جس کی تصنیفات ادبی اور علمی حلقہ میں کافی مقبول ہیں اور بیشتر مجموعہ کی شکل میں طبع ہو چکی ہیں۔ ملا طغرا مشہدی اپنے ملک ایران سے شہنشاہ جہانگیر کے آخری عہد میں ہندوستان آیا اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں اپنی زندگی کے تقریباً پچاس برس گزار کر ۱۰۷۸ھ/۱۶۶۷ء میں راہی ملک بقا ہوا

۲۷۔ تصنیف الملوک۔ (ناقص الآخر)

۹۵۴/۱۴۸

مصنف ملوک چند بن مرلی دھر سال تصنیف تقریباً ۱۰۹۸ھ اوراق (۶۳) تقطیع ... عہد عالمگیری کے یہ رقعہ جات بھی تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ مصنف نے اپنے نام کی مناسبت سے اس رسالہ کا نام "تصنیف الملوک" لکھ کر عبیت کا پر لطف مظاہرہ کیا ہے

آغاز:-

"... کہ ہر موبر تنم در سجدہ خم باد جواہر زواہر در دنا خسدود
برروان آں پیشرو مسالک اہتدا در رہنمائی قافلہ سالاران
انی جاعل فی الارض خلیفہ

اختتام

"چوں در دنیا ہر انسان را آدمی نتواں گفت بمنزلہ سگ
وخرس وگاؤ و خر وغیرہ حیوانات کہ بطبع با یکدیگر
خدا اضداد و خصومت طبعی دارند"

شروع کا ایک صفحہ جس میں حمد کی کچھ سطریں ہیں، نہیں ہے۔ مصنف نے حسب دستور بعد حمد و نعت دیباچہ میں اپنا نام "ملوک چند" لکھتے ہوئے وجہ تصنیف کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

بہ حسب ضرور الجواز ازلی چند روز رفاقت میا درت بنا
سید یوسف علی نبیرۂ مجدد الانام حضرت شاہ ہمال حسینی ساکن
قصبہ "پلول" کہ مشار الیہ در صوبۂ دار الفتح اوجین نائب
مناب ناظم صوبہ بود۔ نمود

Marfat.com

وہاں رہ کر مصنف کو "سید محمد سعید" "شیخ نجم الدین" "غلام محی الدین" کی صحبت میسر آئی جو انشاپرداز اور شاعر تھے لہٰذا مصنف نے بقولِ خود :۔

چند جز انشار دستور آموز ضروری کہ بہ عمل رمداد شد۔۔۔
جہتِ تفہیم و تعلیم فرزندانِ دلبندان جگر گوشہ بجان پیوندان
فرخندہ منش درخشندہ رائے "صاحب رائے و بالورائے"
ترقیم نمود :۔

اس وجہ کے بعد مصنف نے اس رسالہ کا نام اپنے نام پر رکھتے ہوئے تاریخ تصنیف کو اس طرح سے ظاہر کیا۔

نام ایں انشار را تصنیف الملوک نہادہ در مصرعۂ ثانی
ایں فرد تاریخ سن ہجری بحساب ابجدی برآید :۔

دستور کار کردن عمل است بر ملوک   گوہر دہاج اعلیٰ تصنیف الملوک
۱۰۹۴ھ

اس کے بعد مکتوبات کی تقسیم کے متعلق یہ لکھتے ہوئے
ہمگی چہار منطوقہ "دو بیست مرقومہ۔ مقسومہ تقسیم شدہ" (۲۰۰)

حسب ذیل تقسیم کی ہے :۔

۱۔ منطوقہ نخستین :۔ اس میں چار مرقومہ ہیں :۔

(الف) مرقومہ اول :۔ طرز تحریر نامۂ بادشاہاں :۔

اس سلسلہ میں مصنف نے شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کا نام لکھتے ہوئے "خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و دامت عمرہ و احکامہ" لکھ کر یہ شعر لکھا ہے :۔

شاہنشہی کہ خدمت و طاعت خداست   شکرانۂ خداست کہ در روزگار ماست

(ب) مرقومہ دوم :۔ مناشیر کرامت تاثیر کہ بہ بادشاہانِ عالی تبار جلیل الشان و امیران بلند مکاں قلمی شد۔

(ج) مرقومہ سوم :۔ طریق نشان سعادت عنوان از پیشگاہ شاہزادگاں کہ امیران سموالمکان ع: ایراد یافت

د۔ مرقومہ چہارم :۔ عرضداشت بدرگاہِ سلاطین سجدہ گاہ از طبقۂ امرا در بارگاہ شاہزادگانِ عالیجاہ

Marfat.com

مرقوم شد منظوقۂ ثانی !۔ (اس میں بھی چار مرقومہ ہیں)

(الف) مرقومۂ اوّل :۔ دستور العمل کارنامہ پروانجات خدمت از دفتر وزارت

(ب) مرقومۂ دوم :۔ پروانہ جات خدمت از دفترِ صدارت

(ج) مرقومۂ سوم :۔ تصدیقات مواجبات وسبندی عاملانِ برگنات

(د) مرقومۂ چہارم :۔ طرز واجب العرض عاملان دستکات بنام راہ داراں وگزرنایاں

منظوقۂ سوم : (اس میں بھی چار مرقومہ ہیں)

(الف) مرقومۂ اول :۔ در تحریر سجلات حویلیات۔ وصکوک ۔۔۔ ومحضرات وغیرہ اراضی زرعی وسکنی

(ب) مرقومۂ دوم :۔ در التماس مطلب داد وطلب وقبولیت

(ج) مرقومۂ سوم :۔ عرائض بخدمت استاداں کارآگاہاں

(د) مرقومۂ چہارم :۔ رقعہ بدرویشاں نیک کیشاں

منظوقۂ رابع :۔ (اس میں بھی چار مرقومہ ہیں)

(الف) مرقومۂ اول :۔ القاب مغلیہ علیہ بیگمان زنان وخواتین دوران وسائرنسار

(ب) مرقومۂ دوم :۔ رقعات مطالبات اربابِ دانش وتبینش

(ج) مرقومہ سوم :۔ سرنامہ مہرگیان ابنار زمان وضیع وشریف

(د) مرقومہ چہارم :۔ لطیفہ ۔۔۔۔۔ ونکات مرقوم خانہ نیا کیش

غالباً ۳۵ جلوس عالمگیری (۱۱۰۶ھ) میں مصنف نے اس کی ترتیب وتدوین کی ہے کیونکہ اکثر رقعوں کے آخر میں "۳۵ جلوس میمنت مانوس" درج ہے ممکن ہے کہ اس کو ۱۰۹۵ھ میں شروع کیا ہو اس کے بعد ان رقعات کا اضافہ کیا ہو جن میں ۳۵ جلوس لکھا ہے۔

Marfat.com

افسوس ہے کہ کتاب کے آخر کے اوراق جن میں "مطوقہ رابع" کے "مرقومہ سوم و چہارم" ہیں نہیں ہیں۔ نسخہ تاریخی حیثیت سے کافی اہم ہے۔ اس کے نسخہ جات ان کتب خانوں میں جن کی فہرستیں نظر سے گذری ہیں نہیں ہے۔ کتاب بہ خط شکست آمیز لکھی ہوئی ہے۔ ممکن ہے کہ مصنف کے ہاتھ کا ہی یہ نسخہ ہو خط کے انداز سے اس کا قیاس ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

۳۔ اس کے بعد (۱۳) اوراق ایک دوسرے رسالہ کے مجلد کر دیئے گئے ہیں ان میں بھی رقعہ جات ہیں چونکہ چند اوراق ہیں جو قدیم شکست آمیز خط میں جلی حروف میں لکھے ہوئے ہیں اس لئے نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کس کی طرف سے ہیں اور نہ زمانہ کا پتہ چل سکا۔ البتہ خطوط کے سیاق سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ خطوط کسی عالم درویش کی طرف سے امرار کے نام برائے سفارش یا بطور نصیحت علمار کے نام اور طلبہ کے نام ہیں جن کے نام خطوط ہیں ان میں بیشتر میں نام بھی لکھے ہوئے ہیں ان سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ یہ کس زمانے کے ہیں۔ بہر حال خطوط عالمانہ اور درویشانہ اور کافی اہم ہیں۔

$\frac{۴۵۹}{۱۴۹}$

۴۔ عالمگیر نامہ یا اورنگ نامہ۔

تقطیع ۲۶ × ۹½ – اوراق (۷۰)۔ تصنیف قبل ۱۱۰۲ھ / ۱۶۹۰ء

مصنف مرزا عسکری نواب عاقل خاں رازی۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے ابتدائی عہد کی یہ مختصر تاریخ ہے

آغاز:۔

ابو المظفر محی الدین اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی۔ آں قطب ملک سلطنت و جہانداری۔ مرکز دائرہ عظمت و بختیاری

اختتام:۔

وجسد شریف در درون مرقد منور و مضجع مطہر نہادہ بہ مغفرت سبحانی و رحمت رحمانی سپردند انا للہ وانا الیہ راجعون بالظفر والخیر بتاریخ پنجم شہر ربیع الاول سنہ خفائے عالمگیری (ثانی) ایں کتاب عالمگیر نامہ ترقیم رفت

خلاف دستور اس کتاب کا آغاز بلا تحمید و تمہید ہے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے ابتدائی پانچ

Marfat.com

سال (۱۰۶۸ھ تا ۱۰۷۳ھ) کا یہ ایک حد تک تفصیلی مرقع ہے اسی جملہ سے جو اوپر تحت عنوان "آغاز" درج ہے پورے چار صفحات میں مصنف نے شہنشاہ اورنگ زیب کی تعریف و توصیف کر کے ان کے روزانہ کے پروگرام کو لکھا ہے جس میں عبادات اور معاملات دونوں کا اجمالاً ذکر ہے اس کے بعد حسب ذیل (۹) عنوانات پر جو سرخی سے لکھے ہوئے ہیں کتاب کی تقسیم کی ہے:-

۱۔ گفتار در بیان ولادتِ آں مہرِ سپہرِ عطف و جلال و سوانح کہ پیش از جلوس بہ مسند جہانداری سمت وقوع پذیرفت

(اس عنوان میں شہنشاہ کی تاریخ پیدائش کا قطعہ لکھا ہے جس کا آخری شعر جس میں مادۂ تاریخ ہے یہ ہے)

طبع دریافت سالِ تاریخش زد رقم آفتابِ عالمتاب
۱۰۲۶ھ

۲۔ بیان جوانمردی آں حضرت در جنگ فیلاں

۳۔ گفتار در ہمیں کیفیت بعض از سوانح و مقدماتِ ظہور اسباب بہ طلوع نیر اقبال (اس میں جنگ کی تفصیلات کے علاوہ جو بمقام مالوہ وغیرہ شہنشاہ اورنگ زیب اور ان کے بڑے بھائی شہزادہ داراشکوہ میں ہوئی شاہزادی جہاں آرا بیگم الملقب بہ نواب بیگم صاحبہ کا وہ تاریخی خط بھی درج ہے جو اس موقع پر بہن نے بھائی کو سمجھانے کے لئے لکھا تھا)

۴۔ سنوح بعضے از وقائع عبرت بخش اربابِ خرد و وقوع حکایات فیما بین زیبندۂ تاج و تخت جہانبانی حضرت صاحبقران ثانی و آں شہسوار مضمار ملک کشائی و کشورستانی

۵۔ ارتفاع رایاتِ اقبال بہ عزم استیصال داراشکوہ بصوب پنجاب و گرفتاری سلطان مراد بخش و دیگر سوانح فتنہ افزا

۶۔ پائے اقبال نہادن حضرت جہانداری با ورنگ سلطنت و کامگاری و ظہور بعض وقائع

۷۔ وقوع اشتعالِ نوائر حرب و کرب در خطہ فیض آئین با داراشکوہ و اختصاص یافتن جہانبانی بہ فتح و فیروزی

۸۔ تعین جنود اقبال بسرکردگی گلبن حدیقۂ جلال سلطان محمد بجہت اخراج شاہ شجاع ... و انتزاع آں ممالک از دستِ آنجناب و سوانحے کہ در بیں ضمن رو داد

۹۔ تسخیر ولایت آسام بہ جلادت و تدابیر رکن السلطنت ... خان و کیفیت سوانح دیگر

اس کے نسخہ جات مسلم یونیورسٹی لائبریری کے شعبۂ مخطوطات میں بھی ہیں ان میں اس رسالہ کا نام ... نہیں ہے بلکہ تاریخ یا تواریخ عالمگیری ہے۔ مصنف کا نام اس نسخہ میں نہیں ہے البتہ یونیورسٹی کے نسخوں میں مصنف کا نام "مرزا عسکری نواب عاقل خاں رازی" لکھا ہے۔ تاریخ تصنیف نہ ... اور ... نسخوں میں ہے اس لئے قبل ۱۱۰۰ھ لکھ دی گئی جو مصنف کی وفات کا سال ہے۔

Marfat.com

گفتار نمبر ۳ میں جو خلاصہ خط میں جانب نواب جہاں آرا بیگم درج ہے اُس کے پہلے مصنف نے :-

محمد فاروق بخش سرکار فیض آثار خورشید اوجِ عصمت .....

نواب بیگم صاحبہ بسط اللہ ظلال عصمتھا

لکھا جس کے معنی صاف یہ ہیں کہ یہ کتاب شاہزادی کی زندگی ہی میں تصنیف ہو چکی تھی۔
اس کا ایک نسخہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ میں بھی ہے جس میں مصنف نے اس کا نام "ظفر نامۂ عالمگیری" لکھا ہے (ملاحظہ ہو کٹلاگ صفحہ ۱۹، ۱۵۹/۲۳۹ ڈی D اور آغاز کی وہی عبارت لکھی ہے جو اوپر زیرِ عنوان "آغاز" درج ہے اور لکھا ہے :-

اورنگ زیب کے عہد (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۹ء تا ۱۰۷۳ھ/۱۶۶۳ء)
کی پانچ سالہ تاریخ ہے جس کو "واقعاتِ عالمگیری" بھی
کہا جاتا ہے۔ اصلی مصنف کا پتہ نہ چل سکا لیکن بالعموم
یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا مصنف عاقل خاں رازی
ہے جس کا انتقال ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۶ میں ہوا

اسی کے بعد کے نمبر میں ایک کتاب "عالمگیر نامہ" کے نام سے بھی درج ہے لیکن اس کے متعلق اس نے یہ لکھا ہے :-

یہ دس سالہ عہد حکومت عالمگیر کی تاریخ ہے (۱۰۶۸ھ/۱۶۵۹ تا
۱۰۷۸ھ/۱۶۶۸) اس کا مصنف محمد کاظم بن امیر منشی ہے جس
کا انتقال ۱۰۹۴ھ/۱۶۸۱ میں ہوا

لیکن اس کے آغاز کی عبارت وہ نہیں ہے جو اوپر درج ہے۔ کتاب سے صاف واضح ہے کہ "عالمگیر نامہ" اسی کتاب کا نام ہے جیسا کہ اختتام کی عبارت سے ظاہر ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کاتبوں نے وہ نام لکھ دیا ہو جو ایشیاٹک سوسائٹی کے کٹلاگ میں درج ہے۔ اصلی مصنف اس کا مرزا عسکری نواب عاقل خاں رازی ہی ہے کتاب بہت غلط لکھی ہوئی ہے ہر صفحہ میں املا کی غلطیاں ہیں جن کو تھوڑا بہت درست کر دیا گیا ہے لیکن مزید درستی کی ضرورت ہے۔

ترقیمہ :-

بعون اللہ تعالیٰ نسخہ عالمگیر نامہ بتاریخ ششم ماہِ
رجب ۱۲۲۴ھ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مطابق
ہندوی سدی نوی ماہ جیٹھ سمت ۱۸۶۴ بوقت

Marfat.com

یکپاس روز بروز یکشنبہ بہ خط بے ربط عقیدت
گرائے گورسہائے قوم کائستھ اونامی (یعنی
باشندہ اوناؤ) ساکن موضع کاکادیو پرگنہ بجنور
(حال ضلع لکھنؤ) مضاف صوبہ الہ آباد۔
حسب الفرمائش داروغہ صاحب قبلۂ خداوندنعمت
فیاض زماں شیخ قدرت اللہ دام اقبالہٗ داروغہ
تھانہ نواب گنج ساکن قصبہ برسدی پوراند صورت
انتظام یافتہ من مطابق عہد عملداری انگریز اں بہادر
سنہ ۱۸۱۷ عیسوی ماہ مئی بتاریخ بست و پنجم۔

مصنف "محبوب الالباب فی تعریف الکتب والکتاب" نے اس کا نام "اورنگ نامہ" اور مصنف کا نام عاقل خاں زازی لکھا ہے۔ (ملاحظہ ہو صفحہ ۴ کتاب مندرجہ بالا) راقم کے خیال میں یہی نام صحیح ہے۔ عاقل خاں میر عسکری "خواف" کا رہنے والا تھا اور شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کی سرکار میں زمانہ شاہزادگی سے وابستہ تھا اس لئے شہنشاہ کی بارگاہ میں بہت معزز و موقر اور صاحب منصب بھی تھا۔ چونکہ حضرت برہان الدین رازؒ کا مرید تھا اس لیے "رازی" تخلص کرتا تھا۔ اس نے ایک مثنوی بھی بنام "مرقعہ" تصوف میں لکھی تھی۔ مصنف "محبوب الالباب" نے اس کی تاریخ وفات سنہ ۱۱۰۸ھ لکھی ہے۔ لیکن ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے کیٹلاگ میں سنہ ۱۱۰۸ھ/۱۶۹۶ء لکھی ہوئی ہے۔ واللہ اعلم

٣٩۔ انشاء دستورِ الٰہی:۔ (یعنی مکتوبات حضرت سید ضیاء اللہ بلگرامی)

٩٥۴/١٥٠

مرتب علامہ میر عبد الجلیلؒ بلگرامی۔ سالِ تصنیف عہد شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب۔ سنہ کتابت ۱۱۱۷ھ۔ اوراق (۵۰)۔ تقطیع ۷×۱۰

یہ اہم مکتوبات کا مجموعہ جس میں کافی تاریخی مواد موجود ہے ایک مزید نایاب نسخہ ہے۔ ... کتب خانہ مطبوعات و مخطوطات کا ایک نادر نسخہ ہے جو عزیزم رشید احمد صدیقی ایم۔اے۔ ایل ایل بی (علیگ) ڈسٹرکٹ سشن جج حیدرآباد دکن نے اپنے والد مرحوم و مغفور کی یادگار میں راقم الحروف کی درخواست پر جوا ہر میوزیم اٹاوہ کو مرحمت فرمایا۔

آغاز:۔

حمد بے منتہٰی علی الاطلاق کہ دبیر بہار خامۂ زمردین نرگس

Marfat.com

آراستہ در نگین دوات لالہ را یہ مشکیں مداد پیراستہ

اختتام :-

قلم ستاد جنبش تمام شد تقریر .... (الفاظ پڑھے نہیں جاتے)

یہ تمام مکتوبات حضرت سید ضیاء اللہ بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ بعض پیر مرشد کے نام، بعض اعزاء کے نام اور بعض احباب کے نام ہیں جن میں بہت سی باتیں اس زمانہ کی تاریخی ملتی ہیں۔ بیشتر مکتوبات مکتوب الیہ کے نام سے ہیں۔ بہر حال یہ وہ مکتوبات نہیں ہیں جو بخیال نمونۂ انشار لکھے گئے ہوں بلکہ خطوط معاملات، اور واقعات کے حامل ہیں۔ آخری خط کسی عزیز کے خط کے جواب میں ہے جس میں ممدوح نے "ممالک ہندوی کہ معزی و منسوب بمملکت دہلی است" کے جملہ صوبجات کی آمدنی و محاصل کا جو اس عہد میں تھے علیحدہ علیحدہ ذکر کر کے لکھا ہے کہ :-

"پس ایں بست و دو صوبہ دیک ولایت بکلانہ کہ در تصرف
دکلائے حضرت شاہ جہاں بودہ ہشت صد و ہشتاد کرور
دام است وہشت ارب وہشتاد کرور
دام می شود و حاصل ایں جمیع ممالک بست و دو کرور روپیہ
شد و گویند ہم بریں نسق در شاہ نامہ (بادشاہ نامہ)
مندرج ساختہ اللہ اعلم بالصواب"

آخر میں ایک نعتیہ قصیدہ اور اس کے ساتھ بادشاہ کے نام کا بھی قصیدہ ہے جس میں شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کی تعریف و توصیف ہے۔ یہ نسخہ "ریاض الانشار" کے ساتھ مجلد ہے جو $\frac{954}{112}$ پر درج ہے۔ نسخہ اچھی حالت میں ہے۔ درمیان بعض جگہ کرم خوردہ ہے۔ خط شکست آمیز ہے۔

ترقیمہ :-

نسخہ دستور الہٰی احقر العباد ضیاء الدین بتاریخ ۱۹ ار شہر
محرم الحرام سنہ ۱۱۱۷ھ تصنیف حضرت قبلہ گاہی (والد کاتب)
سید ضیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ حق ملکیت سیادت پناہ
سید مرتضیٰ ...

$\frac{954}{151}$

۴۰ - رقعات عالمگیری -

تصنیف و ترتیب قبل سنہ ۱۱۱۸ھ مکتوبہ سنہ ۱۱۲۰ھ۔ اوراق (۷۶)۔ تقطیع "۴ × "۶½

Marfat.com

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے یہ وہ مکتوبات ہیں جو نہ صرف ہر کتب خانہ میں موجود ہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف مطابع میں طبع بھی ہو چکے ہیں۔ رقعہ جات شہزادوں اور امرار عظام اور حکام عالی مقام کے نام ہیں۔

آغاز:-

مکشوف دانشوران عالی نظرت معلوم دشوار
پندان دالاخرت باد

اختتام:-

ودیگر تبع ہزاریان از اسپ فرود آمدہ۔ سلام
کنند و ایشان بآں دہند

رقعات معمولی نستعلیق خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ کاتب کا املا بھی ٹھیک نہیں ہے

ترقیمہ:-

نسخہ رقعات عالمگیری من تصنیف شاہ اورنگ زیب
عالمگیر بتاریخ غرۂ شہر جمادی الثانی ۱۲۴۱ھ بوقت صبح
روز یکشنبہ انجام پزیرفت

...... بخط اضعف العباد فدوی (نام نہیں پڑھا جاتا کاتب کوئی ہندو ہے)

آخر میں کاتب نے بابر بادشاہ سے لے کر عزیز الدین عالمگیر ثانی تک کے نو بادشاہوں کے نام اور ان کے نام کے ساتھ مرنے کے بعد جو القاب لکھے جاتے تھے وہ لکھدئے ہیں مثلاً "فردوس مکانی" "جنت آشیانی" وغیرہ وغیرہ

۹۵۴/۱۵۲ ۴۱۔ جنگ نامہ اعظم شاہ و معظم شاہ:- (ناقص الاول)

مصنف نعمت خاں عالی۔ قبل ۱۱۲۱ھ۔ مکتوبہ ۱۲۴۶ھ اوراق (۱۲) تقطیع ۶ × ۸½

مصنف نے اس مختصر رسالہ میں دونوں شاہزادگان (ابنار شہنشاہ اورنگ زیب) کی آویزش اور فتح معظم شاہ الملقب بہ بہادر شاہ کو ایک حد تک اجمالاً لکھا ہے۔ اس رسالہ کا ابتدائی ورق نہیں ہے۔

Marfat.com

آغاز :-

منشور بخت بہ خاتم افضالش مختوم است تائیدات
آسمانی (بہ) ہمہ حال کامل آمالِ او ۔

اختتام :-

دہر یک بالقاب و خطاب و ترفعات مناصب فرق
عزت برافراختند

مصنف نے ایک طویل دیباچہ میں دونوں شاہزادوں کے حالات پر ادیبانہ انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان دونوں بہادر شہزادوں کی لڑائی کو :-

"بہ طریقۂ اجمال بے کم و کاست کہ شائبہ تکلف و
طرفداری ہیچ یکے بداں نہ رسد نگاشتۂ خامۂ
بیان می سازد"

اس کے بعد ان الفاظ میں معذرت بھی کی ہے :-

"ازانجا کہ "فکر ہرکس بہ قدر ہمتِ اوست" بر تقدیر سہو
و خطا از بزرگان چشم عطا است"

اس طویل دیباچہ کے بعد شہنشاہ اورنگ زیب کی مہم اودے پور کو لکھتے ہوئے شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت اور استیصال اور اس کے بعد شہنشاہ اورنگ زیب کی عمر اور ان کے بڑھاپے کے متعلق یہ لکھتے ہوئے کہ :-

"چوں عمر مبارک حضرت قریب بہ نود سال رسید بنا بر کبر
سن و اشتداد مرض مزمنہ ضعف در قوائے قدسی
راہ یافت"

مصنف نے لکھا کہ :-

"از ماہ ذیقعدہ سنہ یکہزار و یکصد و ہشتدہ دو روز
ماندہ بود کہ آں جم جاہ داعیِ اجل را لبیک گفتہ متوجہ عالم
قدس گردید"

اس خبر کے پھیلتے ہی جو افری تفری اور لوٹ مار لشکر میں شروع ہوئی اس کے پیشِ نظر :-

Marfat.com

"ذات تقدس احتجاب زیب النساء بیگم پیک سریع السیر
بخدمت بادشاہزادہ اعظم شاہ فرستادہ ازیں حال آگہی
دادند"

مصنف نے اس تفصیل کے بعد بھائیوں کی آویزش کو لکھتے ہوئے جنگ کی تفصیلات لکھی ہیں۔ اس برادرانہ خونی آویزش کے بعد بہادر شاہ کے سامنے جس وقت بھائیوں کی لاشیں پیش کی گئیں تو بہادر شاہ نے بے اختیار ہو کر آنسو بہاتے ہوئے کہا کہ:۔

ایں عزیز مصلحت بینہ نفس خود را در بلا و مادر را در غم
وغنا انداخت کہ تا بقیہ عمر نقش ایں افسوس از صفحۂ خاطر
زائل نخواہد شد

ہر حال یہ مختصر رسالہ بھائیوں کی آویزش کا ایک بہت اچھا مرقع ہے جس میں مصنف نے حسب وعدہ طرفداری سے کام نہیں لیا۔

٩٥٢ / ١٣٥ کتاب نستعلیق خفی میں لکھی ہوئی ہے کہیں کہیں کرم خوردہ ہے۔ اس کے ساتھ رقعات امان اللہ حسینی مندرجہ مجلد ہے۔

٩٥٤ / ١٥٣

۴۴۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔

مکتوبہ ۱۲۲۰ھ۔ اوراق (۴۳) ۔ تقطیع ۸×۷"

آغاز:۔

"زیب دیباچۂ سخن نیایش بے نیازے است کہ در بارگاہ
کبریائش زبانِ چون و چرا لال است"

اختتام کی عبارت وہی ہے جو سابقہ نسخہ میں ہے۔ یہ نسخہ اول سے لے کر آخر تک مکمل ہے [illegible] میں لکھا ہوا ہے کہیں کہیں کرم خوردہ ہے جس کی جلد بندی کر دی گئی ہے

ترقیمہ:۔

نسخہ جنگ نامہ بادشاہ عالی جاہ بہادر شاہ بن تصنیف
نعمت خان عالی قدس اللہ سرہٗ بتاریخ بست و یکم شہر
رمضان المبارک ۱۲۲۰ھ یکہزار و دو صد و بست ہجری نبوی

زین بدی برس سنہ یکہزار و دوصد و سیزدہ ۱۲۱۳ فصلی
بوقت دو گھڑی شب بہ سرعت تمام قلمی شد

۲۔ اس کے ساتھ بہ خط شکست آمیز مختلف شعرار قدیم کا فارسی و ریختہ کلام بھی کاتب نے نقل کر دیا ہے جس کے کل (۹) اوراق ہیں۔

اس نسخہ کے ساتھ نسخہ $\frac{۹۵۴}{۱۲۴}$ (رقعات امان اللہ حسینی) بھی مجلد ہے

$\frac{۹۵۴}{۱۵۴}$

۴۳۔ وقائع نعمت خاں عالی:۔

مصنف نور الدین محمد نعمت خاں عالی، تصنیف قبل سنہ ۱۱۲۱ھ۔ اوراق (۴۶) تقطیع "۶×۹"
مصنف نے اپنی اس مشہور کتاب میں شہنشاہ اورنگ زیب کے حملۂ گولکنڈہ و حیدر آباد دکن (۱۰۹۷ھ ۱۶۸۶ء)
کو بانداز خاص (یعنی بانداز ہجو ملیح) لکھا ہے

آغاز:۔

دے کہ مدرس کشاد صبح در صفۂ صدق و صفا نشستہ

اختتام:۔

چو خیر بیمن جز اسفندار نم ماہے بعز الٰہ   اگرچہ عمر برافزود اما عقل او کم شد

مصنف کے نام اور مدفن میں کافی اختلاف ہے چنانچہ بعض تذکرہ نویسوں نے اس کا نام مرزا محمد ابن حکیم فتح الدین شیرازی لکھا ہے اور بعض نے نور الدین محمد لکھا اسی طرح سے بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ "وہ لاہور باغ نورجہاں کنار دریائے راوی" مدفون ہے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ "دائرہ میر مومن استر آبادی حیدر آباد میں مدفون ہے۔ موخر الذکر بیان زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

مصنف شہنشاہ اورنگ زیب کی بیٹی کا ایک ممتاز اور فاضل عہدیدار تھا اس کو مختلف اوقات میں تین موزوں خطابات دئے گئے تھے یعنی۔ مقرب خاں۔ نعمت خاں۔ دانشمند خاں اور یہ سب شہنشاہ عالمگیر کی سرفرازیاں تھیں" عالی" اس کا تخلص تھا۔ اس نے بسلسلۂ حملۂ حیدر آباد شہنشاہ اورنگ زیب کی ہجو میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لیکن اس کی علمیت اور قابلیت نے اس کو شہنشاہ کی نظروں سے گرنے نہیں دیا۔ شہنشاہ کی وفات کے ۴ یا ۵ سال بعد سنہ ۱۱۲۱ھ ۱۷۰۸ء یا سنہ ۱۱۲۲ھ ۱۷۰۹ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کتاب کا نام مصنف نے شاید کچھ نہیں رکھا تھا۔ بعضوں نے اس کا نام "وقائع حیدر آباد" اور بعضوں نے "وقائع نعمت خان عالی" مصنف کے نام پر رکھ دیا۔ مطبوعہ نسخوں میں یہی نام ہے البتہ قلمی نسخوں میں مختلف نام ہیں۔ فارسی نصاب میں یہ بہت مقبول اور

Marfat.com

متداول کتاب ہے جو ہندوستان اور ہندوستان کے باہر کے مطابع میں طبع ہو چکی ہے قلمی نسخہ جات تقریباً سب ہی چھوٹے بڑے کتب خانوں میں موجود ہیں موجودہ نسخہ بہ خط نستعلیق لکھا ہوا ہے۔ بین السطور میں مفید معانی اور مطالب بھی ہیں اسی طرح سے حاشیوں پر لکھی ہیں۔ کتاب معمولی کرم خوردہ ہے۔

ترقیمہ :-

تمت تمام شد بتاریخ دوم شہر ذی الحجہ روز مبارک
پنجشنبہ ۱۲۱۱ھ وقائع دارالجہاد حیدر آباد من تصنیف
نعمت خاں عالی بخط احقر العباد علاؤ الدین ولد شیخ
غلام محمد ساکن دارالنور فتحپور در سپادر ؟ ارقام (دعا للکاتب شاہد)
یافت

ترقیمہ کے ایک جانب "ظفر الدین" کے نام کی مہر ہے اور اس پر یہ عبارت بخط شکستہ آمیز لکھی ہے

الملک العاصی ظفر الدین بن منشی اصلح الدین ولد
منشی مصلح الدین بن شیخ علاؤ الدین کاتب وقائع ہذا

۹۵۴
۱۵۵

۴۴۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔

اوراق (۴۸)۔ تقطیع $5\frac{1}{2}" \times 8\frac{1}{2}"$

وقائع کا یہ دوسرا نسخہ ہے جس کی تفصیل اوپر کے نمبر میں دی جا چکی ہے لہذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے نسخہ بخط شکست آمیز صاف لکھا ہوا ہے۔ اس میں حاشیہ یا بین السطور میں معانی نہیں لکھے ہوئے ہیں نسخہ معمولی کرم خوردہ ہے۔

ترقیمہ :-

از تفضلات جہاں آفریں جل شانہ تمام شد وقائع
حیدر آباد من تصنیف منشی نعمت خاں "عالی" دعاگو بخط
بے ربط عاصی پر معاصی منشی شیخ عظیم اللہ خلف شیخ
محب اللہ مرحوم رحمۃ اللہ علیہ برائے خاطر عاطر
برخوردار کلیان پرشاد طول عمرہ تحریر یافت

ہر کہ خواند دعا طمع دارم　　زانکہ من بندۂ گنہ گارم

Marfat.com

تحریر وتاریخ ہفتم شہر شوال ۱۲۲۸ھ

۹۵م / ۱۵۶

۵۱م۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔

اوراق (۴۰) ۶" × $\frac{3}{4}$ ۷"
وقائع کا یہ تیسرا نسخہ ہے جو بہ خط شکست آمیز لکھا ہے۔

ترقیمہ:۔

تمام شد وقائع نعمت خاں عالی۔ روز جمعہ یازدہم شہر
ذی الحجہ ۱۲۱۷ھ بخط احقر فرخ حسین ولد شیخ غلام مصطفی

۹۵م / ۱۵۷

۵۲م۔ حسن و عشق:۔

نورالدین محمد نعمت خان عالی تصنیف قبل ۱۱۲۱ھ اوراق (۲۲) تقطیع $\frac{1}{2}$۸" × ۵"
مصنف نے واقعات "حسن و عشق" کو ایک قصہ کی شکل میں لکھا ہے

آغاز:۔

حدیث عشق زد آتش بجانم   چو شمع افتاد آتش بر زبانم

اختتام:۔

وصل حسن و عشق چوں شد اے خدا   ایں دو را ہرگز مکن از ہم جدا
ہیچ عاشق دور از جاناں مباد   چوں من بے چارہ در ہجراں مباد

اس افسانہ کو "مناقب حسن و عشق" یا اختصاراً "حسن و عشق" بھی لکھتے ہیں۔ بعض نسخوں میں آغاز کا پہلا مصرعہ یہ ہے
"حدیث عشق شد زیب بیانم"

نعمت خان عالی کی سوانح کو "وقائع نعمت خاں عالی" کے تحت تفصیلاً بیان کر دیا گیا ہے۔ نعمت خاں عالی کی انشاء پردازی بہت بلند پایہ تھی۔ جہاں تک نثر نویسی کا تعلق ہے خواہ وہ تاریخ ہو یا افسانہ انداز سب کا یکساں ہے یعنی جگہ جگہ آیات قرآنی کے حوالہ جات ضرور ہوتے ہیں اس کے علاوہ نظم کا حصہ بھی درمیان میں ہوتا ہے یہی انداز "حسن و عشق" میں ہے جو اگرچہ فرضی افسانہ ہے مگر اس میں بھی کلام اللہ کی آیات بکثرت ہیں اور نظمیں بھی۔ قصہ کا پلاٹ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ خط شکست آمیز ہے

Marfat.com

ترقیمہ :۔

"تمام شد نسخہ حسن و عشق تصنیف از نعمت خان
عالی بدست خادم احقر العباد بندہ نعیم الحق بروز
دوشنبہ بوقت ماندن یک پاس روز"

خط شکستہ آمیز ہے ۔ "دیباچہ اکبر نامہ" کے ساتھ مجلد ہے اسی لئے فن تاریخ میں اس کو درج کر دیا گیا۔

۲۷ ۔ منشآتِ مادھو رام :۔ (ناقص الآخر)

٩٥٤/١٥٨

مصنف مادھو رام ۔ سالِ تصنیف ۱۲۵۵ھ مکتوبہ ۱۲۵۵ھ ۔ اوراق ۲۸ ۔ تقطیع [illegible]
اس کو عام طور پر انشاء مادھو رام کہتے اور لکھتے ہیں ۔ دیباچہ کا شعر اس نسخہ میں نہیں ہے بلکہ ١٥٩/٤٨
کے نسخہ میں ہے اس کے علاوہ آخر کے بہت سے مکتوبات نہیں ہیں ۔ یا تو وہ اوراق ضائع ہوگئے یا اسی قدر
نقل کئے گئے۔

آغاز :۔

برد ہبران دقیقہ رس و روشن ضمیران صبح نفس پوشیدہ نماند

اختتام :۔

بجرم من بہ بخشش کہ آوردہ ام شفیع   اشک ندامت امروز عرق انفعال را

اس کتاب میں دو قسم کے مکتوبات ہیں ایک مصنف کے خانگی اور دوسرے مکتوبات ایک حد تک تاریخی ہیں
کیونکہ وہ عرضداشتیں اور معروضات ہیں بڑے عہدہ داروں کی طرف سے ہیں۔
مصنف نے دیباچہ میں بعد تحریر لکھا ہے کہ وہ نواب لطف اللہ خان [illegible] کا ملازم تھا اس کے بعد
[illegible]
کا میر منشی بھی رہا اور پھر نواب [illegible] خان کے [illegible] مصنف
نے لکھا کہ اس کے مطابق ان مسودات [illegible]
"در مجار یات [illegible] البیت بہ [illegible]"
ان مسودات کے ضائع ہونے کے بعد جو کچھ یاد تھا یا مل سکے ان کو نقل [illegible]
"بہ تکلیفات برادر عزیز [illegible] لالہ [illegible] شاد [illegible]"

Marfat.com

واستعداد از لوحِ جبینِ لمعان ظہور دارد دریں اوراق
نگارش یافت
تا بقول مصنف :-

دریں دار ناپائدار یادگار بماند

مصنف نے اپنے مجموعہ کو حسب ذیل دو حصوں یا فصلوں پر تقسیم کیا ہے

۱۔ فصل اوّل :- محتوی بر عرائض ...... وخطوط کہ از زبان نواب لطف اللہ خاں ونواب
کوکلتاش خاں بر نگاشتہ :-

۲۔ فصل دوم :- متضمن بہ مکاتیب کہ خود با عزا واقربا بہ قلم دادہ

اس تفصیل کے بعد مصنف نے دیباچہ ہی میں حسب ذیل قطعہ تدوین کی تاریخ کا لکھا ہے

چوں بفضل خدائے عزّ وجل | یافت ایں نسخہ صورتِ اتمام
ہاتفم گفت سالِ تاریخش | کہ نسخہ منشآتِ مادھو رام
۱۱۴۵

اس کے بعد پہلی فصل کے مکتوبات کو شروع کیا ہے
یہ کتاب ہندوستان کے بیشتر مطابع میں چھپ چکی ہے۔ عرصہ تک فارسی درسیات میں بھی شامل رہی۔ اس کے قلمی نسخہ جات بیشتر کتب خانوں میں موجود ہیں چنانچہ مسلم یونیورسٹی لائبریری (شعبہ مخطوطات) میں متعدد نسخہ جات کامل وناقص موجود ہیں
اس نسخہ کا خط شکستہ آمیز ہے۔ بعض اوراق بہت اچھے شکستہ خط میں لکھے ہوئے ہیں لیکن بعض اوراق بہت خراب خط میں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاتب ایک نہیں ہے بلکہ کئی ہیں

ترقیمہ :-

نسخہ مادھو رام بتاریخ چہاردہم ماہ ربیع الاول ۱۲۵۸ھ

۹۵۴
۱۵۹

۴۸۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔

اوراق (۱۱۲) تقطیع ۱/۲ ۵" × ۱/۲ ۳" ۷"
یہ منشآت مادھو رام کا دوسرا نسخہ ہے مگر آخر کے کچھ اوراق نہیں ہیں اسی لئے کاتب کے نام کا پتہ نہ چل سکا اور نہ سالِ کتابت معلوم ہوا۔ معمولی شکستہ آمیز خط میں لکھا ہوا ہے۔ کتابت زیادہ قدیم نہیں معلوم

Marfat.com

ہوتی مگر یہ نسخہ سابقہ نسخہ کے مقابلہ میں مکمل ہے کیونکہ اس میں آخر کے شاید چند اوراق نہیں ہیں۔

۹۵۴ / ۱۶۰

۴۹۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (ناقص الاول)

اوراق (۲۰) تقطیع ″۵½ × ″۸

منشات مادھورام کے یہ صرف (۲۰) اوراق کا مجموعہ ہے۔ گویا (۹۰) اوراق ضائع ہوگئے۔ نسخہ بہت ہی معمولی خط نستعلیق میں لکھا ہوا ہے۔ غالباً کسی نو آموز نے بطور مشق اس کو نقل کیا ہے۔ ترقیمہ میں تاریخ "محرم ماہ بست دوم" لکھ کر کاتب نے اپنا نام "یعقوب خاں۔ اور دادا شاباز خاں صاحب" لکھا ہوا ہے۔ غالباً کسی نو آموز نے بطور مشق اس کو نقل کیا ہے۔ ترقیمہ میں تاریخ "محرم ماہ بست دوم" لکھ کر کاتب نے اپنا نام یعقوب خاں۔ پدر دادا شاباز خاں صاحب" لکھا ہے غالباً شہباز صاحب کے لڑکے" یعقوب خاں" نے اس کو لکھا ہے جس اپنے نام کے بعد بجائے "ولد" کے "پدر" کا لفظ لکھدیا۔

۹۵۴ / ۱۶۱

۵۰۔ چہار گلشن:۔

مصنفہ رائے چترمن کائستھ سکینا دمرتبہ جیندر بھان منشی کائستھ سکسینہ۔ تصنیف ۱۱۷۳ھ۔ اوراق (۸۵) تقطیع ″۶½ × ″۱۰½

یہ کتاب تاریخ۔ تذکرہ اور جغرافیہ کا ایک مفید مجموعہ ہے جس میں نہ صرف قدیم راجاؤں اور بادشاہوں کے حالات ہیں بلکہ ہندوستان کے امرا و اعیان و اولیا اور سادھو و سنتوں کے بھی حالات ہیں

آغاز:۔

اجزا رچند مسمیٰ بہ چہار گلشن مؤلفہ مظہر دانش و بینش منتخب
مجموعۂ فہرست معانی فہرست مجموعہ سخندانی برگزیدۂ زمن
رائے چترمن۔

اختتام:۔

درضمن ایں احوال فقرائے ہندو و اسلام و قلعہ جات
و منازل بست و دو صوبہ و کتب درس (و) سلاسل فقرا
اسلام، تصنیف چترمن رائے جیو قوم کائستھ سکسینہ
کہ بعد تمام ایں کتاب بہ فاصلۂ یک ہفتہ بہ عالم جاودانی شتافتند

Marfat.com

اس کتاب میں دو مقدمے ہیں پہلا مقدمہ مصنف کے پوتے منشی چیند ربھان نے لکھا ہے اور دوسرا مصنف کا ہے۔ چنانچہ منشی چیند ربھان نے ابتدائے مقدمہ میں یہ لکھتے ہوئے کہ چہار گلشن کے چند اجزاء جن میں بڑے بڑے راجاؤں اور بادشاہوں کے حالات لکھے ہوئے تھے بے ترتیب پڑے ہوئے تھے اس لئے

"بندۂ عاصی پر معاصی چیند ربھان منشی کاتستھ سکسینہ لقب
رائے زادہ نبیرۂ آں "مرحوم نورد عالم بقا"

نے چاہا کہ ان کو افادۂ عام اور معلومات کے لئے مرتب کردے مقدمہ کے آغاز کی عبارت وہی ہے جو "آغاز" کے عنوان میں درج ہے۔ مصنف نے اپنا مقدمہ حمد کی اس عبارت سے شروع کیا ہے

"سپاس بیرون از قیاس بادشاہے راسزد کہ کردہ
تمام زمین نقطہ از مملکت او"

اس کے بعد مصنف نے اپنا نام :-

"ایں عاصی تمام گناہ و تقصیر عقیدت فن چترمن قوم کاتستھ
سکسینہ لقب رائے زادہ"

لکھتے ہوئے وجہ تالیف کتاب لکھی۔ مصنف نے اپنی اس کتاب کے تین نام لکھے ہیں"

"چتر گلشن"۔ "چہار گلشن"۔ "اخبار النوادر"۔ اول کے دو ناموں میں اس نے اپنے نام کی نسبت کا لحاظ رکھا اور انھیں ناموں سے تاریخ تصنیف بھی نکالی ہے چنانچہ لکھتا ہے

زدل گفتم بگو تاریخ روشن   ندا آمد "چترمن نیک گلشن"
۱۱۷۳ھ

مصنف نے لکھا ہے کہ "چتر گلشن" سے مراد "چہار گلشن" ہے کیونکہ :-

کہ در ہندی چتر چار است درگفت   بود ہم ایں لطیفہ پختہ وسُخت

نام "اخبار النوادر" سے بھی مصنف نے بطریق تخرجہ اس طرح سے تاریخ نکالی ہے :-

اگر گویند "اخبار النوادر"   بود ایں نام ہم بسیار نادر
۱۰۹۶ھ
چو لفظ "کینز" ضم کردند با نام   شود تاریخ اتمامش سرانجام
۷۷

اعداد (۱۰۹۶) کو (۷۷) میں جوڑنے سے (۱۱۷۳) ہوتے ہیں۔ تصنیف کی تکمیل کا یہی سال ہے

نام کتاب لکھنے کے بعد مصنف نے ترتیب مضامین کو حسب ذیل چار حصوں پر تقسیم کیا ہے ہر حصہ کا نام "گلشن" رکھا ہے اس لئے مصنف نے اسی مناسبت سے کتاب کا نام "چہار گلشن" رکھا

۱۔ گلشن اول :- در احوال بادشاہاں وصوبہ جات

۲۔ گلشن دوم :- دربیان صوبجات جنوبستان

Marfat.com

۳۔ گلشنِ سویم :۔ در بیان مسافت منازل چہار سوئے از شاہجہاں آباد دہلی

۴۔ گلشن چہارم :۔ در ذکر سلاسل فقرائے اسلام و ہنود

کتاب اگرچہ مختصر ہے اور ہونی بھی چاہیے تھی کیونکہ مصنف نے ماقبل التاریخ سے کتاب کو شروع کر کے شاہجہاں بادشاہ ثانی پر یعنی اپنے زمانہ کے حکمراں پر اس کو ختم کیا ہے اور اس میں نہ صرف راجاؤں اور بادشاہوں کے حالات لکھے ہیں بلکہ ہر صوبے کے بزرگوں۔ اولیا اور سنتوں کے حالات کو بھی قلمبند کیا ہے اور اس کے ساتھ ہر صوبے کے مالیات اور رقبہ کو بھی بتایا ہے۔ ابتدائی تاریخی اور جغرافیائی معلومات کے لئے کتاب کافی مفید ہے۔ مرتب کتاب "رائے چندربھان" مصنف کا پوتا ہے جیسا کہ اس نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے۔ تصنیف کتاب کا زمانہ ۱۱۷۳ھ ہے اور وہی سال مصنف کی وفات کا ہے جیسا کہ مرتب نے ختم کتاب کے بعد یہ لکھتے ہوئے :۔

ایں کتاب تواریخ اخبار محتوی احوال بیست و دو صوبہ
ہندوستاں کہ بعرضۂ تصرف بادشاہان ہندوستان
آمدہ از ابتدائے راجہ جدھشٹر لغایت محی الملت
شاہ جہاں بادشاہ (ثانی) در ۱۱۷۳ھ باستصواب
وزیر الممالک غازی الدین خاں عرف شہاب الدین خاں
درہنگامہ آمد آمد شاہ احمد ابدالی مرتبہ دوم دو نوبت افزائے
تحت سلطنت شدہ بودند۔

لکھا ہے کہ "چترمن رائے جیو" اس کتاب کے اتمام کے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ زندہ نہ رہے ظاہر ہے کہ ان کے پوتے نے اس کے کچھ عرصہ کے بعد ہی کتاب کے منتشر اجزا کو ایک جگہ کر کے مرتب کیا ہے۔ بہرحال کتاب سے صحیح تاریخ ترتیب نہ معلوم ہو سکی چترمن رائے نواب غازی الدین خاں وزیر الممالک کی سرکار سے وابستہ تھی۔

کتاب کہیں بخط نستعلیق ہے اور کہیں بخط شکست آمیز۔ کتاب کہیں کہیں کرم خوردہ بھی ہے جس کی جلد بندی کردی گئی ہے لیکن افسوس ہے کہ جلد بندی انتہائی بے احتیاطی سے کی گئی

ترقیمہ :۔

تمام شد کار من نظام شد۔ ایں کتاب نیاز مند
مول چند برائے خود نقل برداشتہ

Marfat.com

۹۵۴
۱۶۲

۵۱۔ چند مختصرات و مکتوبات۔

اوراق (۱۲)۔ تقطیع ۱/۲ ۴" × ۸"

اس مجموعہ کا کچھ نام نہیں ہے اور نہ یہ پتہ چل سکا کہ ان کا مدون اور مرتب کون ہے اسی لیے مجموعہ مختصرات ومکتوبات" کا نام تجویز کیا ہے حسب تفصیل ذیل اس میں مکتوبات وغیرہ ہیں:۔

۱۔ از مولانائے جانب؟ در تعریف تنباکو گفتہ
۲۔ دیباچہ بر بیاض لو رس رشید انوشتہ
۳۔ دیباچہ مکاتیب قدوۃ الحاجیین (غالباً المهاجرین) شیخ
۴۔ ایضاً دیباچہ بیاضے
۵۔ رقعہ خان خانان ... بجواب آصف خاں نوشتہ۔
۶۔ جواب آصف خاں
۷۔ مکتوب شاہ عباس در مبارکباد جلوس شاہ سلیم یعنی جہانگیر
۸۔ دیباچہ بر بیاض
۹۔ در تعریف وتوصیف اصفہان
۱۰۔ بجانب شہنشاہ از جانب خود احوال دار السلطنت اصفہان نوشتہ

اس مجموعہ میں مکتوب (ﷲ) کافی اہمیت رکھتا ہے۔ کافی طویل مکتوب ہے جس میں شاہ عباس صفوی نے شہنشاہ جہانگیر کو تخت نشینی کی مبارکباد دیتے ہوئے اور اپنے ایک حصہ ملک یعنی ولایت آذربائیجان اور شیروان کی مہم کو بھی اجمالاً لکھتے ہوئے تاخیر ترسیل مبارکباد کی معذرت کی ہے اور:۔

کل الاخلاص۔ راسخ الاعتقاد۔ کمال الدین یادگار
عم سلطان را کہ آباء عن جد از زمرۂ بندگان یکجہت
وصوفیا صافی طویت این دودمان است

کو بطرز ادائے تہنیت تخت نشینی" روانہ درگاہ معلی وبارگاہ اعلیٰ کیا شاہ عباس صفوی اول نے ۹۹۵ھ/۱۵۸۶ء سے ۱۰۳۸ھ/۱۶۲۸ء تک تقریباً (۴۲) سال حکومت کی۔ یہ تہنیت نامہ غالباً ۱۰۱۵ھ کے اوائل میں بھیجا ہوگا اسی وجہ سے تاخیر کی معذرت کی ہے کیونکہ شاہنشاہ جہانگیر کی تاریخ تخت نشینی ۸ جمادی الثانی ۱۰۱۴ھ ہے۔
نسخہ کا خط شکست آمیز ہے یہ نسخہ دیباچۂ اکبر نامہ کے ساتھ مجلد ہے۔

Marfat.com

۹۵۴
۱۶۳

۵۲۔ دیوان پسند :۔

تصنیف رائے چھتر مل ۱۲۳۲ھ مکتوبہ ۱۲۲۵ھ اوراق (۱۴۳) تقطیع ۴×۵
مصنف نے اس رسالہ میں ہندوستان کے قدیم طریق مال گزاری کو تفصیل سے لکھا ہے۔

آغاز :۔

تخم ریزی حمد و ثنا در زمین عجز و نیاز بکشا در زحقیقی راست
کہ زراعت عالم را بہ ریشہ دوانی قدرت کاملہ خود
بانواع ترکیب دنمود آورد

اختتام :۔

انشار تواریخ اگرچہ بسیار ند لیکن ضرورتاً تسیر
"نگار نامہ" "رقعات برہمن" "مادھو رام" "دابوالفضل"
از قدما "رقعات" قبلہ گاہم منشی رائے پران چند صاحب
مدظلہ العالی از حال کا نیست

مصنف نے مختصر حمد کے بعد دیباچہ میں اپنا نام چھتر مل ولد رائے پران چند منشی لکھتے ہوئے کتاب کا نام
"رسالہ دیوان پسند"
لکھا جس کو مصنف نے چار دستوروں پر حسب تفصیل ذیل تقسیم کیا :۔

۱۔ دستور اول :۔ دربیان درستی زمین ہائے کشتکار و تعین جمع سرکار وبعضے حساب سیاق وشمار

(اس دستور کو دو ضلعوں (فصلوں) پر تقسیم کیا گیا ہے جس
کی تفصیل یہ ہے)

(الف) ضلع اول : دربیان زمین ہائے کشتکار و تعین جمع سرکار
(ب) ضلع دوم : در بعضے حساب سیاق وشمار

۲۔ دستور دوم :۔ دربیان پیداواری اجناس مزروعہ (اس کی دو فصلیں حسب ذیل ہیں)

(الف) فصل اول :۔ در پیداواری اجناس مزروعہ فصل خریف

Marfat.com

(ب) فصل دوم :- در پیدا داری اجناس مزروعہ فصل ربیع

۳- دستور سوم :- در بعضے انتظام مہمات مالی و ملکی (اس کی دو قسمیں ہیں جن کا نام مصنف نے قرینہ رکھا)

(الف) قرینۂ اول :- در قواعد سررشتۂ کل

(ب) قرینۂ دوم :- در قواعد سلسلۂ مفصل

۴- دستور چہارم :- در بعضے دستاویزات معاملہ (اس کی حسب ذیل دو قسمیں ہیں جن کا نام مصنف نے صحیفہ رکھا)

(الف) صحیفۂ اول :- متعلق دفتر دیوان از قسم پٹہ و قبولیت و دیگر دستاویزات

(ب) صحیفۂ دوم :- متعلق منشی خانہ مثل احکام نویسی از قسم سند و پروانہ جات

ہندوستان کی مالگزاری کی تنظیم پر کافی مبسوط کتاب ہے۔ شاہجہاں اور اورنگزیب کے عہد کے ایک مال کے عہدیدار نے اسی شرح و بسط سے مالگزاری کی تنظیم پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "خلاصۃ السیاق" ہے جس کے دو قلمی نسخہ جات مسلم یونیورسٹی لٹن لائبریری کے شعبۂ مخطوطات میں ہیں۔ غالباً مصنف نے اس کتاب سے بھی استفادہ کیا ہے اگرچہ اس نے اس کتاب کا حوالہ اپنی کتاب میں نہیں دیا ہے۔ کتاب کے آخر میں اس نے "نگارنامۂ منشی" اور غالباً "قواعد السلطنت" یا "منشآت برہمن" مصنف پنڈت چندربھان برہمن بنام "رقعات برہمن" اور اپنے والد رائے میراں چند کے رقعات کی طرف اپنے ناظرین کو خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔

کتاب دستاویزات وغیرہ کے نمونوں اور تحریری مصطلحات سے کافی مزین ہے۔ کتاب بخط نستعلیق اور بخط شکستہ آمیز لکھی ہوئی ہے اس کے علاوہ یہ نسخہ مصنف کے ہی ہاتھ کا ہے جس کے لئے مصنف نے ترقیمہ میں لکھا ہے۔

ترقیمہ :-

تمت تمام شد رسالۂ دیوان پسند بتاریخ چہاردہم
شوال المکرم سنہ یکہزار و دو صد و سی و چہار ہجری
بہ خط ناقص خاکسار چھتر مل جامع ایں دستور بطریق
مسودۂ ثانی در اکبرآباد تمت تمام شد

اسی کے قریب حاشیہ پر بخط شکستہ آمیز لکھا ہے "از مسودۂ دستخطی مصنف نقل برداشتہ مقابلہ و تصحیح کردہ شد" کتاب کا اول سے آخر تک ایک خط نہیں ہے بلکہ بدلا ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے ایک قسم سے نہیں لکھا۔ کتاب اچھی حالت میں ہے۔ کہیں کہیں کرم خوردہ ہے جس کی چٹ بندی کردی گئی ہے۔

Marfat.com

۹۵۴
۱۶۴

۵۴۔ جہاں نما۔ (ناقص الآخر)

مصنف علی اکبر۔ اوراق (۳۴) تقطیع ۸"×۱۳"
یہ مختلف ملکوں اور مختلف عہدوں کے تاریخی واقعات کا ایک حد تک غیر مرتب مجموعہ ہے

آغاز:۔

شکر و سپاس بر مبدئے را واجب کہ امکان واجب الاعیان
بہ قدرت کاملہ و حکمت شاملہ خویش از کمینِ غیب بہ عرصۂ
شہود و ذرۂ وجود بر آورد

اختتام:۔

بہ بہانۂ انحراف مزاج و تبدیل آب و ہوا رخصت
مراد آباد محل قبول یافتہ توسن عزیمت راعمل در روز زدہ؛
از چہار پنج منزلے سمت مراد آباد رایت توجہ
بہ صوبۂ دکن افراشت در سال ہزار و صد و ہی و دو
ہجری کوچ بہ کوچ روانہ شدہ بدار السرور برہان
پور پیوستہ قلعہ آسیر را ۔۔۔۔۔

مصنف نے مختصر حمد و نعت کے بعد ابتدائے دیباچہ میں اپنا نام:۔
بندۂ احقر و اصغر علی اکبر
لکھتے ہوئے وجہ تالیف کے متعلق لکھا کہ مصنف نے اپنے استاد "توسل حسین خان المتخلص بہ ہمدم"
کے بیان کردہ ان تمام واقعات و سوانحات کو:۔
بر فور شوق و امید داری برائے مطالعۂ برخوردار ....
کامگار میر کاظم علی عرف اجالا بخش
قلمبند کردیا اور اس کا نام "جہاں نما" رکھا
کتاب کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں حسب ذیل (۹) مختلف النوع عنوانات ہیں کچھ سرخی سے اور کچھ
زعفرانی رنگ سے لکھے ہوئے ہیں۔

۱۔ اخبار ایران (اس عنوان کے تحت "احمد خاں بادشاہ" یعنی احمد شاہ قاچار کی حکومت کا مختصر بیان

Marfat.com

جس میں ایران اور روس کی جنگ کا حال بھی درج ہے جو اس عہد میں ہوئی)

۲۔ اخبار ایران و سوانح آں زمان و آمدن ایلچی "بنوپارٹ" (نپولین بوناپارٹ فرانسیسی حکمراں)

۳۔ سوانح لکھنؤ و جلوس سعادت علی خاں بر مسند دولت

۴۔ ملازمت نمودن جنرل دیگر (غالباً داکر) از جناب عالی (سعادت علی خاں)

۵۔ روئداد نواب رستم جاہ بہادر (واقعات دکن ۱۲۱۶ھ)

۶۔ اخبار تاریخ (ذکر بقراط طبیعت یونانی و ذکر سکندر)

۷۔ اخبار یاجوجیہ (اس میں مصنف نے یاجوج و ماجوج کے قصہ کو نقل کیا)

۸۔ (انتخاب تاریخ) اس میں مصنف نے ایران کے پہلے بادشاہ لہراسپ اور اس کے بیٹے گشتاسپ کا قصہ نقل کیا ہے

۹۔ اخبار محرم الحرام (واقعات سادات مچھلی پٹن (یا مسولی پاٹم) ۔ (انگریزوں کے تسلط کے بعد علم نکالنے پر فوجیوں اور غیر فوجیوں میں جو جھگڑا ہو گیا تھا اس کی تفصیلات ہیں اسی سلسلہ میں مصنف نے فیضی اور ابوالفضل کا بھی مختصراً ذکر کر دیا ہے)

۱۰۔ اخبار محرم الحرام :۔ (یہ بھی واقعہ مندرجہ نمبر ۹ کے سلسلہ کی کڑی ہے اور فسادات کی تفصیلات ہیں)

۱۱۔ روئداد :۔ اس میں مصنف نے اپنی خدمت "اخبار نویسی" کو بیان کرتے ہوئے میر محمد صادق کی کوشش اخبار نویسی کو بواسطہ اعتصام الملک بھی بیان کر دیا ہے

حصہ دوم کو بلا اظہار حصہ دوم تیئ مطلا و مذہب پیشانی سے شروع کیا جس میں حسب ذیل (۱۱) عنوانات ہیں :۔

۱۔ پہلا مضمون بلا عنوان ہے ۔ اس میں عیسائیوں کے مذہب تثلیث کو بیان کرتے ہوئے مصنف نے حضرت آدم اور حضرت حوا صلوٰۃ اللہ علیہما کی پیدائش کو مختصراً بیان کیا ہے

۲۔ اخبار صحت آثار معتبر و مشہور و مذکور و منظور یہ بھی بچپلے بیان کی کڑی ہے جس کو مصنف نے اس طرح سے شروع کیا :۔

"از اصحاب مستطاب جناب حوش قباب قائل
"سلونی ما دون العرش" یعنی امیر المومنین حضرت
یعسوب الدین علی ابن طالب معروض داشت"

اس روایت کے بعد شیخ ابن عربی و شیخ سعد الدین حمویہ کے اقوال نسبت پیدائش آدم علیہ السلام کو نقل کیا ہے)

۳۔ امتداد زمان حدوث :۔ (مصنف نے اس میں ہنود عقائد کے اعتبار سے زمانہ کی تقسیم مد تقسیم کو

Marfat.com

بیان کرتے ہوئے ان کی سماجی زندگی کو بھی مختصراً بیان کیا ہے۔ اس کے بعد "برہما" کا ذکر کرتے ہوئے چار "برن" یعنی برہمن کھتری وغیرہ کی تفصیلات دی ہیں۔

۴۔ مجلے از قضا ہائے روزگار و سوانح آثار گذشتہ :۔ (اس میں مصنف نے مشہور مہابھارت اور اور "کورو پانڈو" کی جنگ کو اجمالاً بیان کیا ہے اور اسی کے بعد "ترجمہ رامائن" کا عنوان دیگر رام اور لچھمن کی پیدائش "بن باس" کی تفصیلات دی ہیں)

۵۔ شروع ملک دکن :۔ (اس میں دکن کا جغرافیہ اور عادل شاہیہ و قطب شاہیہ وغیرہ حکومتوں کی تاریخ لکھتے ہوئے آخر میں مغلیہ حکومت کے دور کو لکھا ہے اور اسی کے بعد شہنشاہ عالمگیر اورنگزیب اور شاہزادہ داراشکوہ کی جنگ اور شہنشاہ اورنگ زیب کی کامیابی کو لکھا ہے)

۶۔ سوانح گولکنڈہ (سلطان ابوالحسن تانا شاہ کا ذکر کرتے ہوئے شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کا ذکر کر کے ان کی پانچوں اولادوں کے نام لکھے ہیں اور شاہزادہ محمد معظم (جو شاہ عالم بہادر شاہ کے لقب سے ملقب ہوئے) اور شہزادہ محمد اعظم کی جنگ کی تفصیلات ہیں۔ اس کے بعد صوبہ جات دکن یعنی اورنگ آباد۔ بیدر۔ برار۔ خاندیس۔ بیجاپور۔ حیدرآباد معہ کرناٹک کے مالیہ کی تفصیلات ہیں)

۷۔ بقیہ احوال رام :۔ اس میں پھر اس نے رام۔ لچھمن اور سیتا کی زندگی کے حالات یہ لکھ کر "اکنوں عنانِ عزیمت بصوب گزارش بقیہ احوال رام معطوف می گردد" واقعات مندرجہ بالا کی کڑی کو جوڑتے ہوئے دکن کی سرزمین میں ان کی صحرا نوردی۔ لنکا پر چڑھائی۔ فتح اور اجودھیا میں کامیابی سے واپسی اور تخت نشینی کی تفصیلات ہیں۔ ان تفصیلات کے بعد مصنف نے یہ لکھ کر:۔

"چوں از قضا ہائے رام فراغ تمام بخامۂ مشکفام حاصل گشت"

یہاں سے پھر مہابھارت کے باقی ماندہ قصہ کو شروع کر دیا اور اس سلسلہ میں مصنف نے ہندوستان کی قدیم عبادت گاہوں مثلاً دوارکا (گجرات) اور جگن ناتھ (اڑیسہ) وغیرہ کی بھی تفصیلات دی ہیں اس کے بعد یہ لکھ کر کہ:۔

"الحمدللہ کہ از ارقام احوال ضروری رام و راون
و کوروان و پانڈوان و کشن و بلدوان کہ چنداں
ضرورتے نداشت بجملہ فراغ یافتہ"

جناب مصنف نے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تینوں لڑکوں یافث، سام و حام کا نام تذکرہ کر ان کی اولاد در اولاد کی وہ تفصیلات لکھی ہیں جو قدیم تاریخوں میں درج ہیں۔ پھر چنگیز خاں اور ہلاکو کے سلسلہ کو بیان کر کے امیر تیمور گورگان اور اس کی اولاد کا تذکرہ لکھا ہے یہاں تک کہ شہنشاہ بابر اور سلطان ابراہیم لودی کی جنگ پانی پت اور شہنشاہ بابر کی فتح اور ہندوستان پر قبضہ اور راجپوتوں و حسن خاں میواتی

Marfat.com

کے مقابلہ کو اجمالاً لکھا۔ پھر ہمایوں کی شیر شاہ کے مقابلہ میں ہزیمت اور شیر شاہ اور اس کی اولاد کے عہد حکومت کو بیان کرکے ہمایوں کی دوبارہ تخت نشینی بھائیوں سے آویزش اور موت کو بیان کرکے شہنشاہ اکبر اعظم، شہنشاہ جہانگیر، شہنشاہ شاہ جہاں کے عہدوں کو بیان کرتے ہوئے عہد عالمگیری کی وہی تفصیلات دی ہیں جو دوسری تاریخوں میں درج ہیں اور پھر دونوں بھائیوں "شاہزادہ داراشکوہ و شہزادۂ عالمگیر" کے خونی معرکہ کو دوبارہ بیان کیا اسی سلسلہ میں (۲۱) صوبوں کے نام لکھ کر ہر ایک کا مالیہ لکھا ہے جس کی میزان (۵۶ ارب اور ۵۸ کروڑ) دی ہے

۸۔ ذکر خطۂ کشمیر:۔

(اس میں مصنف نے کشمیر کی وجہ تسمیہ لکھ کر اس کی قدیم تر تاریخ اور پھر راجاؤں اور بادشاہوں کی مختصر تاریخ لکھی ہے اور اس کے بعد اس کا جغرافیہ اور وہاں کی پیداوار اور عمارات کی تفصیلات دی ہیں)

۹۔ تکرار ذکر عالمگیر بادشاہ:۔ ذکر سلطنت عالمگیر بادشاہ (اس میں پھر شاہزادہ عالمگیر اورنگ زیب اور شاہزادۂ داراشکوہ کی باہمی جنگ کو بیان کیا گیا ہے)

۱۰۔ ذکر تسخیر مملکت دکن و سوانح آں (اس میں پھر حملہ اور فتح بیجاپور کا بیان ہے)

۱۱۔ ذکر تسخیر قلعۂ گولکنڈہ:۔ اس میں مکرر قلعہ گولکنڈہ پر حملہ اور اس کی فتح اور نظم و نسق کا ذکر ہے جو ناتمام ہے اور اسی پر کتاب کا خاتمہ ہے)

یہ عجیب قسم کی غیر مرتب و غیر مربوط تاریخ ہے۔ کئی واقعات مکرر بیان کئے گئے ہیں۔ تسلسل سے مصنف نے معلوم نہیں کیوں گریز کیا۔ مصنف غالباً ایرانی نژاد تھے جو مملکت آصفیہ میں بقول خود اخبار نویسی کی خدمت پر مامور تھا۔ چنانچہ اس کتاب میں حصہ اول کے عنوان روئداد میں اسکے تحت گویا اپنی ذاتی روئداد لکھی ہے جس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ مملکت آصفیہ میں خدمت اخبار نویسی پر مامور تھا جو غالباً میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی کا عہد تھا چنانچہ وہ اس سلسلہ میں اپنی اخبار نویسی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ،

کہ ایں کمترین عقیدت آئین خدمت جنیں را علی الخصوص

در ایام محاربات فیما بین انگریز بہادر و حیدر علی خاں...

.... بہ نوعے سرانجام نمود کہ سر مو غبارہ ... - از ساحت

خواطر بار انتفاع نہ یافت

اس روئداد میں مصنف نے اپنے متعلق اس سے زیادہ نہیں لکھا اس لئے مولف کے حالات تفصیلی طور پر معلوم نہ ہوسکے مولف کی یہ تالیف اسی اخبار نویسی کا گویا نتیجہ ہے جس پر وہ مامور تھا

افسوس ہے کہ کتاب ناقص الآخر ہے اس لئے کاتب کا بھی نام و پتہ نہ معلوم ہوسکا کتاب شکست آمیز

Marfat.com

(بانداز شکستِ ایرانی قدیم) لکھی ہوئی ہے خط صاف ہے۔ دونوں حصوں کی پیشانیاں مطلا و مذہب ہیں اور اوراق کی جداول بھی سنہری ہیں۔
ابتدائی چند اوراق آب خوردہ اور کچھ کرم خوردہ ہیں باقی کتاب اچھی حالت میں ہے

۹۵۴/۱۶۵

۵۴۔ انشاء راجہ لچھمی نرائن :۔ (ناقص الاوّل)

مرتب مولوی محمد فیض بخش مرحوم کاکوری۔ سالِ تصنیف ۱۲۰۵ھ۔ اوراق (۹۸)
اس رسالہ کا پہلا ورق جس میں دیباچہ کا کچھ حصہ ہے نہیں ہے

آغاز :۔

کہ وہاں تو اندکشاد شاہنشاہیت کہ کمندِ افکار ادراک
بربام قصر بلند اسرار ذاتش نمی رسد

اختتام :۔

امید (کہ) از الطافِ سامی آنست کہ ازکدلک عطوفت
زنگ کدورت ر(دا)بندہ مدام از صحائفِ مہربانی یاد
فرمایاشند۔ ایام جمعیت بکام باد :۔

مرتب نے مسودات خطوط کی تدوین سے پہلے ایک طویل مقدمہ لکھا ہے جس میں حمد و نعت کے بعد اپنا نام و مسکن "امیدوار مغفرت خلاق اکبر محمد فیض بخش بن غلام سرور غفر اللہ تعالیٰ ذنوبہما ساکن کاکوری ضلع لکھنؤ" لکھ کر مسودات کے متعلق یہ لکھتے ہوئے :۔

اکسر (اکثر) مسودات نظم و نثر از زادہ ہائے طبع بلند
گل گلبن سخندانی بلبل شاخسار معانی درسفینہ سینہ اش
از مضامین رنگین خزائن راجہ لچھمی نارائن منشی
(وغیرہ وغیرہ)

راجہ لچھمی نارائن منشی کے فضل و کمال کی اتنی تعریف کی ہے کہ ملا ظہوری۔ زلالی۔ اور نثر کی ادبیت اور انشاء پردازی پر بھی ترجیح دے دی ہے جس پر ان کے کچھ دوستوں نے اعتراض بھی کیا جس کا انھوں نے نہایت معقول اور خاموشی کن جواب دیا ہے اس کے بعد راجہ مذکور کے نسب اور وطنیت کے متعلق لکھا ہے کہ :۔

Marfat.com

منشی موصوف قوم کھتری موطنِ اصلی او قصبۂ کنجاہ از
مضافات دارالسلطنت لاہور است رائے جسونت
جدِ امجدش در عہدِ عالمگیر (اورنگ زیب) بادشاہ
انار اللہ برہانہ

سے دہلی میں آکر سکونت اختیار کی اور امرارِ عظام کی وکالت کی خدمات انجام دینے لگے۔ ان کے مرنے کے بعد راجہ صاحب کے والد "رائے منشی رام" نے بھی اسی عزت سے زندگی گزاری۔ راجہ صاحب نے ابتدائی تعلیم یعنی کتب متداول فارسی کا درس مولانا شیخ محمد برادر زادہ غنیمت کنجاہی سے لیا۔ بارہ سال کی عمر میں شاعری کی طرف متوجہ ہوئے اور عروض و قافیہ و معانی و بیان وغیرہ کا درس لے کر سراج الدین علی خان آرزو کی شاگردی کی۔ صرف و نحو کا درس "رائے ٹیک چند بہار" سے لیا۔ اس کے بعد دہلی کے مشہور اطباء کی خدمت میں رہ کر طب اور نسخہ نویسی میں مہارت پیدا کر کے کامل (۱۲) سال علاج و معالجہ کی خدمات انجام دیں۔

احمد شاہ درانی کے مسلسل حملوں سے جو دہلی میں افراتفری ہوئی تو راجہ صاحب نے بھی دہلی کو خیرباد کہا اور دکن جا کر کچھ دنوں اورنگ آباد میں دن گزارے اس کے بعد بریلی میں حافظ رحمت خاں کے دیوان "راجہ پہاڑ سنگھ" کے پاس تقریباً (۹) سال گزارے۔ اسی عرصہ میں وہ چکلہ اٹاوہ (یعنی ضلع اٹاوہ) کی منشی گیری کی خدمت پہ فائز ہو کر اٹاوہ چلے آئے اس کے بعد تقریباً عرصہ دس سال میں راجہ صاحب نے مزید ترقی کر کے "عنبر خاں" خواجہ سرا شاہی کی وساطت سے نواب آصف الدولہ کی سرکار میں بمشاہرہ پچاس روپے ملازم ہو گئے۔ دو سال کے بعد ترکِ ملازمت کر کے فیض آباد میں آکر حسبِ سابق مقیم ہو گئے۔ مرتب مسودات نے لکھا ہے کہ ان کو فیض آباد میں مقیم ہوئے اب تین سال ہو گئے ہیں ضعیفی کے ساتھ ساتھ کچھ دماغ میں خلل بھی ہو گیا ہے۔ چونکہ مرتب مسودات کی راجہ صاحب سے بہت زیادہ رسم تھی اسی لیے اسی زمانہ میں مرتب نے راجہ صاحب کے یہ اوراق پریشاں جن دفتروں سے جمع کیے اور ان کو مدون کیا ان کے لئے جناب مولوی صاحب موصوف رحمت اللہ علیہ بایں تصریح ارشاد فرمائے ہیں۔

برخے بزور از قلمدان ایشاں برآوردہ و بعضے را در حالت
جنون مغز علیہ خدمتگار یکہ تحویلدار کارخانجات بود بمن رسانید

اس طرح سے مرتب نے راجہ صاحب کے کل مسودات کو اکٹھا کر کے ان کو مکتوبات کی شکل میں ۱۲۰۵ھ میں مدون و مرتب کر دیا یہ کل اکیانوے(؟) مکتوبات ہیں جن کے عنوانات یہ ہیں!۔

۱۔ احوال فتح لاٹا وہ کہ از دست اولیاء دولت وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر اتفاق افتادہ بود

به وساطت شاه مدن صاحب بنظر نواب می گزرانیدند

۲-۳-۴-۵-۶:- رقعه مسمی معیار الادراک به شیخ باقر علی می نویسد (یہ مختلف موضوع پر چھ رقعات ہیں)

۷- درتلازم آتش که در سنه ۱۱۸۹ھ در فیض آباد افتاده. خانہائے محمد عطا خاں وغیرہ کنارہ دریا مع کشتیہا و صد ہا مردم سوختہ و آب دریا ہم گرم شدہ و شعلہ ہائے او ہمچو بلند گشتہ کہ ساکنان فیض آباد را در اندک قیام قیامت شد

۸- درتلازم ماہی کہ روزے مرزا اصغر علی بیگ داروغہ میر بحر نائب عنبر علی خاں به شیخ احمد علی گزرانیدہ بود می نویسد

۹- درتلازم سگ ہائے تازی کہ شخصے بخدمت جواہر علی خاں (نواب ناظر) می نویسد

۱۰- درتلازم اسپ ابلق (۱۱) درتلازم حنا (۱۲) درتلازم پالکی و تہنیت کہ به عنبر علی خاں (خواجہ سرا نواب آصف الدولہ) از حضور اقدس وزیر الممالک مرحمت گشتہ بود از طرف جواہر علی خاں می نویسد

۱۳- درتلازم بندوق کہ جواہر علی خاں به سید علی برادر زادہ شیخ احمد علی مرحمت شدہ ذکر دادہ بود می نویسد

۱۴- درتلازم کشتکار و زراعت کہ در پا مرکلہ بنظر آید و ستم ظلمہ زمینداران است از روئے طبع می نویسد

۱۵- عرضداشت درتلازم آئینہ ہا کہ جواہر علی خاں به نواب فرستادہ بودند می نویسد

۱۶-۱۷- درتلازم مصطلحات منطق وغیرہ ما نویسد

۱۸- درتلازم درد پا کہ خود دش مبتلا شدہ بود به حکم میر نواب می نویسد

۱۹- درتلازم فرد رضائی (رزائی) کہ عنبر علی خاں با خوند احمد علی خاں در لکھنؤ فرستادہ بودند می نویسد

۲۰- درتلازم کشتکار می نویسد

۲۱- درتلازم گل ہائے بیلہ

۲۲- درتلازم سرمہ به حکم میر نواب می نویسد

۲۳- عرضی کہ غلام رسول قوال بتوسط بندہ به جواہر علی خاں گزرانیدہ بود ... زر خرچ کردہ ... درتلازم ساز و نغمہ می نویسد

۲۴- درتلازم شیشہ ہائے گلاب و اچار مربہ کہ عنبر علی خاں از لکھنؤ به جواہر علی خاں فرستادہ بودند می نویسد

۲۵- درتلازم منطق

۲۶- درتلازم سنبوسہ

۲۷- درتلازم ظروف گلی مراد آبادی کہ مرزا حسین علی فوجدار بانس بریلی به جواہر علی خاں فرستادہ بود می نویسد

۲۸ - در تلازم کبوتران د کمان کہ میر مردان علی به عنبر علی خاں فرستاده بودند.

۲۹ - رقعهٔ دیگر

۳۰ - به حضرت احمد زماں پیرزادهٔ ساکن ردولی فرزند شاه عبد الحق از طرف اخوند احمد علی زچیادر حمائل گل برائے مزار شاه موصوف قدس سرهٔ فرستاده بودند - می نویسد

۳۱ - به استاد خود می نویسد.

۳۲ - در جواب خط حسن رضا خاں در مقدمهٔ میر عبد العلی پیش نماز به جواهر علی خاں نوشته بود می نویسد.

۳۳ - به غلام علی خاں عامل . . . . از طرف اخوند احمد علی می نویسد

۳۴ - به التماس خاں از طرف عنبر علی خاں می نویسد

۳۵ - از طرف اخوند احمد علی به پسر امام الدین خاں هنگامیکه میر موصوف از فوجداری گڑھه . . . . . معزول شده بجشنه رفته می نویسد.

۳۶ - خط اخوند احمد علی به خدمت جواهر علی خاں در هنگامیکه همراه رکاب جهانبانی طرف کوه پٹول تشریف داشتند و فرزندان اخوند صاحب در فیض آباد بیمار بودند می نویسد

۳۷ - به شیخ باقر معه غزل می نویسد

۳۸ - به مرزا اسد الله بیگ می نویسد

۳۹ - به شیخ باقر علی

۴۰ - خط اخوند احمد علی در جواب عریضه جوانی بخش پسر شکرن (شیوکرن) فوطه داری نوسید

۴۱ - از طرف جناب عالیه نواب بهو بیگم صاحبه در جواب صاحب کلاں کلکته که از فرنگ بعد معزولی هشتی صاحب مقرر شده آمده بود - می نویسد

۴۲ - مسوده دیگر برائے صاحب مذکور.

۴۳ - به صاحب مذکور هنگامیکه از کلکته قصد سیر عظیم آباد و اوده کرده - می نویسد

۴۴ - به صاحب مذکور هنگامیکه در لکھنؤ آمده قصد فرخ آباد کرده بود در جواب خط او - می نویسد

۴۵ - این خط بنام نواب گورنر جنرل مسٹر جان ماکرس صاحب بهادر تحریر یافت نواب صاحب مذکور می نویسد.

۴۶ - عرضداشت نواب بهو بیگم صاحبه مدظلها بجناب حضرت ظل سبحانی شاه عالم بادشاه

۴۷ - عرضداشت دیگر عوض خلعت.

۴۸ - شقه نواب بهو بیگم صاحبه بنام نواب آصف الدوله بهادر هنگامیکه غسل صحت فرموده - می نویسد

۴۹ - عرضداشت نواب بهو بیگم صاحبه بجناب حضرت ظل سبحانی شاه عالم بادشاه

۵۰ - شقه شاهزاده عالم بنام شرف الدین حسین هنگامیکه غلام قادر خاں ولد ضابطه خاں روهیله

Marfat.com

باحضرت شاه بادشاه مصدر بے ادبیها شده بود و شاهزاده مذکور از بنارس به عزم شاهجهان آباد کوچیده می نویسد

۵۱ - عرضداشت جواهر علی خاں به جناب نواب آصف الدوله بهادر در باب فرستادن فیلان

۵۲ - عرضداشت جواهر علی خاں به نواب آصف الدوله بهادر در باب آنکه یک هار مرصع الماس معرفت خاں موصوف خریده به لکهنؤ برده بودند. برائے زر قیمت آں می نویسد

۵۳ - عرضداشت جواهر علی خاں برائے مبارکباد عید و ابلاغ نذر به نواب آصف الدوله بهادر -

۵۴ - عرضداشت مبارکباد عید الضحیٰ از طرف جواهر علی خاں به جناب نواب آصف الدوله بهادر می نویسد

(۵۵ - ۵۶) در مبارکباد عید

۵۷ - عریضهٔ جواهر علی خاں بجناب نواب آصف الدوله بهادر در مبارکباد نوروز و فرستادن نذر

۵۸ - جواب خط صاحب کلاں از طرف نواب بهو بیگم صاحبه و قتیکه صاحب ممدوح طرف فرخ آباد بودند

۵۹ - عریضه از طرف خود به راجه نور چند می نویسد.

۶۰ - به نواب محبت خاں

۶۱ - به راجه تلسی رام

۶۲ - بخدمت عنبر علی خاں از طرف خود عرضی می نویسد

(۶۳ - ۶۴) به نواب محبت خاں پسر حافظ رحمت خاں

۶۵ - بخدمت راجه هندرام دیوان حسن رضا خاں

۶۶ - نواب قاسم علی خاں پسر نواب سالار جنگ

۶۷ - عرضداشت عنبر علی خاں مرحوم بجناب نواب آصف الدوله بهادر که [illegible] خربزهٔ باغ حضور کرده بود. می نویسد

۶۸ - در شکرگزاری ”انا الناس“ (عنناس) که عشرت علی خاں یاد مرحمت کرده اند

۶۹ - عرضداشت عنبر علی خاں مرحوم که در حالتِ مرض که بیماری استسقاء [illegible] نواب آصف الدوله بهادر در جواب مشفق خاص می نویسد

۷۰ - عریضه به راجه تکیت می نویسد

۷۱ - به نواب قاسم علی خاں عرضی می نویسد بعد وفات عنبر علی خاں

۷۲ - به شیخ باقر علی

۷۳ - عرضداشت بجواب خط میر شمس الدین عرف [illegible] صاحب برادر کوچک شاه مدن [illegible] طب مملوک نیز موصوف نزد منشی به عاریت بود گم شد و هم تعزیت شاه مدن که [illegible] یافته بودند

Marfat.com

در انگشتری میر موصوف سجع "والشمس والضحیٰ" کندہ بود ندی نویسد

۷۴۔ بہ آغا حسن رضا پسر مرزا کاظم مشہور بہ مرزا کاظم لکھنوی می نویسد۔

۷۵۔ خطبۂ بیاض نواب آصف الدولہ بہادر کہ حسب فرمائش عنبر علی خاں نوشتہ

۷۶۔ رقعۂ دیگر

۷۷۔ تعریفہ فرستادن سیب می نویسد

۷۸۔ عرضداشت بجناب بہو بیگم صاحبہ

۷۹۔ تمہید دیگری نویسد

(۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳) رقعات دیگر

۸۴۔ بہ شیخ باقر علی

۸۵۔ بہ شیخ فیض بخش (مرتب مکتوبات)

۸۶۔ در تعزیت رانی

(۸۷۔ ۸۸) رقعات دیگر

(۸۹۔ ۹۰) بہ شیخ فیض بخش (مرتب مکتوبات)

۹۱۔ بہ شیخ فیض بخش از جانب داراب علی خاں

(۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸) (یہ سات خطوط مولف شیخ فیض بخش مولف مکتوبات کے نام ہیں جو ۱۱۹۴ھ میں اور اس کے بعد لکھے گئے)

۹۹۔ بہ مولف ۱۱۹۹ھ۔

(۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲) بہ مولف می نویسد

۱۰۳۔ از طرف شیخ جمال اللہ باخوند احمد علی وقتیکہ امداد فیض آباد گزاشتہ بہ لکھنو رفتہ بودند

۱۰۴۔ از طرف عنبر علی خاں بہ اخوند احمد علی

اس کتاب پر تبصرہ طویل ہو گیا ہے محض اس وجہ سے تاکہ پڑھنے والوں کو پوری کتاب کے مضمون سے آگاہی ہو جائے جملہ خطوط انشاء پردازی کے بہترین اور بلند ترین نمونے ہیں۔ عبارت آرائی میں ظہوری۔ و فیضی کا مقابلہ کیا ہے۔ تقریباً بیشتر خطوط ۱۲ ویں صدی ہجری کے اواخر اور ۱۳ ویں صدی ہجری کے اوائل کی تاریخ پر بالخصوص اودھ کے متعلق سے روشنی ڈالتے ہیں جو متعلمین و معلمین تاریخ ہند کے لئے مفید ہیں۔ اس کے علاوہ علمی حیثیت سے بھی کتاب کافی بلند ہے پوری کتاب نہایت اچھے نستعلیق خط میں لکھی ہوئی ہے۔ بعض بعض جگہ کاتب نے املا کی غلطی ضرور کی ہے جو سہو کتابت کہی جا سکتی ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے۔

Marfat.com

۹۵۴
۱۶۶

۵۵۔ مکتوباتِ تاریخی :۔

اوراق (۱۲)۔ تقطیع ۳/۴ ۴" × ۶"

یہ (۲۵) مکتوبات کا مجموعہ ہے جس کا اول یا آخر کوئی نام نہیں لکھا ہوا ہے۔ اس کا چونکہ کوئی نام رسالہ میں نہیں ہے اس لیے "مجموعہ لکھدیا گیا

آغاز :۔

راؤ صاحب مشفق مہربان سلامت بعد ابراز مراتب
اشتیاق گرامی مواصلت سراپا بہجت مشہود
ضمیر منیر لطف تصویر می گرداند

اختتام :۔

و دیگراں کہ رو پوش اند باقبالِ حضور گرفتار شدہ
خواہند آمد قسمے سزا دہی آنہا خواہم نمود کہ باز احدے
سرِ شورشے نخواہد برداشت ازیں صوب خاطر مبارک
جمع فرمائید :۔

تاریخی خطوط کا یہ مجموعہ (۱۹) صدی عیسوی کے بعض واقعات پر روشنی ڈالتا ہے جو نواح آگرہ۔ بھرت پور اور میوات میں کمپنی کے عہد میں ہوئے ہیں۔ ان میں بعض خطوط تو "مہاراجہ" کی طرف سے عاملوں اور دیوان کے نام ہیں اور بعض دیوان کی طرف سے معرفت مہاراجہ کے نام ہیں اور دیوان کی طرف سے ملازمین علاقہ کے نام احکام ہیں باوجود کوشش کے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ کس مہاراجہ کے علاقہ سے متعلق خطوط ہیں۔ بعض خطوط میں ہندی تاریخیں اور مہینے ہیں لیکن سن نہیں لکھا ہے چنانچہ ایک ماتحت حاکم نے "دیوان صاحب قدر دان فیض رسان دام ظلہ" کو جن کا نام "راج سنگھ" تھا ان کے حکمنامہ کا جواب لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

عنایت نامہ تفاخر آمود مرقومہ ماہ سہ تیغ ۲ روز جمعہ وقتِ
سہ پہر مواحاذ نامہ آمی جرنیل صاحب بہادر مع بفتاد و غالی
و دو آمد وقتِ چہار گھڑی شب گزشتہ بہ صحابت
رفقا سنہ ۶ مزارع غرو ... شرف صدور فرمود

جن جنرل صاحب کا حوالہ ہے وہ غالباً جنرل "سٹ کلف" (Sutcliff) ہے کیونکہ خط ۱۸۲۲ میں جو مہاراجہ

کی طرف سے دیوانِ ریاست کے نام ہے جن کو مہاراجہ نے ہر خط میں "اعتضاد گرامی قدر" لکھا ہے اس میں لکھا ہے کہ:۔

عرضی مرسلہ از نظر گذشت از رسیدنِ خود در اکبرآباد
بروز جمعہ و آنکہ بوساطت "جج صاحب بہادر" حصول ملاقات
جرنیل سٹ کلف صاحب بہادر کردند

اس خط میں دیوان صاحب کو یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ جج صاحب کے عملہ کے لوگ ایک موضع ساہترج ؟ کے جھگڑے کے متعلق جو رشوت چاہتے ہیں اس کے لئے بخشی کو اپنے ڈیرہ پر بلاکر حالات معلوم کریں اور عملہ کے لوگوں کو خوش اور مطمئن کریں (یعنی رشوت دیکر) تاکہ پھر اس قسم کی کوئی دقت نہ ہو۔

خط نمبر ۱۲ میں مہاراجہ نے دیوان کو لکھا کہ :۔ (ترجمہ)

تمہاری عرضی سے معلوم ہوا کہ جنرل سٹ کلف صاحب
بہادر بروز پنجشنبہ اکبرآباد تشریف فرما ہوں گے اور
ان کے ساتھ ہزار پانسو آدمی ہوں گے اور یہ بھی مشہور
ہے کہ چار پانچ روز قیام کریں گے اس کے بعد دارالخلافہ
کی طرف روانہ ہوں گے (غالباً دہلی)

اس کے بعد جنرل صاحب بہادر کی خاطر و مدارات کو لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ :۔

تم کو چاہیئے کہ جج صاحب بہادر کے توسط سے ملاقات
کی عزت حاصل کرو اور جب وہ خوش و خرم ہوں تو جو
چیزیں بھیجی گئی ہیں وہ صاحب موصوف کو بطور نذرانہ
پیش کرو

بہرحال یہ تاریخی خطوط کافی دلچسپ اور متعلقین تاریخ عہد برطانیہ ہند کے لئے مفید ہیں بعض خطوط میں میووں۔ (میواتیوں) کی گرفتاری اور سزادہی کے بھی احکام ہیں۔ اول اور آخر دو چھوٹی چھوٹی مہریں خط طغرائی میں ہیں جو پڑھی نہیں جاتیں۔ خط معمولی شکست آمیز ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے

۹۵۴
۱۶۷

۵۶ تحفۃ المورخین :۔

تصنیف سید صاحب عالم صاحب مرحوم سجادۂ سرکار خورد مارہرہ ضلع ایٹہ۔ تصنیف غالباً ۱۲۲۳ھ مکتوبہ ۱۲۵۸ھ تعداد اوراق (۵۲)۔ تقطیع ۵ × ۷½"

مصنف نے یہ چھوٹا سا رسالہ فنِ تاریخ گوئی کے متعلق لکھا ہے نہ کہ فن تاریخ پر

Marfat.com

آغاز:-

حمد سزاوار عالی جناب است کہ تاریخ ایجاد ارض
و سما را او ماہر ست و نعت درخور رسالت
مآبے است کہ سن ہجرت بابرکت او بر افواہ
والسنہ دائر و سائر:-

اختتام:-

چوں یافتہ تالیف ز الطاف الٰہی — ایں تحفہ تماشنہ ارباب تواریخ
تاریخ طلب کرد دل از بہر شمارش — از غیب ندا آمد "ارباب تواریخ"

۱۲۳۰ھ

مصنف نے مختصر حمد و نعت کے بعد دیباچہ میں اپنا نام لکھتے ہوئے تاریخ گوئی کے فوائد سے مختصر بحث کی ہے اور اسی سلسلہ میں علامہ میر عبدالجلیل بلگرامی رح کی تاریخ گوئی اور ان کی تصنیف کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:-

احدے از تاریخ گویاں ہندوستان ہند و ...

بالشان مقابل نیست

دیباچہ میں کتاب کا نام "تحفۃ المورخین" لکھتے ہوئے مصنف نے اس کو حسب ذیل ایک مقدمہ دو باب اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے:-

۱- مقدمہ:- اس میں تاریخ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں سے بحث کرتے ہوئے مثالیں بھی دی ہیں

۲- باب اول:- در ضروریات تواریخ فارسی (اس میں حسب ذیل چار فصلیں ہیں:-)

(الف):- فصل اول در قواعد

(ب) فصل دوم در فوائد معدودہ

(ج) فصل سوم در بیان تعمیہ

(د) فصل چہارم در ذکر الفاظ و اقسام تاریخ

۳- باب دوم:- در ضروریات تواریخ عربی (اس میں بھی حسب ذیل چار فصلیں ہیں)

(الف) فصل اول در قواعد

(ب) فصل دوم در فوائد

(ج) فصل سوم در بیان تعمیہ (اس میں مصنف نے لکھا ہے کہ "تعمیہ در تاریخ عربی بہ نظر ناقص راقم الحروف نہ رسیدہ است")

Marfat.com

۴۔ خاتمہ :۔ در ذکر دائرہ تاریخ۔ (اس میں مصنف نے بطور مثال ایک دائرہ لکھ کر تاریخ کا اخراج کرکے اس کی ترکیب بھی لکھدی ہے)

تاریخ گوئی کے لئے یہ رسالہ بہت ہی مفید ہے جس میں مصنف نے تاریخ گوئی کے فن کے ہر جزو کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

مصنف کتاب سید صاحب عالم صاحب بلگرامی تھے اور مارہرہ ضلع ایٹہ میں اپنی خاندانی درگاہ کے جو "سرکار خورد" کے نام سے مشہور ہے سجادہ تھے۔ حضرت غالب دہلوی مرحوم سے بڑی گہری رسم تھی چنانچہ حضرت غالب نے جو برابر مراسلت کرتے رہتے تھے حضرت موصوف رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا فوٹو بھی اپنے دستخط سے بھیجا تھا جو اس میوزیم میں محفوظ ہے۔

تاریخ گوئی کے لئے یہ رسالہ بہت ہی مفید ہے جس میں مصنف نے تاریخ گوئی کے فن کے ہر جزو کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ نسخہ معمولی نستعلیق خط میں لکھا ہوا ہے عربی کی عبارتیں نہ صرف غلط ہوگئیں بلکہ کاتب کا عربی خط بہت ہی بچکانہ ہے جس کا پڑھنا بھی مشکل ہے۔

ترقیمہ

الحمد للہ علی احسانہ نسخہ ہذا کہ موسوم بہ تحفۃ المورخین
است تصنیف حضرت مولوی مخدومی مکرمی و استاذی
حضرت صاحب عالم صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین
سرکار خورد قصبہ مارہرہ بخط بے ربط احقر الناس
غازی الدین حسین ابن محمد نذر علی خاں بن غلام حیدر خاں
مرحوم بتاریخ بست و ششم شہر جمادی الآخر ۱۲۵۸ھ
مقدسہ حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
اجمعین وسلم بہ یوم متبرکہ آدینہ چہار گھڑی روز برآمدہ
بمقام قصبہ مارہرہ صورت اختتام پذیرفت

۹۵۴
۱۶۸

۵۷۔ مجموعۃ الانساب :۔

اوراق (۲۴)۔ تقطیع "۸ × "۱۳

انساب کی یہ مختصر مگر بہت ہی مفید تاریخ ہے

Marfat.com

آغاز :-

شکر سپاس بے قیاس بدرگاہ کردگار ایزد متعال
والاکرام

اختتام :-

ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ بادشاہ غازی تولد
بست ودوم ربیع الاول سنہ یکہزار و یکصد وپیادہ
ہجری (۱۱۳۱ھ)

مصنف نے مختصر حمد ونعت کے بعد ایک اجمالی مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں مصنف نے اپنا نام لکھتے ہوئے (جس کو کسی نے مٹا دیا ہے) ان تمام قدیم کتابوں کے حوالے دیئے ہیں جن سے مصنف نے ترتیب انساب کے سلسلہ میں استفادہ کیا ہے اس کے بعد یہ لکھتے ہوئے :-

ہریک اسم در دائرہ مرقوم ساختہ نسب چپاینده
از احوالات مختصر ثبت کردہ بہ ترتیب وتصنیف
پرداختہ

اس کا نام مصنف نے "مجموعۃ الانساب" رکھا
مولف نے حضرت آدم کی اولاد کا شجرہ علیحدہ دیا ہے اور دائروں میں نام دیئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامہ کو حضرت امام محمد مہدی" کے نام پر ختم کیا ہے۔ اسی طرح سے مولف نے نہ صرف انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے انساب کو لکھا ہے بلکہ مختلف ملکوں کے حکمرانوں کے بھی نسب نامہ جات لکھے ہیں چنانچہ ہندوستان کے مغل بادشاہوں کے شجرہ کو محمد شاہ بادشاہ پر ختم کیا جس کو (۳۷) پشت پہلے ایک خاتون بہ عصمت قباب النقوا" سے شروع کیا ہے۔ اسی طرح سے ترک (عثمان) سلاطین کا سلطان احمد خاں" پر ختم کیا ہے۔ دائروں میں نام لکھتے ہوئے حتی الامکان تاریخ پیدائش اور وفات بھی لکھی اور بعض بعض کے مختصر سوانح بھی لکھے ہیں۔ بظاہر یہ تصنیف بارھویں صدی ہجری کے اواخر یا ۱۲ ویں صدی کے اوائل کی معلوم ہوتی ہے۔ تاریخی حوالہ کے لئے یہ کتاب بالخصوص متعلقین تاریخ کے لئے مفید ہے۔ آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے خط معمولی شکستہ آمیز ہے۔

Marfat.com

۹۵۴
۱۶۹

۸۵۔ تاریخ تاج محل وغیرہ:۔

مصنف نامعلوم۔ اوراق (۳۴)۔ تقطیع ۵½ × ۹

یہ تاج محل کی ایک مختصر تاریخ ہے جس میں نہ صرف پتھروں اور دوسرے سامان کی تفصیلات مع قیمت درج ہیں بلکہ دوسری عمارتوں کی بھی جو قلعہ اکبرآباد، سکندرہ اور سیکری میں ہیں تفصیلات درج ہیں۔

آغاز:۔

احوال خلاصہ بانو بیگم مخاطب بہ ممتاز محل عرف تاج
بی بی الملیکہ شاہ جہاں بادشاہ غازی بنت نواب
آصف خاں وزیر و پسر زادی نواب اعتماد الدولہ
و احوال سکندرہ و قلعہ آگرہ و موتی مسجد و فتحپور
سیکری

اختتام:۔

بابت مزدوری کاریگراں و استاداں و تعداد
مشاہرہ ہر یک ادنیٰ و اعلیٰ قسم بہ قسم سنگہا کہ
مزدوری دادہ شد منجملہ میزان آں کلیم نوشتہ می شود

مصنف نے بلا تحمید و تمہید کتاب کو اسی عبارت سے شروع کر دیا ہے جو اوپر درج ہے۔ یہ گویا کتاب کا مقدمہ ہے تاج بی بی کی تاریخ پیدائش (۱۰۰۱ھ) تاریخ شادی (۱۰۲۱ھ) اور وفات (۱۰۴۰ھ) لکھ کر مصنف نے شاہ جہاں کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے تاج بی بی کے بطن سے جو اولاد نرینہ و اناث ہوئی ان کے نام لکھے اور اس کے بعد اس مشہور قصہ کو لکھا جو دھر آرا بیگم (چھوٹی بیٹی) کی پیدائش سے کچھ دنوں پہلے پیش آیا تھا اس کے بعد ان دونوں وصیتوں کی تفصیل دیتے ہوئے جو تاج بی بی نے مرنے سے پہلے بادشاہ کو کی تھیں۔ تاج بی بی کی وفات کا قطعہ تاریخ لکھا ہے جس کا تاریخی مصرعہ یہ ہے

جائے ممتاز محل جنت باد
۱۰۴۰ھ

مصنف نے اس کے بعد تصنیف شہاب الدین محمد صاحبقران بادشاہ غازی کا سُرخی سے عنوان

Marfat.com

دے کر روضۂ تاج گنج کے متعلق ایک نظم نقل کردی ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے :-

نہ ہے مرقدِ پاک بلقیسِ عہد   کہ بانوئے آفاق را گشتہ مہد

اور اس کا آخر شعر یہ ہے

چو دستِ بقا این بنا رنگ ریخت   خرابی ز وحشت بہ صحرا گریخت

اس طرح سے کل (۲۷) اشعار لکھے ہیں۔ بہرحال روضۂ تاج محل کے متعلق کتاب میں حسبِ ذیل عنوانات ہیں :-

۱۔ تفصیل سنگہائے کہ در روضۂ منورہ درچیکاری و بر تعمیر صرف گردیدہ (اس عنوان کے تحت ان تمام جواہرات اور پتھروں کے اوزان اور ان کی قیمتوں کی تفصیل دی ہے جو روضہ میں لگائے گئے اور ان جگہوں کے نام لکھے ہیں جہاں سے یہ منگائے گئے تھے)

۲۔ وزن سنگہائے از پیمائش نوشتہ شد (اس عنوان میں سنگ موسیٰ وغیرہ قیمتی پتھروں کی تفصیلات مع پیمائش یعنی چوڑائی۔ لمبائی اور اونچائی اور اوزان درج ہیں)

۳۔ فہرست کاریگران روضۂ منورہ کہ بموجب حکم حضور حاضر گردیدہ بکار خدمات سرفراز شدند (اس میں ان صناعوں اور ماہرینِ تعمیر کے نام ہیں جو مختلف مقامات سے بلائے گئے۔ یہ کل (۱۰) تھے ان میں سے چار روم۔ شیراز اور بغداد کے دو آگرہ کے اور چار لاہور کے تھے۔ تنخواہ زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپیہ اور کم از کم دوسو روپیہ درج ہے)

۴۔ ابیات سکندرہ کہ بالائے بامِ مقبرۂ اکبر شاہ (یہ کل (۳۵) اشعار کی نظم ہے جس کا پہلا شعر یہ ہے :-)

بنامِ شہنشاہ ملک قدم   کہ ذاتش مبرا بود از عدم

اور آخر کا شعر یہ ہے :-

روانش ہمیشہ ز حق شاد باد   از و عالم قدس آباد باد

۵۔ ابیات اندرون دروازۂ سکندرہ نوشتہ است (اس میں کل (۱۱) اشعار ہیں اس نظم کا پہلا شعر یہ ہے :-)

بہ فرمانِ شاہنشۂ ذوالجلال   کہ باشد شہنشاہیش بے زوال

اور آخر کا شعر یہ ہے :-

روانش چو انوار خورشید باد   فروزندہ از نور ازالہ

۶۔ نوشتہ بود بر توپ کلاں (اس عنوان میں عالمگیر اورنگزیب کا سالِ جلوس لکھتے ہوئے مصنف نے توپ ساز کا نام متھرا داس بن رام جی مل لکھا ہے)

Marfat.com

۷۔ تاریخ سمت دویم پائین تعویذ جنوب رویہ (روضۂ تاج بی بی)
۸۔ بر تربت بالائے تہ خانہ گرد اندرون مشجر (اس عنوان کے تحت شاہ جہاں کا نام اور تاریخ ۱۰۷۶ھ درج ہے جو سراسر غلط ہے۔ یہ کاتب کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ شہنشاہ شاہجہاں کا سال وفات ۱۰۷۶ھ ہے)
۹۔ تربت شاہ جہاں بادشاہ غازی اندرون تہ خانہ اول جنوب رویہ (اس عنوان کے بعد بھی شاہ جہاں کا نام اور سال وفات ۱۰۷۶ھ درج ہے)
۱۰۔ کتابہ بر پیشانی موتی مسجد کہ در قلعہ مستقر الخلافت اکبر آباد است (اس عنوان کے تحت ایک تفصیلی عبارت ہے جس میں شاہ جہاں کی تعریف و سال تکمیل تعمیر ۱۰۶۳ھ اور مصارف تعمیر (۳) لاکھ روپیہ لکھا ہے)
۱۱۔ تاریخ دیوان خاص کہ در قلعۂ اکبر آباد نوشتہ است (اس میں کُل (۲۲) اشعار ہیں پہلا شعر یہ ہے:۔)

ازیں دلکشا قصر عالی بنا　　سر اکبر آباد شد عرش سا

دوسرا شعر جس میں تاریخ ہے یہ ہے:۔

چنیں گفت طبع حقائق شناس　　سعادت سرائے ہمایوں اساس

۱۲۔ رفتن جلال الدین محمد اکبر شاہ (اس میں شہنشاہ جہانگیر کے تولد سے اکبر اعظم کا اجمیر جاکر اولاد نرینہ کی درخواست کا قصہ اور جہانگیر کے نام اور پیدائش وغیرہ کا مختصراً ذکر ہے)
۱۳۔ صرف عبارات و محالات روضۂ منورہ کہ معرفت لالہ رودر؟ داس مشرف آں دفتر خانہ؟ (غالباً ذخیرہ) بادشاہی صرف گردیدہ (اس میں تمام عمارات کی تفصیلات علاوہ اخراجات کی بھی تفصیلات ہیں)
اس رسالہ کا مصنف بہت کم پڑھا لکھا آدمی معلوم ہوتا ہے جس کی نہ صرف فارسی غلط ہے بلکہ کتاب کی تدوین بھی اچھی نہیں بعض چیزیں ایسی بے ترتیب اور بے تکی لکھدی ہیں جو تاریخی معیار پر بھی نہیں اُترتی ہیں۔ باوجود ان سب باتوں کے کتاب مجموعی طور پر مفید ضرور ہے۔
اس کا ایک نسخہ آصفیہ لائبریری حیدر آباد میں بھی ہے اور ایک نسخہ مسلم یونیورسٹی (ذخیرۂ سر سید سلیمان شاہ) میں ہے مصنف کے نام کا پتہ نہ چل سکا اور نہ سال تصنیف معلوم ہو سکا۔ اسی طرح سے نام کاتب اور سال کتابت بھی درج نہیں ہے خط نستعلیق جلی ہے۔ عنوانات سرخی سے لکھے ہوئے ہیں

۹۵۴
۱۷۰

۵۹۔ ایضاً ایضاً۔

مصنف نامعلوم۔ تعداد اوراق ۸ لم۔ تقطیع ۵"×۸"

Marfat.com

یہ چھوٹا سا رسالہ کچھ پرانی اُردو میں (جو فارسی عبارتوں کا ترجمہ معلوم ہوتی ہے) اور کچھ فارسی میں لکھا گیا ہے جس میں روضۂ تاج گنج کی تفصیلات درج ہیں

آغاز:۔

احوال خلاصۂ بانو بیگم مخاطب بہ ممتاز عرف تاج بی بی

اختتام:۔

بابت مزدوری کاریگراں ملازمان روضۂ منورہ صرف
شد ندبے رکروڑ ... لاکھ ... ہزار ... پہ ...
۷ر۶ پائی

ابتدائی عبارت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ رسالہ مندرجہ ۵۹ کا ہے لیکن درمیان میں دوسرے رسالہ کی عبارتیں ہیں۔ مثلاً حیدر علی اور ٹیپو سلطان محمد شاہ اور شاہ عالم (ثانی) کہ نواب اودھ غازی الدین حیدر کا بھی ذکر ہے جس کے لئے لکھا ہے:۔

"غازی الدین حیدر سمت مشرق بود سابق وزیر بود بوساطت
صاحبانِ انگریز کمپنی بہادر دام اقبالہ بادشاہ گردید"

غرض کہ عجب بے تکا رسالہ ہے جس کا نہ سیاق ٹھیک ہے اور نہ سباق۔ موضوع مخلوط اور عبارت بے ربط ہے بہر حال یہ مسلم ہے کہ یہ رسالہ انگریزی کمپنی کے عہد میں لکھا گیا ہے اور کسی بہت کم سواد آدمی نے غالباً اس کو بے سمجھے ہی لکھا ہے۔ کچھ اُردو میں ترجمہ اور کچھ فارسی میں اصل الفاظ اور عبارتیں ہیں۔ خط کہیں جلی ہے اور کہیں خفی۔ خط پختہ ہے لیکن معمولی نستعلیق ہے۔ رسالہ کے آخر حصہ میں بسم اللہ لکھ کر مصنف نے لکھا ہے:۔

خلاصۂ پیمائش روضۂ منورہ کہ در عملِ کمپنی انگریز بہادر
بحسب فرمائش صاحب عالی شان روضۂ نمود شد

آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے

۹۵۴
۱۷۱

۶۰۔ بیاض تواریخ وغیرہ:۔

اوراق ۱۲۹ تقطیع ½۷ × ۱۲

مرتب کا یہ مسودہ مجموعۂ تواریخ ہے جس میں بیشتر ان لوگوں کی پیدائش یا وفات کی تاریخیں ہیں جو مارہرہ ضلع

Marfat.com

ایڈ کے رہنے والے یا دہیں کے سلسلہ کے لوگ تھے۔ عمارات وغیرہ کی بھی تاریخیں ہیں
مرتب نے تاریخیں ردیف واری لکھی ہیں۔ تاریخی نظعات عربی کے بھی ہیں اور فارسی کے بھی۔ بعض قطعات کے
شروع میں بطور تعارف کچھ فارسی نثر میں بھی مولف نے لکھدیا ہے۔ آخر میں "دائرہ جات" بھی دئے ہیں۔ یہ بھی
استخراج تاریخ کا ایک طریقہ ہے۔ اس کے بعد مرتب نے ایک رسالہ "میزان الکلام فی العروض" جو عربی میں
ہے نقل کر دیا ہے اس کے بعد جملہ بحور کی مثالوں میں فارسی ابیات بھی لکھدی ہیں۔
پوری بیاض کا خط فارسی و عربی نہایت گندہ اور کچا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نو آموز نے لکھدیا ہے۔
تحریر اور کاغذ دونوں قریب زمانہ ہی کے ہیں۔

۹۵م
۱۷۲

۱۷۱ مسودات نواب وزیرالدولہ رئیس ٹونک۔

قبل ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۴ء۔ اوراق (۱۸)۔ تقطیع ۷" × ۱۰"۔
نواب وزیرالدولہ والی ریاست ٹونک کے چند مسودات عربی و فارسی کا یہ مجموعہ ہے

آغاز:۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علی نبیہ واصحاب نبیہ وآلہ اجمعین آمین
اما بعد میگوید بندۂ اضعف العباد الراجی الی
عفو رب خالق خلائق و معاش و معاد

اختتام:۔

ہر یکے را بجائے او بنشاں ؎ پس بدولت بجائے خود بنشیں
اس مسودے کے تین حصے ہیں (گویا تین چھوٹے چھوٹے مختصر رسالے ہیں)
۱۔ پہلا حصہ ڈیڑھ صفحہ کا ناقص الاخر ہے جس کے دیباچہ میں مصنف نے حضرت سید احمد شہید رح کے
ہاتھ پر بیعت کو لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔
"من عاجز خواست کہ نبذے از کرامات و برخے از
خوارق عادات آں برگزیدۂ الفس و آفاق بقید
تحریر و قلم تسطیر آرد"
یہ لکھ کر مصنف نے ایک تو قصبہ پھلت (ضلع مظفر نگر) کا واقعہ لکھا ہے اور دوسرا واقعہ سفر بیت اللہ کا لکھا

Marfat.com

اس کے بعد تیسرا واقعہ "بحری سفر" کا لکھنے سے رہ گیا اس کی صرف حسب ذیل دو سطریں لکھیں :-

وقتیکہ برائے احراز سعادت حج از راہ بحر محیط تشریف فرمائے
استسعاد زیارت حرمین الشریفین شدند در اثنا رراہ معاملہ
عجیب وُو از وے "؟ (غالباً واقعہ) بس غریب گذشت کہ روزے ....

اس کے بعد صفحہ خالی ہے اور یہی اس پہلے حصہ کا خاتمہ ہے

۲- دوسرا حصہ عربی کا ہے - اس کے پہلے جز میں آیات قرآن پاک اور دوسرے میں احادیث شریف ہیں۔ یہ آٹھ صفحات کا مجموعہ ہے۔

۳- تیسرا حصہ مجموعۂ نثر و نظم ہے - نثر میں انتظام مملکت کے (۱۳) اصول درج ہیں جن کے متعلق اس حصے کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ :-

ارشاد فیض رشاد فیض بنیاد حضرت مخدومی مطاعی
پیر و مرشد برحق و استاد (یعنی حضرت سید شہید)
در باب نظم و نسق و رتق و فتق مہمات و نظام مہام انتظام
معاملات چنیں رسید

گویا یہ اصول نظم و نسق مملکت بیان کردہ حضرت سید احمد شہید ہیں

اسی کے خاتمہ کے بعد نظم کا حصہ ہے - اس حصہ میں درستی اخلاق و تہذیب اعمال کی تلقین ہے نظم کے اشعار ایک بحر میں نہیں ہیں بلکہ ٹکڑوں ٹکڑوں کی بحریں ہیں کیونکہ مختلف مثنویوں کے موزوں اشعار ہیں مسودات میں نواب وزیر الدولہ کا کہیں نام نہیں ہے - دیباچہ میں صرف یہ لکھا ہے کہ :-

"من کمترین بندگان خلائق و کہترین عباد الٰہی حضرت
ناستناہی کہ من عاجز را انتساب بیعت شریف بدست حق پرست
کرامت سر شدہ .... حضرت
امجد سید نا مولانا و اولانا سید احمد حاصل گردید"

البتہ مسودہ کے سر ورق پر :-

" مسودات سراج المعرفت و الملت نواب وزیر الدولہ
مرحوم و مغفور والی ریاست ٹونک"

لکھا ہے - نواب مرحوم نواب امیر خاں کے جو ٹونک کے پہلے رئیس تھے صاحبزادے تھے جو باپ کی وفات کے بعد ۱۲۵۰ھ میں مسند ریاست پر بیٹھے اور ۱۹ محرم الحرام ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء عمر (۵۹) سال (۳۱) سال کی حکمرانی کے بعد وفات پائی

Marfat.com

نواب میر خاں سنبھل ضلع مرادآباد کے روہیلے افغان سپاہی تھے۔ بجد منچلے۔ ہوشیار اور بہادر تھے۔ انگریزوں کے ابتدائی دور کمپنی ۱۸۱۰ء میں انھوں نے کافی جمعیت اکٹھا کرلی تھی تاکہ انگریزوں سے ملک خالی کرائیں ان کی اس قابلیت اور قوتِ تنظیم کو دیکھکر سید احمد شہیدؒ نے ان کی ہمت افزائی فرمائی اور ان کے لشکر میں چھ سال سے زائد مقیم رہے (ملاحظہ ہو سیرت سید احمد شہید رح مصنفہ ابوالحسن علی ندوی صفحہ ۲۶۰) لیکن جب نواب صاحب نے انگریزوں سے باوجود سید صاحب کی مخالفت کے صلح کرکے ٹونک کی ریاست حاصل کرلی تو سید صاحب ان سے الگ ہوگئے۔

نواب صاحب نے دہلی کے سفر میں اپنے صاحبزادہ محمد وزیر خاں کو (جو بعد میں نواب وزیر الدولہ ہوئے) ساتھ کر دیا تھا

(ملاحظہ ہو سیرت متذکرہ صدر صفحہ ۸۷) غالباً اسی سفر میں یا اس کے بعد نواب وزیر الدولہ حضرت سید احمدؒ کے مرید ہوئے نواب وزیر الدولہ مرحوم حضرت سید احمد رح کے افرادِ خاندان کی بے حد عزت کرتے تھے چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ سید صاحب کے خاندان کے بہت سے افراد ٹونک میں بس گئے تھے۔ سید صاحب کے قافلہ کی نسبت سے وہ پورا محلہ "قافلہ" اب تک کہلاتا ہے۔

نواب صاحب مرحوم نے سید صاحب کے خاندان کو جاگیروں وغیرہ سے بھی نوازا اور ان کی خدمت کرنے میں کسر اٹھا نہیں رکھی

اور امسودہ نہایت گندے خط میں لکھا ہوا ہے۔ کاغذ پرانا دیسی ہے۔ تحریر بھی کافی پرانی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ خط نواب صاحب کا ہی ہو واللہ اعلم

مصنف سیرت سید احمد شہیدؒ نے نواب وزیر الدولہ کی ایک تصنیف "وصایا وزیری" کا بھی ذکر کیا ہے۔ نواب وزیر الدولہ کے بعد ان کے بیٹے نواب محمد علی خاں ۱۲۸۱ھ میں مسند نشین ہوئے جن کو انگریزوں نے چند سال کے بعد ان کی جرأت مردانہ اور سپاہیانہ اور ان کے جوش و خروش کی پاداش میں معزول کر کے بنارس میں نظر بند کر دیا تھا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد ان کے بیٹے حافظ ابراہیم علی خاں مرحوم مسند نشین ہوئے جن کی عمر کافی ہوئی اسی لئے ان کی حکومت طویل رہی اور جن کے بیٹے نواب اسمٰعیل خاں اب گویا نواب ہیں۔ تمام ریاستوں کے ساتھ اس ریاست کا خاتمہ موجودہ نواب کے عہد میں ہوا

٩٥٤
۱۷۳

۶۲- کتابِ تواریخ و دوائر۔

سید آل محمد مارہروی سال تصنیف ۱۲۶۷ء- اوراق (۱۲۷)۔ تقطیع $5\frac{1}{2}'' \times 6\frac{1}{2}$

یہ بھی مجموعۂ تاریخ ہے جس کو کسی نے پرانی بیاضوں اور کتابوں سے نقل کر کے مرتب کیا ہے۔ ابتداء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت کی تواریخِ وفات کو لکھا ہے اس کے بعد دوسرے لوگوں کی تاریخیں ہیں ان میں بیشتر وہی لوگ ہیں جو ۱۳ ویں صدی ہجری کے ہیں اور تقریباً مولف یا مرتب کے معاصر ہیں۔ تاریخیں نظم اور دوائر دونوں میں ہیں کتاب کا کاغذ حنائی جدید ہے۔ خط نستعلیق اچھا ہے۔ کتاب کو کئی حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے ہر عنوان سرخی سے ہے سرورق پر کتاب کا نام وہی درج ہے جو اوپر لکھا ہوا ہے اور کتاب کے نام کے نیچے کاتب نے ۱۸۶۷ء لکھتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ تاریخی نام ہے۔

۹۵۴/۱۷۴

۶۳۔ مکاتیات علامی :۔ (ناقص)

مرتب شیخ عبد الصمد بن افضل محمد۔ سال ترتیب ۱۰۱۵ھ اوراق (۱۶) تقطیع ۴½″ × ۹″

مکاتیات علامی کے یہ چند منتشر اوراق کو بے سمجھے بوجھے مجلد کرا دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے علامی کے مکاتیبات کو تفصیلاً درج کیا جا چکا ہے۔ لہذا تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ ترقیمہ میں کاتب نے اس کے اوراق کی تعداد (۲۱۹) لکھی ہے اس میں سے یہ (۱۶) اوراق ہیں۔ خط قدیم مگر معمولی نستعلیق ہے۔ کوئی تاریخ کتابت نہیں ہے۔

۹۵۴/۱۷۵

۶۴۔ ایضاً۔ ایضاً۔ ایضاً۔ (دفتر اول)

اوراق (۶۸) تقطیع ۵½″ × ۸″

مکاتبات علامی کے دفتر اول کا یہ ایک مزید نسخہ ہے، جو بخط نستعلیق صاف لکھا ہوا ہے۔ صرف دیباچہ کا ایک ورق نہیں ہے شروع میں "انشار قماشش نثار" کے دیباچہ کا ورق مجلد کر دیا گیا ہے۔ آخر میں جداول تاریخ ولادت و وفات۔ عمر و مدفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ خلفاء راشدین و دوازدہ امام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین" لگا دئے گئے ہیں۔ جو مطبوعہ اوراق ہیں۔

ترقیمہ :۔

تمام شد۔ الحمد للہ مکاتبات حضرت [illegible]
شیخ ابو الفضل موسومہ بدفتر اول۔ خدا صاحب علی ولد
سید محبوب علی برائے خواندن برخوردار عابد علی باتمام رسید۔
...... ششم شہر رمضان شریف ۱۲۶۰ھ

۹۵۴
―――
۱۷۶

۶۵۔ انشاءِ معروف ۔ (ناقص الآخر)

مصنف محمد معروف ۔ اوراق (۱۰۵) تقطیع ۱/۲ ۴ " × ۸ "

یہ اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو مصنف نے دفعتاً فوقتاً اپنے دوستوں کو بھیجے چنانچہ اسی مناسبت سے مصنف نے اس مجموعہ کا نام :-

الانتخاب روضۃ الاحباب۔ صحف
مرسلہ الی الاصحاب۔

لکھتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مصنف یا مرتب کے یہ نجی خطوط ہیں۔

آغاز :-

بنام منشئی کوں رفت افتتاح سخن ہجوم حشر معانیست در صلاح سخن

اختتام :-

وتا لون گویان در تقاضہ اعمالے داشتند۔ بخدمت نوشتہ بود
کہ خطہ زمین معلوم نہ "فرصت محمد"؟۔ ورنج سبے حد حاصل
گشتہ ۔ باوجود جنگی نامہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

خطوط کے اقسام یہ ہیں :-

۱۔ خطوط دوستوں اور رشتہ داروں کے نام
۲۔ خطوط شاگردوں کے نام جن میں رشد و ہدایت ہے
۳۔ خطوط امرا اور اعیان مملکت کے نام جن میں دوستوں اور رشتہ داروں کے لئے سفارشیں کی گئی ہیں۔

خطوط زیر نظر میں نہ تاریخیں ہیں اور نہ ایسے اشارے ملتے ہیں جن سے اُن امراء اور اعیان دولت کا پتہ چل سکے جن کے نام خطوط ہیں۔ اگر یہ باتیں واضح ہو جاتیں تو خطوط تاریخی حیثیت سے کافی اہم ہو جاتے لیکن باوجود اس خامی کے اس سے انکار نہیں ہو سکتا ہے کہ خطوط سے مصنف کے زمانہ کے تمدن و تہذیب پر روشنی ضرور پڑتی ہے۔

باوجود "حدود" تلاشش اور جستجو کے خطوط نویس یا مرتب کا نہ پورا نام معلوم ہو سکا اور نہ حال و زمانہ جس سے خطوط کے متعلق صحیح رہبری ہوتی۔

Marfat.com

خط شکستہ آمیز ہے ۔ بوجہ ناقص الآخر ہونے کے کوئی ترقیمہ نہیں ہے ۔ اسی لئے کاتب کا نام اور سالِ کتابت کا بھی علم نہ ہو سکا۔

۹۵۸
۱۷۷

۶۶۔ دستور السیاق ۔

مصنف اودے لال (غالباً اُدے لال) سال تصنیف ۱۲۲۶ھ ۔ اوراق (۹۳) تقطیع $\frac{1}{2}$ ۶" × $\frac{3}{4}$ ۸" ۔

قدیم زمانہ میں مال گزاری اور زمین کی پیمائش کا جو طریقہ رائج تھا اس کو مصنف نے اس مختصر مجموعہ میں بیان کیا ہے ۔

آغاز :۔

سر نوشت پیشانی دفترِ دانش حمد دانائی (و) دوربینی است
کہ از زمین و آسمان ذرہ از حساب بیروں نیست

اختتام :۔

خود در اصلاحش پرداختہ عیب پوشی را کار فرمایند و
بایں وصلت ۔۔۔ یادگاری ہا مشکور احسان
فرمائید ۔ فرد نسخہ برحرف اختصاص (دیا) کردہ
تمام شد ۔

مصنف نے مختصر حمد کے بعد حساب دانی کے قاعدوں کو بتاتے ہوئے پہلے اپنا نام لکھا اس کے بعد اپنے ذوق و شوق حساب دانی کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے "مدھ پرکاش" کے مطالعہ کا ذکر اس طرح سے کیا

رفتہ رفتہ نسخہ کہ در عالم ہندی آں را "مدھ پرکاش"
می نامند بنظر در آمد

اس کتاب کو مصنف نے بہت مفید پاکر فارسی دانوں کے لئے جن کو ہندی کی مہارت نہیں تھی بقول خود

"ازہندی بہ فارسی ترجمہ نمود"

اور اس نے اس کا "دستور السیاق" نام رکھا

مصنف نے حسب تفصیل ذیل گیارہ مقامات اور ان کے تحت متعدد ابواب و فصول پر اپنی کتاب کو تقسیم کیا۔

Marfat.com

۱ - مقدمہ اوّل درکلیات (اس میں سات ابواب اور سات فصلیں ہیں جس میں حساب کے ابتدائی
مثلاً اکائی اور پہاڑہ وغیرہ کی تفصیلات ہیں۔

۲ - مقدمہ دوم در قوانین ملکی و مالی (اس میں نو ابواب (۲۰) فصلیں اور (۳۱) قسمیں وغیرہ ہیں۔
ان میں تمسکات و دستاویزات خصومت - قبالہ نویسی - دستورالعمل امانت
و فوجداری - دیوانی اور پیشکاری وغیرہ کی بہت اچھی تفصیلات ہیں

۳ - مقدمہ سوم درحساب زرگری (اس میں چار ابواب ہیں)

۴ - مقدمہ چہارم دربیان جواھرات (اس میں (۲) ابواب ہیں)

۵ - مقدمہ پنجم درحساب پارچہ (اس میں (۶) ابواب ہیں)

۶ - مقدمہ ششم ، درحساب چوب (اس میں چار ابواب ہیں)

۷ - مقدمہ ہفتم درحساب کنکر و چونہ (اس میں چار ابواب ہیں)

۸ - مقدمہ ہشتم درتنخواہ جاگیر و منصبدارانِ بادشاہی (اس میں چار ابواب ہیں)

۹ - مقدمہ نہم دردقائق و مشکلات (اس میں مصنف نے انار کے دانوں اور تربوز و لیموں کے شمار
کا بہترین طریقہ بتایا ہے جو بہت آسان ہے)

۱۰ - مقدمہ دہم در ربط نوشتن آدم (اس میں ان تمام اصطلاحات کو مصنف نے لکھا ہے جو آدمیوں
اور جانوروں کے لئے استعمال ہوتی ہیں - مثلاً ایک نفر آدمی - ایک راس بیل - ایک
زنجیر فیل وغیرہ وغیرہ)

۱۱ - مقدمہ یازدہم :- درخاتمۂ کلام
آخری مقدمہ میں مصنف نے اپنا نام لکھتے ہوئے اپنی سکونت قصبہ دریاباد سرکار لکھنؤ مضاف صوبۂ اخترنگر"
لکھ کر لکھا ہے کہ اس نے :-

"درہنگام معطلی وخانہ نشینی برائے نیاری نسخہ ہوش
افزائے کہ بدستور السیاق موسوم گردید"

اپنے عزیزوں اور متصدیوں کے لئے تھوڑے ہی زمانہ میں
بتاریخ یازدہم جمادی الثانی ۱۲۲۶ھ درعہد نواب

Marfat.com

[illegible]

[illegible] مختلف [illegible] مصنف [illegible]

[illegible] تصنیف [illegible]

[illegible] شکار [illegible] مختلف [illegible]

[illegible] مصنف [illegible]

[illegible] آخر میں [illegible]

۹۵۴/۱۲۸

۶۷۔ شکار نامہ۔

تصنیف سید عرب ہجی بخاری [illegible] تصنیف تقریباً [illegible]
مصنف نے یہ شکار نامہ شکاری پرندوں کے متعلق [illegible] شہنشاہ اکبر اعظم کے لئے لکھا ہے۔

آغاز۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اختتام:۔

از سر آنست کہ خود را استاد [illegible]
واز و بہتر نگرفتہ در خدمت [illegible]
ازیں عمر ہر چندی کند کارش [illegible]

مصنف نے بعد حمد و نعت و منقبت صحابہ۔ جس میں مصنف نے [illegible] نہایت خوش اسلوبی سے باقی رکھا ہے۔ پہلے اپنا اور اپنے وطن [illegible] کا نام لکھا اور اس کے بعد شہنشاہ اکبر اعظم کے دربار میں وابستگی کو لکھتے ہوئے [illegible] نامہ کی وجہ تالیف کے متعلق شہنشاہ کے کمال علم و فن دانی کو بیان کرکے لکھا ہے کہ:۔

ہم چناں در علم شکار وحش و طیر طریقہ استاد است
کہ ہیچ دقیقہ از دقائق ایں فن از دیدہ [illegible]

آں حضرت پوشیدہ نیست

اپنی فن دانی کی تفصیل لکھتے ہوئے شہنشاہ کی قدر دانی اور نوازشات کا ذکر کیا ہے اس کے بعد وجہ تالیف کے سلسلہ میں یہ لکھتے ہوئے کہ :-

آخر الامر جمعے از احبا ارشاد فرمودند کہ اگر در احوال
جانوران دنا بتعلق ہم و رقے چند نوشتہ شود کہ ہم
از راقم یادگارے دہم بجہت عالمیان ہوسناکان
صحیفۃ العلم شکاری باشد بغایت تحسین و پسندیدہ خواہد بود

اس وجہ سے مصنف نے بقول خود :-

بنا بر بیان واقعی و کافی احوال بسیارے از جانوران
ایں رسالہ راسمی "شکار نامہ" ساخت کہ ہیچ شکار طیور
بیروں از آں نہ باشد

اس کے بعد مصنف نے اپنے رسالہ کو حسب ذیل (۱۲) ابواب پر تقسیم کیا ہے

۱۔ **باب اوّل** :- در حقیقت و حرف شنقار وغیرہ

۲۔ **باب دوم** :- در احوال باز و باشہ و بے خود۔ و بے سرا

۳۔ **باب سوم** :- در صفت شاہین و شناختن رنگ او و کشادن او

۴۔ **باب چہارم** :- در حقیقت احوال بحری و ترمتازی وغیرہ

۵۔ **باب پنجم** :- در طریق تیار کردن چرخ

۶۔ **باب ششم** :- در صفت شاہباز

۷۔ **باب ہفتم** :- در شوق شنیدن شکار دیو باز بوم است کہ من او را دیو باز نام نہادہ ام۔
ترکاں او را "اسریغ خوش" ہم می گویند

۸۔ **باب ہشتم** :- در بیان ماسی خش

۹۔ **باب نہم** :- در آثار ظاہر ساختن عقاب

Marfat.com

۱۰۔ باب دہم :۔ در شرح امراض آں کہ بایں ہا عارض می شود

۱۱۔ باب یازدہم :۔ در اظہار عجائب وغرائب کہ ازیں ہا بوقوع آمدہ باشد

۱۲۔ باب دوازدہم :۔ در خاتمہ وانچہ بداں باشد

مصنف نے دیباچہ میں شہنشاہ اکبر اعظم کی فنون دانی کی تعریف کرتے ہوئے پرندوں کے شکار سے جو شہنشاہ کو بچپن سے دلچسپی تھی اس کے متعلق لکھا ہے کہ :۔

وایں نسبت از مبادی صغر سن شریفش تا ایام
خجستہ فرجام شباب غلوے تمام داشت دریں ولا
کہ سنین عمر گرامی او در اوسط اربعین (۴۸) وخمسین (۵۰) است

(وغیرہ)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف نے اس کتاب کو سنہ ۹۸۹ھ اور سنہ ۹۹۹ھ کے درمیان میں تصنیف کیا اسی لئے سال تصنیف میں نے تقریباً سنہ ۹۹۴ھ لکھدیا

رسالہ کافی شرح و مبسوط ہے جس کو مصنف نے چند تاریخی و دلچسپ واقعات سے مزین کرکے اور زیادہ دلچسپ کردیا ہے۔

جتنے کٹلاگ اس وقت تک میری نظر سے گزرے ہیں ان میں یہ رسالہ نہیں ہے "شکارنامہ" اور "بازنامہ" وغیرہ مختلف کٹلاگ اور فہرستوں میں درج ہیں اور طبع بھی ہوچکے ہیں مگر یہ شکارنامہ دوسرا ہی ہے رسالہ کا خط معمولی شکستہ آمیز ہے۔ کاتب بد املا ہے کیونکہ املا کہیں کہیں غلط ہے جلد بندی میں بعض اوراق مقدم و موخر کردئے گئے ہیں جن پر میں نے نمبر ڈال دئے ہیں۔

ترقیمہ :۔

تحریر تاریخ پانزدھم ماہ محرم الحرام روز دوشنبہ
بوقت چہار گھڑی روز نی ماندہ بمقام حضرت
شاہ مرداں بر مکان پیر کلو خادم درگاہ دستخط
عرفان علی وحال ساکن قصبہ میرٹھ ... یافت
در سنہ ۱۲۵۲ھ

ترقیمہ کے آخر میں آتشک کا ایک نسخہ بھی کاتب نے لکھدیا ہے۔

Marfat.com

ضمیمہ فہرست

٢٩٧،٧ / ١٧٩

٦٧۔ کیمیائے سعادت۔ (ہر چہار رکن۔ ناقص الآخر)

مصنف حضرت امام غزالیؒ۔ تصنیف قبل ۵۰۵ھ (مطابق ۱۱۱۱ء۔ تعداد اوراق (۵۰۶)
کیمیائے سعادت کا یہ ایک حد تک مکمل نسخہ ہے۔ اس میں چاروں ارکان علیحدہ علیحدہ ہیں۔ رکن
چہارم کے آخر کے اوراق نہیں ہیں۔ یہ دوسرا نسخہ ہے۔ پہلا "دو رکنی" ناقص نسخہ ہے جو اس سے
قبل ٢٩٧،٧/٨٥ پر درج کیا جاچکا ہے۔

آغاز:۔

شکر سپاس فراوا نے بعدد ستارۂ آسمان
و قطرۂ باران و برگ درختاں و ریگ
بیاباں و ذرہ ہائے زمین و آسمان مرآں خدائے
را کہ یگانگی صفت اوست

اختتام:۔

بلکہ زمین وچیز دریائے محیط است

اس نسخہ کا خط نستعلیق خفی ہے۔ صرف جداول مطلا و مذہب ہیں۔ پیشانی سادہ ہے۔
خط کافی قدیم معلوم ہوتا ہے آخر میں کوئی ترقیمہ نہیں ہے اس لئے سالِ کتابت نہ معلوم ہوسکا۔
سابقہ نسخہ قدیم تر مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ دونوں نسخوں کے مقابلہ کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ بیشتر
جگہوں پر دونوں کی عبارتوں و نیز عنوانات کے الفاظ اور جملوں میں کافی فرق ہے بظاہر یہ قیاس
کیا جاسکتا ہے کہ سابقہ نسخہ کی عبارتیں صحت سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ کتابت کافی قدیم ہے
واللہ اعلم۔

٢٩٧،٧ / ١٨٠

٦٨۔ شرح مخزن اسرار۔ (ناقص الآخر)

مصنف مولانا عبد العزیز بن مولانا فخر الدین جونپوریؒ۔ اوراق (٦٧)
شرح مخزن اسرار کا یہ تیسرا نسخہ ہے۔ دو نسخہ جات جن کے شارحین دو مختلف حضرات ہیں۔
٢٩٧،٧/٦٤ و ٢٩٧،٧/٦٦ پر تفصیلاً درج کئے جاچکے ہیں۔

Marfat.com

آغاز :-

دیباچہ نگارش منشور آفرینش راثنائیست بر ہر ورق
از اوراق کائنات نگاشتہ . . . . .

اختتام :-

او عزیمت حج کرد (۵) وبخراسان آمد وازاں روبتافت
دریں باب درحدیقہ می گوید . . . . .

مصنف نے بعد حمد ونعت ومنقبت دیباچہ میں اپنا نام لکھتے ہوئے وجہ تالیف کے سلسلہ میں ایک طویل معذرت لکھی اور اس کے بعد یہ لکھتے ہوئے :-

دریں مطلب استخارہ نمودم چوں ازاں روح
مصفا شادر تے دریافتم بہ تحریر عبارت متوجہ
شدم .

شرح کو شروع کردیا ۔ شرح کافی مبسوط اور دلچسپ ہے ۔ ناقص الآخر ہونے کی وجہ سے کوئی ترقیمہ نہیں ہے خط معمولی شکست آمیز ہے

۲۹۷۱۷ / ۱۸۱

۶۹ ۔ لطائف الحدائق فی دقائق النفائس ۔

مصنف شیخ عبداللطیف بن عبد اللہ العباسی سمرقندی ۔ سال تصنیف سنہ ۱۱۴۲ھ ۔ اوراق (۲۸۲) ۔ تقطیع ۱/۲ ۵" × ۸"

یہ حکیم سنائی کی مشہور مثنوی حدیقۃ الحقیقہ کی شرح ہے ۔ مصنف نے مثنوی مولانا روم کی بھی شرح (ہر شش دفتر) لکھی ہے جو تفصیلاً ع ۶۶ پر درج کردی گئی ہے ۔

آغاز :-

ایں گلدستہ ایست از ریاحین حدیقہ سخنوری
وہوشمندی ومجموعہ ایست از لطائف نسخ زرنگ
افزائی ودانش پژدھی

Marfat.com

اختتام :-

گفت حق سبحانہ التعالیٰ در کلام مجید در سپارۂ
"قال فما خطبکم" در سورہ "رحمٰن" آفتاب و
ماہ می روند بحسبانے معلوم یعنی حق سبحانہ تعالیٰ
مقرر فرمودند ۔

مصنف نے بعد حمد و نعت دیباچہ میں اس شرح کی معنوی خوبی کو لکھتے ہوئے اس کا نام :-

" لطائف الحدائق من دقائق النفائس

لکھتے ہوئے تاریخ تصنیف و تکمیل کو اس طرح سے ظاہر کیا ہے :-

چوں ابتدا در ہزار و چہل شدہ و تصحیح و مقابلہ من
جمیع الوجوہ فراغ در ہزار و چہل و دو حاصل آمدہ

گویا مصنف نے ١٠٤٠ھ میں شروع کر کے ١٠٤٢ھ میں اس کو ہر حیثیت سے مکمل کر دیا اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ شرح مثنوی کی شرح سے پہلے لکھی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ مصنف نے حسب ذیل قطعہ میں حدیقہ کی شرح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تاریخ تصنیف کا بھی اخراج کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں :-

شرح بر مثنوی چو ساماں کرد — مشکلات حدیقہ آساں کرد
سال تاریخ چوں فراز آمد — "شرح ابیات جاں نواز" آمد

حدیقۃ الحقیقۃ کی یہ کافی مبسوط شرح ہے جس میں شارح نے خاص طور پر مثنوی مولانا روم کی شرح کے انداز پر ان آیات قرآنی اور احادیث نبوی کی توضیح اور تشریح کی جن کی طرف حکیم سنائی رح نے اپنی مثنوی میں جگہ جگہ اشارہ فرمایا ہے ۔

شرح کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ شارح میں نہ صرف تبحر علمی تھا بلکہ وہ بلند پایہ صوفی بھی تھے ۔ کیونکہ غیر متصوف کے قلم سے ایسی بلند پایہ شرح کا امکان کم ہے ۔ شارح نے یہ بالکل صحیح فرمایا ہے کہ :- ع

" مشکلات حدیقہ آساں کرد "

شارح کے متعلق مجمل طور پر ۔ جہاں تک معلومات یا حوالجات نے رہبری کی ۔ ص ٢٩٧/٧٧ / ٦٦ میں تفصیلات دے دی گئی ہیں ۔

زیر نظر شرح کو دس ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر باب کو فصول پر ۔ بخوف طوالت ان

Marfat.com

ان کی تفصیلات سے گریز کیا گیا۔
دیباچہ کے پہلے صفحہ کے بعد کا دوسرا ورق نہیں ہے۔ جس میں باب اول سے لے کر باب چہارم کے عنوانات معہ تعداد فصول درج ہیں۔ تیسرے ورق پر:۔

"باب الخامس فی صفۃ النفس"

سے آخر تک معہ فصول متعلقہ عنوانات دئے ہیں
کاتب کم سواد معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے اکثر جگہ املا کی غلطیاں کی ہیں اس کے علاوہ خط بھی یکساں نہیں ہے۔ کہیں نستعلیق ہے تو کہیں شکست آمیز

۹۲۰ / ۱۸۲

۸۱۔ مدارج النبوت و درجات الفتوۃ (ناقص الآخر) جلد اول

مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح نصف قبل ۱۰۵۰ھ

مصنف نے بعد حمد و نعت اپنا اور اپنی تصنیف کا نام لکھتے ہوئے وجہ تالیف کے سلسلہ میں اپنے ذوق و محبت رسول اللہ صلعم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

التماس فرزند عزیز نور دیدہ دانش و بینش نورالحق
۔۔۔۔ موکد و موید آں می شد

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت شیخ محدث دہلوی رح کی وہ بلند پایہ تصنیف ہے جس میں اسناد احادیث کا خاص طور پر حضرت ممدوح رح نے لحاظ رکھا ہے۔

آغاز:۔

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل
شيئ عليم۔

اختتام:۔

وصل بدانکہ بود عمامۂ شریف آں حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بسیار بزرگ و گراں کہ از اول بر سر
مبارک بارے بود۔۔۔۔

مصنف نے بعد حمد، نعت و منقبت اپنا اور اپنی تصنیف کا حال لکھتے ہوئے وجہ تالیف کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ سالہا سال سے "شوق جانی و ذوق ایمانی" یہ تھا کہ سیرت پاک متضمن بشرح احادیث

Marfat.com

کو ترتیب دیا جائے کہ اسی عرصہ میں حضرت ممدوح رحؒ کے فرزند حضرت شیخ نور الحق رحؒ نے اس کی تصنیف کے لئے التماس کیا لہذا شیخ ممدوح رحؒ نے یہ کتاب لکھ کر اس کو حسب ذیل پانچ قسموں اور ایک تکملہ پر تقسیم کیا ہے۔

۱۔ قسم اول :۔ در فضائل و کمالات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس میں گیارہ باب ہیں)

۲۔ قسم دوم :۔ در ذکر نسب شریف و حمل و ولادت و رضاع آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اس میں چار باب ہیں)

۳۔ قسم سوم :۔ در ذکر وقائع سنوات کہ از ابتدائے ہجرت تا مبادی مرض وفات وقوع یافتہ (اس میں دس باب ہیں)

۴۔ قسم چہارم :۔ در ذکر حدوث مرض و امتداد آں و ذکر غسل تکفین و نماز و دفن وغیر ذالک۔ (اس میں تین باب ہیں)

۵۔ قسم پنجم :۔ در ذکر اولاد طاہرہ و ازواج مطہرہ (اس میں گیارہ باب ہیں)

۶۔ تکملہ :۔ در بیان بعضے مدارج النبوۃ از صفات کاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مدارج النبوۃ کی یہ پہلی جلد ہے۔ جس کے آخر کے چند اوراق نہیں ہیں۔ اس میں صرف قسم اوّل کا بیان ہے جس میں گیارہ باب ہیں۔ اور اسی "قسم اول" کے "گیارھویں باب" کو مصنف نے حسب تفصیل ذیل دس (۱۰) "فصلوں" پر تقسیم کیا ہے :۔

۱۔ در مدح لحم (اللحم سید الطعام اہل الجنۃ)

۲۔ در بیان طریق اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (اکل می کرد بسہ انگشت۔ ابہام سبابہ و وسطی (رواہ الترمذی)

۳۔ در شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بہ تحقیق دوست می داشتے آب شیریں و سرد را

۴۔ در لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (عادت شریف در لباس توسع و ترک تکلف می بود

۵۔ در بیان عمامہ شریف (بود عمامہ شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار بزرگ و گراں کہ ازاں بر سر مبارک بارے بود۔

۶۔ در بیان خاتم (از جملہ لباس شریف خاتم بود کہ می پوشید

۷۔ در بیان نعل مبارک (نعل چیزے را گویند کہ بپوشند بآں قدم را

Marfat.com

۸۔ دربیان فراش مبارک۔ (کہ اکثر از پوست خرما بود)
۹۔ دربیان نکاح و فوائد آں۔
۱۰۔ دربیان نوم مبارک۔

زیر نظر نسخہ میں مندرجہ بالا چار "وصل" اور پانچویں وصل کی ایک سطر ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کے بعد کے چھ "وصل" نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے یہ جلد اول ناقص ہے۔

اس کی دونوں جلدیں آج سے ایکسو دس سال قبل (یعنی ۱۲۶۹ھ و ۱۲۷۰ھ میں) سب سے پہلے دہلی کے "فخر المطابع" میں طبع ہو چکی ہیں۔ یہ مطبع دہلی محلہ بلیماران میں میرے عزیز ترین دوست محترم میر انوار احمد صاحب مرحوم کے والد بزرگوار میر فخر الدین مرحوم نے اپنے نام پر قائم کیا تھا۔ اور اس کا منیجر یا مہتمم اپنے نوجوان بھتیجے اور داماد حکیم حافظ سید نیاز احمد صاحب مرحوم کو کیا تھا۔ حافظ صاحب مرحوم سے مجھے اس وقت نیاز حاصل ہوا تھا جب آج سے کم و بیش ۳۹ سال قبل میں حکیم مسیح الملک محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کا سکریٹری تھا مجھ پر مرحوم بزرگانہ شفقت فرمایا کرتے تھے اس وقت اس سے بہت پہلے یہ مطبع ختم ہو چکا تھا۔ اس کے بعد یہ کتاب نہ صرف دوسرے مطابع میں چھپی بلکہ اس کا اردو ترجمہ بھی دو جلدوں میں شائع اور طبع ہوا۔

آخر میں۔ ناقص ہونے کی وجہ سے چونکہ کوئی ترقیمہ نہیں ہے اس لئے نہ کاتب کے نام کا پتہ چلا اور نہ سال کتابت معلوم ہو سکا۔

تمت

Marfat.com

فہرست اسمائے مصنفین و مرتبین باعتبار حروف تہجی بقید صفحات

الف

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
۱ -	ابراہیم محمد شیخ بخاری	۶۷
۲ -	ابراہیم معصوم شیخ	۵۷
۳ -	ابوالفضل علامی شیخ	۱۶۹
۴ -	احرار خواجہ عبید اللہ رح	۳۶
۵ -	احمد بن محمد علی اصفہانی بہبہانی	۱۶۰
۶ -	اکرام الدین مولانا دہلوی رح	۱۲۵
۷ -	آل محمد سید مارہروی	۲۴۲
۸ -	امان اللہ حسینی سبزواری	۱۵۸، ۱۸۷
۹ -	امین رازی محمد	۱۷۶
۱۰ -	اودے لال	۲۴۵
۱۱ -	اورنگ زیب عالمگیر شاہنشاہ رح	۲۰۷
	ب	
۱ -	باقر میر محمد مجلسی	۱۱۹
۲ -	بدر الدین - ملا بن شیخ ابراہیم سرہندی رح	۷۳
۳ -	برہمن چندر بھان منشی	۱۹۳ - ۱۹۰ - ۱۵
	پ	
۱ -	پارسا خواجہ محمد بن محمد رح	۷۵ و ۷۷
۲ -	پیر محمد رح	۲۳ - ۲۵ - ۲۶
	ت	
۱ -	الترانی مہدی بن ابی ذر	۱۲۳
۲ -	تولک بن توکل بیگ	۱۸۷ - ۱۸۹ - ۱۹۰

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
	ج	
۱ -	جامی مولانا نورالدین عبد الرحمٰن رح	۴-۹۳-۱۱۴-۱۱۹-۱۲۵-۱۳۶-۱۳۷-۱۳۸-۱۳۹
۲ -	جعفر علی ابراہیم	۱۵۰
۳ -	جمالی شیخ فضل اللہ	۵
۴ -	جہانگیر شاہنشاہ	۱۷۹
	چ	
۱ -	چیت من رائے	۲۱۵
۲ -	چرخی مولانا یعقوب رح	۲۹-۳۱
۳ -	چیتر ل رائے	۲۱۸
	ح	
۱ -	حبیب اللہ شیخ رح	۵
۲ -	حکیم یوسف رح	۲-۳
۳ -	حمید الدین ناگوری قاضی رح	۱۳
	خ	
۱ -	خواجہ جہاں محمود گاواں	۱۶۵
	د	
۱ -	دارا شکوہ شاہزادہ رح	۱۸۵

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
۲ -	دولت شاہ بن علاؤ الدولہ	۱۴۹
	ر	
۱ -	رشید الدین فضل اللہ بن ابی الخیر رح	۸۷
۲ -	رفعت اللہ شاہ الحسینی الواسطی رح	۱۲۳
۳ -	رکن الدین حسین شیخ بن علیم بن ابی الحسن الحسینی غورکی الملقب بہ میر فخر السعادہ	۷۰
	س	
۱ -	سرخوش مرزا محمد افضل	۱۵۳
۲ -	سیاہ پوش احمد علی علوی نبیرہ سید نورالدین مبارک غزنوی رح	۸۳
۳ -	سید احمد بریلوی شہید رح	۵۰
۴ -	سید عبد الوہاب بخاری رح	۱۵۷
	ش	
۱ -	شجاع الدین مولانا حافظ عبید اللہ الحسینی رح	۲۷
۲ -	شرف الدین حسین شیخ علوی حنفی	۱۰۸
۳ -	شمس الدین مولانا	۱۱۱

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
	ص	
١ -	صاحب عالم سید مارہروی رح	٢٣٢
٢ -	صالح محمد شیخ کنبوہ	١٩٤-١٩٦-١٩٧
٣ -	صفی علی بن الحسین الواعظ الکاشفی	١٣٢
	ض	
١ -	ضیاء اللہ سید بلگرامی رح	٢٠٥
	ط	
١ -	طغرا ملا مشہدی	١٩٨
	ع	
١ -	عاقل خان رازی میرزا عسکری	٢٠٢
٢ -	عبد الجلیل صدر الدین شیخ رح	٩٦
٣ -	عبد الحق شیخ محدث دہلوی	٥٢-١٤٣-٢٥٣
٤ -	عبد الرحمن الحسینی شیخ رح	٦٣
٥ -	عبد السلام خواجہ بن شیخ کبیر	٣٧
٦ -	عبد الصمد بن افضل محمد	١٦٩-١٧١ ١٧٢-١٧٣ ٢٤٣

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
٧ -	عبد العزیز بن مولانا فخر الدین جونپوری رح	٢٥٠
٨ -	عبد العزیز شاہ محدث دہلوی رح	٩٠-١٠٦
٩ -	عبد الغفار مولانا محمد رح	٦٦
١٠ -	عبد اللطیف بن العباس شیخ رح	١٠٠-٢٥١
١١ -	عطاء اللہ بن فضل اللہ شیخ جمال اللہ الحسینی رح	١٠٩-١١٢
١٢ -	عفیف نور کاشانی رح	١١٦-١١٨
١٣ -	علی اکبر	٢٢١
١٤ -	علی حزین شیخ رح	١٦٢
١٥ -	عیسی شیخ جند اللہ	٥٥
	غ	
١ -	غجدوانی عبد الخالق رح	١٨
٢ -	غزالی حجۃ الاسلام ابو حامد امام رح	٦٥-٢٥٠
٣ -	غلام علی میر آزاد رح	١٥٤-١٥٥-١٥٧
٤ -	غیاث شیخ ابن ہمام خواندمیر	١٠٢-١٠٥
	ف	
١ -	فتح محمد شیخ بن عین العرفاء	٢٢
٢ -	فرید شکر گنج مسعود رح	٦٩
٣ -	فیض بخش مولوی کاکوروی رح	٢٢٥

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
	ک	
۱-	کمال الدین شیخ ابو الفیض محمد احسان	۷۷-۸۰
	گ	
۱-	گدا سید یوسف حسینیؒ	۴۸
۲-	گلبدن بیگم	۱۶۷
	م	
۱-	مادھو رام	۲۱۳-۲۱۴-۲۱۵
۲-	محمد اعظم لکھنوی	۱۷۴
۳-	محمد سعد	۱۷۴
۴-	محمد شریف معتمد خاں	۱۸۱-۱۸۲-۱۸۳-۱۹۹
۵-	محمد ماہ سید	۲۱
۶-	محمد معروف	۲۲۴
۷-	مخلص راجہ انند رام	۱۶۴
۸-	مسعود رح	۳۹
۹-	مسکین معین الدین مولانا بن محمد امین الفراہیؒ	۱۱۴
۱۰-	مظفر علی مولانا عرف عبد اللہ شاہ رح	۵۱
۱۱-	ملوک چند بن مرلی دھر	۱۹۹
۱۲-	مودت میاں بریلوی	۱۲۷

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
۱۳-	مولا بخش مولانا رح	۵۰
۱۴-	مؤید الجندی شیخ	۶۲
۱۵-	میر تقی میر رح	۱۵۹
۱۶-	میر خواند محمد بن خاوند شاہ	۱۰۲
۱۷-	میر خورد سید محمد بن مبارک	۱۲۹
۱۸-	میر عبد الجلیل علامہ بلگرامی	۲۰۵
	ن	
۱-	نظام الدین شیخ العمری تھانیسری	۱۳
۲-	نور الدین بن تقی الدین شیخ	۱۴۷
۳-	نور الدین نعمت خان عالی	۲۰۷، ۲۰۹-۲۱۰، ۲۱۱-۲۱۲
۴-	نور اللہ بن عزیز شیخ محمد الحسنی الحسینی	۱۳
	ہ	
۱-	ہجویری شیخ ابو الحسن علی رح	۷۱
۲-	[illegible]	۱۸۴-۱۸۳
	و	
۱-	وزیر الدولہ نواب ٹونک	۲۴۰

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ	نمبر سلسلہ	نام مصنف	صفحہ
٢-	ولی اللہ شاہ محمد دہلوی رح	١٢١	٢-	یحیی شیخ محمد لاہیجی نور بخشی رح	٥٦
	ی				
١	یحیی شرف الدین شیخ منیری رح	٦١			

Marfat.com

اسمائے کتب فارسی مندرجہ تذکرہ "جواہر زواہر" جلد اول جواہر میوزیم اٹاوہ - بہ ترتیب حروف تہجی بہ قید نمبر کتاب و صفحات

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر فن و کتاب	صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
		الف		
۱-	اخبار الاخیار فی اسرار الابرار	۹۲۰/۹۸ ۲۷	۱۴۳	
۲-	اسرار العالیہ فی مناقب الوالیہ	۲۹۷ ۴۶	۶۶	
۳-	اسعد الاخبار تذکرۂ سید الابرار	۹۲۰/۸۸ ۱۷	۱۲۷	
۴-	اسولہ و اجوبہ رشیدی	۲۹۷/۷ ۵۸	۸۷	
۵-	اقبال نامہ جہانگیری	۹۵۴/۱۲۹ ۱۸	۱۸۱	
۶-	اقبال نامہ جہانگیری (ناقص الآخر)	۹۵۴/۱۳۰ ۱۹	۱۸۲	
۷-	اقبال نامہ جہانگیری (ناقص الآخر)	۹۵۴/۱۳۱ ۲۰	۱۸۳	
۸-	اقبال نامہ جہانگیری (ناقص الطرفین)	۹۵۴/۱۳۲ ۲۱	۱۸۳	
۹-	اقوال و نکات بزرگان سلف	۲۹۷/۷ ۱۳	۱۷	
۱۰-	انشائے جامیؒ (حصہ اول)	۲۹۷/۷ ۶۰	۹۳	
۱۱-	انشائے جامی (حصہ دوم)	۲۹۷/۷ ۶۱	۹۴	
۱۲-	انشائے رسوا الٰہی (ناقص الآخر)	۹۵۴/۱۵۰ ۳۹	۲۰۵	
۱۳-	انشائے راجہ لچھمی نرائن	۹۵۴/۱۴۰ ۵۴	۲۲۵	
۱۴-	انشائے معروف	۹۵۴/۱۷۶ ۶۰	۲۴۴	
۱۵	انشائے ہرکرن (ناقص الاول)	۹۵۴/۱۳۳ ۲۴	۱۸۳	

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام کتاب	نمبر فن / نمبر ترتیب	صفحہ	کیفیت
١	٢	٣	٤	٥
١٦	انشاء سرکن (ناقص الآخر)	٩٥٤/١٣٣ ٢٣	١٨٤	
١٧	انوار الرحمن لتنویر الجنان	٩٢٠/١٠٠ ٢٩	١٤٧	
١٨	نور الحکمت	٢٩٧/٧ ٢	٢	
١٩	” ”	٢٩٧/٧ ٣	٣	
	ب			
٢٠	بدائع و وقائع	٩٢٠/١١١ ٤٠	١٦٤	
٢١	برہان العاشقین	٢٩٧/٧ ١٧	٢٣	
٢٢	بیاض تواریخ	٩٥٤/١٧١ ٦٠	٢٣٩	
	ت			
٢٣	تاریخ اسلام (ناقص الطرفین)	٩٠٠/٧٠ ٤	١٠٥	
٢٤	تاریخ تاج محل	٩٥٤/١٦٩ ٥٨	٢٣٦	
٢٥	تاریخ تاج محل	٩٥٤/١٧٠ ٥٩	٢٣٨	
٢٦	تحفۃ الصلوٰۃ (منظوم)	٢٩٧/٧ ٣٤	٤٨	
٢٧	تحفۃ الموحدین	٩٥٤/١٦٧ ٥٦	٢٣٢	
٢٨	تذکرہ ائمہ	٩٢٠/٨٣ ١٢	١١٩	
٢٩	تذکرہ بے نظیر	٩٢٠/١٠٧ ٣٦	١٥٧	
٣٠	تذکرہ حضرت مخدوم شیخ حمزہ کشمیری (ناقص الطرفین)	٩٢٠/٩٧ ٢٦	١٣٩	
٣١	تذکرہ شعراء (دولت شاہ) (ناقص الطرفین)	٩٢٠/١٠١ ٣٠	١٤٩	
٣٢	تذکرۃ الشعراء (ناقص الآخر)	٩٢٠/١٠٢ ٣١	١٥٠	
٣٣	تذکرۃ الاحوال (علی حزیں)	٩٢٠/١١٠ ٣٩	١٦٢	
٣٤	تذکرہ عابدہ صاحبہ	٢٩٧/٧ ٤٧	٦٧	

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام کتاب	نمبر فن و کتاب	صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۳۵-	تذکرہ میر تقی میر	۹۲۰/۱۰۸ / ۳۷	۱۵۹	
۳۶-	ترک جہانگیری معہ مقدمہ ہادی (ناقص الطرفین)	۹۵۴ / ۱۲۸ / ۱۷	۱۷۹	
۳۷-	تصنیف الملوک (ناقص الآخر)	۹۵۴ / ۱۲۸ / ۳۷	۱۹۹	
۳۸-	تنبیہ الغافلین	۲۹۷۷۷ / ۳۵	۵۰	
	ج			
۳۹-	جنگ نامہ (اعظم شاہ و معظم شاہ)	۹۵۴ / ۱۵۲ / ۴۱	۲۰۷	
۴۰-	" "	۹۵۴ / ۱۵۳ / ۴۲	۲۰۹	
۴۱-	جہاں نما (ناقص الآخر)	۹۵۴ / ۱۶۴ / ۵۳	۲۲۰	
	چ			
۴۲-	چند مختصرات	۹۵۴/۱۶۲ / ۵۱	۲۱۸	

نمبر سلسلہ	نام کتاب	نمبر فن و کتاب	صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۴۳-	چہار گلشن (و مکتوبات)	۹۵۴ / ۱۶۱ / ۵۰	۲۱۵	
	ح			
۴۴-	حسن عشق (رفعت خاں عالی)	۹۵۴ / ۱۵۷ / ۴۶	۲۱۲	
۴۵-	حضرات القدس (دفتر دوم)	۲۹۷۷۷ / ۵۱	۷۳	
۴۶-	حقیقت حنفہ	۲۹۷۷۷ / ۳۰	۴۳	
	خ			
۴۷-	خزانہ عامرہ	۹۲۰/۱۰۴ / ۳۳	۱۵۴	
۴۸-	خلاصۃ الانشا [illegible]	[illegible]	۱۰۲	
۴۹-	خلاصۃ [illegible] (احوال [illegible] ناقص الطرفین)	۹۰۷۶۹ / ۳	۱۰۵	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر مخزن	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
		د		
۵۰-	درجات خمس	۲۹۷،۷ / ۱۸	۲۴	
۵۱-	دستور السیاق	۹۵۴/۱۷۷ / ۶۶	۲۴۵	
۵۲-	دلکشا شمشیر خانی	۹۵۴/۱۳۷ / ۲۶	۱۸۷	
۵۳	" "	۹۵۴/۱۳۸ / ۲۷	۱۸۹	
۵۴	" "	۹۵۴/۱۳۹ / ۲۸	۱۹۰	
۵۵-	دیباچہ اکبرنامہ (ناقص الآخر)	۹۵۴/۱۱۴ / ۳	۱۶۹	
۵۶	دیباچہ خلاصۃ الاسرار	۲۹۷،۷ / ۱۰	۱۳	
۵۷-	دیوان لسپند	۹۵۴/۱۶۳ / ۵۲	۲۱۸	
		ر		
۵۸	رسالہ احسانیہ	۲۹۷،۷ / ۳۲	۴۶	
۵۹	رسالہ انسیہ (ملفوظات خواجہ	۲۹۷،۷ / ۲۲	۳۱	

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر مخزن	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۶۰-	بہاء الدین نقشبند رح رسالہ تصوف (منظوم)	۲۹۷،۷ / ۵۷	۸۶	
۶۱-	" " (نامعلوم الاسم) مصنفہ مولانا یعقوب چرخی رح	۲۹۷،۷ / ۲۱	۲۹	
۶۲-	" " (")	۲۹۷،۷ / ۲۳	۳۳	
۶۳-	رسالہ تفسیر علم سلوک	۲۹۷،۷ / ۳۷	۵۱	
۶۴-	رسالہ تکمیل العرفان	۲۹۷،۷ / ۱۵	۲۱	
۶۵-	رسالہ سماع	۲۹۷،۷ / ۲۰	۲۷	
۶۶-	رسالہ عالم صغیر و کبیر	۲۹۷،۷ / ۲۴	۳۴	
۶۷	رسالہ علم سلوک و اذکار	۲۹۷،۷ / ۶۳	۹۶	
۶۸-	رسالہ نور وحدت	۲۹۷،۷ / ۳۳	۴۸	
۶۹-	رسالہ وحدت (شرح بیت)	۲۹۷،۷ / ۳۱	۴۶	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر کتاب	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۷۰	رشحات (وصیت حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی)	۲۹۷/۷ ۱۴	۱۸	
۷۱	رشحات عین الحیاۃ	۹۲۰/۹۰ ۱۹	۱۳۲	
۷۲	رقعات امان اللہ حسینی	۹۵۴/۱۳۵ ۲۴	۱۸۵	
۷۳	" "	۹۵۴/[illegible] ۲۵	۱۸۷	
۷۴	رقعات عالمگیری	۹۵۴/۱۵۱ ۴۰	۲۰۶	
۷۵	روضات	۲۹۷/۷ ۳۸	۵۲	
۷۶	روضۃ الاحباب (دفتر اول)	۹۲۰/۴۳ ۲	۱۰۹	
۷۷	روضۃ الاحباب (دفتر دوم)	۹۲۰/۷۴ ۳	۱۱۲	
۷۸	روضۃ الاحباب (دفتر سوم)	۹۲۰/۷۵ ۴	۱۱۴ / ۱۱۳	
۷۹	روضۃ الاحباب (دفتر دوم)	۹۲۰/۷۶ ۵	۱۱۳	
۸۰	روضۃ الاحباب (دفتر سوم)	۹۲۰/۷۷ ۶	۱۱۳	
۸۱	روضۃ الاحباب (دفتر اول)	۹۲۰/۷۸ ۷	۱۱۴	
۸۲	روضۃ الصفا (جلد پنجم) ناقص الآخر	۹۰۰/۶۷ ۱	۱۰۲	
۸۳	روضۃ القیومیہ (ناقص الآخر)	۲۹۷/۷ ۵۵	۸۰	
۸۴	ریاض الانشاء	۹۵۴/۱۱۲ ۱	۱۶۵	
	س			
۸۵	سر دار الحزن فی ترجمۃ نور العیون	۹۲۰/۸۴ ۱۳	۱۲۱	
۸۶	سراج النجات (ناقص الطرفین)	۲۹۷/۷ ۵۶	۸۳	
۸۷	سعادت الکونین فی فضائل الحسنین	۹۲۰/۸۷ ۱۶	۱۲۵	
۸۸	سفینۃ الاولیاء	۹۲۰/۹۹ ۲۸	۱۴۵	
۸۹	سلسلۃ الاسلام	۲۹۷/۷ ۴۱	۵۷	
۹۰	سیر الاولیاء فی محبۃ [illegible] جل و علا	۹۲۰/۸۹ ۱۸	۱۲۹	
	ش			
۹۱	شرح تحقق العرش	۲۹۷/۷ ۲۷	۲۷	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر کتاب	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۹۲	شرح گلشن راز	۲۹۷۷/۷ / ۴۰	۵۶	
۹۳	شرح فصوص الحکم	۲۹۷۷/۷ / ۴۳	۶۲	
۹۴	شرح مخزن الاسرار	۲۹۷۷/۷ / ۴۶	۹۸	
۹۵	" "	۲۹۷۷/۷ / ۶۵	۹۹	
۹۶	" "	۲۹۷۷/۷ / ۱۷۹	۲۵۰	یہ نسخہ ضمیمہ نمبر بیست میں مندرج ہے
۹۷	شرح مکاتبات علامی (ہر دو دفتر)	۹۵۴/۱۲۶ / ۱۵	۱۷۴	
۹۸	شکارنامہ	۹۵۴/۱۷۸ / ۶۷	۲۴۷	
۹۹	شہادت نامہ	۹۰۰/۷۱ / ۵	۱۰۶	
	ض			
۱۰۰	ضمیمہ تنبیہ الغافلین	۲۹۷۷/۷ / ۳۶	۵۰	
	ع			
۱۰۱	عالمگیرنامہ			

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر کتاب	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
	دیا اورنگ نامہ	۹۰۴/۱۴۹ / ۳۸	۲۰۲	
۱۰۲	عمل صالح	۹۵۴/۱۴۲ / ۳۱	۱۹۴	
۱۰۳	" "	۹۵۴/۱۴۳ / ۳۲	۱۹۶	
۱۰۴	" " (جلد اول)	۹۵۴/۱۴۴ / ۳۳	۱۹۷	
۱۰۵	عمل صالح جلد دوم	۹۵۴/۱۴۵ / ۳۴	۱۹۷	
۱۰۶	عمل صالح جلد سوم	۹۵۴/۱۴۶ / ۳۵	۱۹۷	
۱۰۷	حکایات الہیہ	۲۹۷۷/۷ / ۹	۱۱	
	ف			
۱۰۸	فالنامہ	۲۹۷۷/۷ / ۱۹	۲۶	
۱۰۹	فرہنگ مکاتبات علامی (دفتر اول)	۹۵۴/۱۲۵ / ۱۴	۱۷۴	
۱۱۰	فصل الخطاب	۲۹۷۷/۷۰ / ۵۲	۷۵	
۱۱۱	" "	۲۹۷۷/۷ / ۵۳	۷۷	
۱۱۲	فوائد السالکین	۲۹۷۷/۷ / ۶۵	۶۹	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر الماری / نمبر کتاب	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
	ک			
۱۱۳	کتاب تواریخ و دوائر	۹۵۴/۱۷۳ ۶۲	۲۴۲	
۱۱۴	کتاب تصوف (نامعلوم الاسم ناقص الاول)	۲۹۷۱۷ ۵۴	۷۷	
۱۱۵	کشف المحجوب (ناقص الآخر)	۲۹۷۱۷ ۵۰	۷۱	
۱۱۶	کلمات الشعراء (ناقص الاول)	۹۲۰/۱۰۳ ۳۲	۱۵۳	
۱۱۷	کیمیاء سعادت (ناقص الاول)	۲۹۷۱۷ ۴۵	۶۵	
۱۱۸	" "	۲۹۷۱۷ ۱۷۹	۲۵۰	سست ۱۱۸ ضمیمہ فہرست میں درج ہے۔
	گ			
۱۱۹	گوشت بابا لال دیال	۲۹۷۱۷ ۱۲	۱۵	
	ل			
۱۲۰	لطائف المعنوی فی حقائق المثنوی	۲۹۷۱۷ ۶۶	۱۰۰	

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر الماری / نمبر کتاب	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱۲۱	لطائف الحدائق فی نفائس الدقائق	۲۶۷۱۷ ۱۸۱	۲۵۱	
۱۲۲	لمحات فی شرح اللمعات	۲۹۷۱۷ ۵۹	۹۲	
	م			
۱۲۳	مآثر الکرام (جلد اول)	۹۲۰/۱۰۵ ۳۴	۱۵۵	
۱۲۴	" "	۹۲۰/۱۰۶ ۳۵	۱۵۷	
۱۲۵	متشابہات ملا طغرا (حسن و عشق)	۹۵۴/۱۴۷ ۳۶	۱۹۸	
۱۲۶	مجموعہ رسالہ مراقبہ و برزخ	۲۹۷۱۷ ۳۹	۵۵	
۱۲۷	مجموعۃ الانساب	۹۵۴/۱۶۸ ۵۷	۲۳۴	
۱۲۸	مراتب عوالم خمسہ	۲۹۷۱۷ ۲۶	۲۲	
۱۲۹	مرآۃ الاحوال جہاں نما	۹۲۰/۱۰۹ ۲۸	۱۶۰	
۱۳۰	مرآۃ السالکین	۲۹۷۱۷ ۴	۳	
۱۳۱	مرآۃ العارفین (ناقص الآخر)	۲۹۷۱۷ ۲۸	۳۹	

Marfat.com

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر مخطوطہ	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱۳۲	مرآۃ المحققین	۲۹۷۷۷ / ۲۹	۴۱	
۱۳۳	مرآۃ المعانی (مثنوی)	۲۹۷۷۷ / ۶	۵	
۱۳۴	مرآۃ مثنوی (ناقص الاول)	۲۹۷۷۷ / ۴۴	۶۳	
۱۳۵	مخرق النفوس	۹۲۰/۰۶ / ۱۵	۱۲۳	
۱۳۶	مسودات نواب منیر الدولہ طوبکی	۹۵۴/۱۷۲ / ۹۱	۱۴۰	
۱۳۷	مطالع الانوار	۹۲۰/۸۰ / ۹	۱۱۶	
۱۳۸	″ ″	۹۲۰/۸۱ / ۱۰	۱۱۸	
۱۳۹	″ ″	۹۲۰/۸۲ / ۱۱	۱۱۹	
۱۴۰	مدارج النبوۃ و درجات الفتوۃ	۹۲۰ / ۱۸۲	۲۵۳	یہ مخطوطہ ضمیمہ میں درج ہے۔
۱۴۱	مدارج النبوۃ فی مدارج الفتوۃ	۹۲۰/۷۹ / ۸	۱۱۴	
۱۴۲	معرفت الحق (عشقیہ)	۲۹۷۷۷ / ۱۱	۱۳	
۱۴۳	مفتاح الاسرار للابرار	۲۹۷۷۷ / ۷	۹	

نمبر شمار	نام کتاب	نمبر مخطوطہ	صفحات	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱۴۴	مکاتبات علامی (ہر دو دفتر)	۹۵۴/۱۱۵ / ۴	۱۶۹	
۱۴۵	″ ″	۹۵۴/۱۱۶ / ۵	۱۷۱	
۱۴۶	″ ″	۹۵۴/۱۱۷ / ۶	۱۷۱	
۱۴۷	″ ″	۹۵۴/۱۱۸ / ۷	۱۷۲	
۱۴۸	″ ″	۹۵۴/۱۱۹ / ۸	۱۷۳	
۱۴۹	″ ″ (دفتر اول)	۹۵۴/۱۲۰ / ۹	۱۷۴	
۱۵۰	″ ″ (دفتر دوم)	۹۵۴/۱۲۱ / ۱۰	۱۷۴	
۱۵۱	″ ″ (ہر دو دفتر)	۹۵۴/۱۲۲ / ۱۱	۱۷۳	
۱۵۲	″ ″ (دفتر اول)	۹۵۴/۱۲۳ / ۱۲	۱۷۳	
۱۵۳	″ ″ (دفتر دوم)	۹۵۴/۱۲۴ / ۱۳	۱۷۳	
۱۵۴	″ ″ (جز منتشر اوراق)	۹۵۴/۱۲۴ / ۶۳	۲۴۳	
۱۵۵	″ ″ (دفتر اول)	۹۵۴/۱۰۵ / ۶۴	۲۴۳	

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام کتاب	نمبر فہرست	صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱۵۶	مکتوبات تاریخی	۹۵۴/۱۶۶ ۵۵	۲۳۱	
۱۵۷	مکتوبات منیری رح	۲۹۷/۷ ۴۲	۴۱	
۱۵۸	ملفوظات و مکتوبات سید عبدالجلیل بلگرامی رح	۲۹۷/۷ ۸	۹	
۱۵۹	ملفوظات شاہ عالم رح	۲۹۷/۷ ۱	۱	
۱۶۰	ملفوظات شاہ عبدالعزیز دہلوی رح	۲۹۷/۷ ۴۲	۹۰	
۱۶۱	مناجات حضرت عبید اللہ احراری رح	۲۹۷/۷ ۲۵	۳۵	
۱۶۲	" "	۲۹۷/۷ ۲۶	۲۶	
۱۶۳	مناقب غوثیہ	۲۹۷/۷ ۵	۴	
۱۶۴	منشآت برہمن	۹۵۴/۱۴۰ ۲۹	۱۹۰	
۱۶۵	" "	۹۵۴/۱۴۱ ۳۰	۱۹۳	
۱۶۶	منشآت ماہ صورام (ناقص الآخر)	۹۵۴/۱۵۸ ۴۷	۲۱۳	
۱۶۷	" "	۹۵۴/۱۵۹ ۴۸	۲۱۴	
۱۶۸	" "	۹۵۴/۱۶۰ ۴۹	۲۱۵	
۱۶۹	می باید شنید	۹۲۰/[illegible] ۴	۱۲۳	
	ن			
۱۷۰	نزہت الارواح	۲۹۷/۷ ۴۹	[illegible]	
۱۷۱	نفحات الانس	۹۲۰/۹۱ ۲۰	۱۲۵	
۱۷۲	" "	۹۲۰/۹۲ ۲۱	۱۲۶	
۱۷۳	" "	۹۲۰/۹۳ [illegible]	[illegible]	
۱۷۴	" "	[illegible] ۲۳	۱۲۸	
۱۷۵	" "	[illegible] ۲۴	۱۳۰	
۱۷۶	" "	۹۲۰/۹۶ ۲۵	۱۳۶	

Marfat.com

نمبر سلسلہ	نام کتاب	نمبر فن کتاب	صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
	ھ			
۱۷۷	ہفت اقلیم	۹۵۴/۱۲۷ ۱۶	۱۷۶	
۱۷۸	ہمایوں نامہ (ناقص الآخر)	۹۵۴/۱۱۳ ۲	۱۶۷	
	و			
۱۷۹	وقائع خضر			

نمبر سلسلہ	نام کتاب	نمبر فن کتاب	صفحہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
	موسیٰ علیہ السلام	۹۲۰/۷۲ ۲	۱۰۸	
۱۸۰	وقائع نعمت خاں عالی	۹۲۰/۱۵۴ ۴۳	۲۱۰	
۱۸۱	" "	۹۵۴/۱۵۵ ۴۴	۲۱۱	
۱۸۲	" "	۹۵۴/۱۵۶ ۴۵	۲۱۲	

تمت

Marfat.com

To decipher the old shikast-amez writings of early scribes and find the theme of the book is not an easy task. Sometimes the names of authors and the dates of their composition could not be discovered unless the whole book was gone through. This can be done only by those who are thoroughly conversant with reading and deciphering old writings, particularly, the shikast-amez of early scribes.

In conclusion I express my sincere gratitude to Shri A. M. Khwaja, Bar-at-Law, Aligarh and Honorary Secretary Islamia College, Etawah, whose sympathetic attitude, and courteous, sincere, and warm encouragement gave me the opportunity of preparing this volume. I have prepared this volume within six months, a short period for cataloguing 182 MSS of varied subjects.

Khwaja Saheb always helped me in my administrative work entrusted to me as the Joint Secretary of the Islamia College, Etawah, and also encouraged me to reorganise the Museum. Had he not helped me whenever I was in difficulties and encouraged me whole-heartedly, I would have not been able to finish the difficult administrative duties of the College along with the re-organisation of the Museum and the preparation of this catalogue.

I also express my thanks to Maulvi Mushtaq Ahmad Sahib for copying my draft and rendering other help concerning the Museum, because he spends all his spare time in looking after the Museum according to my directions.

Etawah (U. P.)
10th Novem[illegible] [illegible]

Mohammad Abrar Husain
Faruqui.

Marfat.com

3. Biography:

1. Nafahat-ul-Uns (composed in 883 A.H. copied in 911 A.H.) A rare copy of the famous Nafahat transcribed in very good nastaliq illuminated with gold throughout. On the title page there is a royal seal of gold of the name of Sultan Mohammad Safwi 945 A.H. On the back of the last page of the book, there is an autograph of Princess Jahan Ara the daughter of Emperor Shahjehan, who signed it in 1050 A.H. This is another very valuable possession of the Museum. The Museum possesses six copies of the Nafahat out of which three are in a very good condition and three others are defective. (No. $\frac{929/90}{8}$)

2. Tazkera-i-Be-Nazeer تذکرہ بے نظیر (composed in 1172 A.H.) A rare work of the 11th and 12th century A.H.; It consists of biographies of Persian poets, most of whom were the author's contemporary. (No. $\frac{920/86}{30}$)

4. History of India:

1. Tasnif-ul Mulook: تصنیف الملوک composed by Mulook Chand Murli Dhar in 1098 A.H. This is a collection of historical documents (epistles to various high degniteries, petitions, etc.) written in shikast amez, probably by the compiler himself. A very useful collection for students of history. (No. $\frac{954/118}{35}$)

2. Dastur-us-Siyaq دستورالسیاق by Oode-Lall composed in 1226 A.H. A translation in Persian of the renowned Hindi book named "Madhe-Parkash" dealing with systems of accounts and revenue etc. (No. $\frac{954/177}{66}$)

3. Insha-i Dastoor Ilahi انشاء دستور الہی A collection of epistles by Syed Ziaullah Bilgrami, collected and compiled by Allama Mir Abdul Jalil Bilgrami in 1117 A.H. Copied by author's son Syed Ziauddin. A very useful collection of letters particularly for history students.

Besides these books there is lying in the Museum a heap of fragmentary notes and scattered pages of numerous books which require a great deal of labour and time for their minute examination so that they may be catalogued for use.

Marfat.com

2. ***Inayat-i Ilahiya*** عنایات الہیه (composed in 1162 A.H.); A rare treatise dealing chiefly with Sufistic doctrine and with the life of the author's grand-father, Shah Inayatullah Naqshbandi Balapuri (Deccan), who died in 1117 A.H. Transcribed in good nastaliq (No. $\frac{297.7}{9}$).

3. ***Darajat-i Khams*** درجات خمس (composed in 1067 A.H.); A very important treatise by Pir Mohammad Lucknawi, dealing with Sufistic practice (No. $\frac{297.7}{18}$).

4. ***Aswela-i Ajweba-i Rashidi*** اسوله اجوبه رشیدی (composed in 710 A.H. and copied in 944 A.H.) This seems a unique manuscript in every respect. It was compiled by Shaikh Rashiduddin Fadhlullah popularly known as Rashid Tabib Hamadani, the Prime Minister of Sultan Mohammad Aljaitoo or Khuda Banda of Hirat, son of Arghoon, brother and successor of Sultan Ghazan by the Sultan's order. This book is like a 'Book of Knowledge' in the shape of questions and answers comprising 12 subjects of Arts and Science. The questioners were renowned scholars of different countries, who used to send him the questions on complicated topics and he answered them, Probably no other library or Museum possesses any copy of this very important book. Transcribed in good suls by probably some Khurasani scribe; rare and unique. (No. $\frac{297.7}{58}$).

2. History of Islam :

1. Khulasat-ul Akhbar خلاصه الاخبار فی بیان احوال الاخیار (composed in 905 A. H. and copied in 920 A.H.) one of the most important book on history of Islam with authentic references to events beginning from the creation of Adam to Amir Nizamuddin Ali Sher of Hirat. The book was copied in the lifetime of the author, who most probably revised the copy as is indicated by the stray corrections. It is one of the most valuable manuscripts in the Museum's possession (No. $\frac{900/67}{2}$).

Marfat.com

The Jawahar Museum contains a considerable number of valuable MSS, documents and firmans. The following rare and invaluable documents and manuscripts deserve to be specially noted :—

1. ***Waqf Namah*** وقف نامہ, of the Khanqah of Mir Sayyid Hamadani, dated 797 A.H.
2. Another Waqf Namah of the same Khanqah, dated 797 A.H.
3. Certificate سند الاجازت (in Arabic) granted by Shaikh Mohammad Ibn Ali Ibn Shihabuddin Hamadani to his brother Shaikh Nuruddin in 844 A.H.
4. Quran in ثلث (Suls) copied in 601 A.H. with a Persian translation along with the text and a concise Persian commentary on the margin.
5. ***Shamail Tirmizi***, (شمائل ترمذی), one of the six Hadees books copied in 858, A.H. The whole book is beautifully illuminated with gold.
6. ***Bukhari Sharif*** (بخاری شریف) very beautifully written in naskh and illuminated with gold throughout. The Emperor Aurangzeb Alamgir used to read it. This is proved by his Tehwildar's (custodian of the Imperial Library) note dated 26th Regnal year (about 1094 A.H.).
7. ***Mishkat Sharif*** : (مشکوٰۃ شریف) in two volumes, copied in 994 A.H. in beautiful naskh. Both the volumes are illuminated with gold. On the margins of the volume '***Kitabul-Manasik***' compiled by the renowned traditionist Mulla Ali Qari is copied in beautiful naskh; these volumes were also read by Emperor Aurangzeb Alamgir, who wrote with his own hand useful notes and commentary on some hadises.

1. Sufism :

1. ***Marefat-ul-Qulub*** (or Ishqiya) معرفت القلوب of Qazi Hamiduddin Nagori, composed about 678 A.H. and copied in 712 A.H. This is the oldest copy extant. It is transcribed in good nastaliq, and illuminated with gold. In the manuscript section of the Muslim University Library, there are a few copies of this book but not so old and beautiful as the copy under review; hence its great value. (No. 297.7)

Marfat.com

Consequently I undertook the extra duties imposed upon me and after purchasing some almirahs and show cases and after getting the repairs necessary to the spacious dormotory of the Nevill Hostel, shifted the Museum in 1955 to its present place and the Museum, as advised by Maulana Sahib was named Jawahar Museum after the name of our popular and revered Prime Minister, Pandit Jawaharlal Nehru. Khwaja Sahib did not only improve the museum in this way but made strenuous efforts to get a further grant from the Central Government and approached the late lamented Hazrat Maulana Abul Kalam Azad to sanction a sufficient grant for further improving the Museum. He succeeded in his efforts and received a further ad hoc grant of Rs 10,000/- on 28th July, 1955 which was utilized to elaborate and imporve the Museum. The wooden almirahs have been replaced by steel almirahs, a few new show cases were purchased and systematically and properly labelled manuscripts kept in them. But still more such almirahs are needed, which shall be purchased when more funds are available. Funds are also required to make it more useful by adding important collections to it, which can be procured by donations, provided donors are properly approached and assured that the books donated by them shall be properly stocked and looked after.

In 1958 Khwaja Sahib again applied to the Government of India for more grant to enable us to further equip the Museum and also to get the First Volume of its catalogue printed. The Hon'ble Professor Humayun Kabir was kind enough to sanction a grant of Rs. 5,000/- for this purpose, which was received on 24th December, 1958; hence this catalogue.

I express my sincere gratitude to one of my relations, Shri Rashid Ahmed Siddiqi, M.A., LL.B., (Alig.), retired Sessions Judge of Hyderabad (Deccan), who on my request, during my short sojourn at Hyderabad in the beginning of 1955 donated his father's rich library, in memorium of his late lamented father Maulvi Masud Ali, B.A. (Alig.), retired Sessions Judge of Hyderabad (Deccan). The total number of books donated, Arabic, Persian, Urdu and English, was about one thousand, out of which there were about one hundred MSS in Arabic and Persian. This is the latest and a most useful addition to the Museum. If such efforts are cotinuously made, more donations will be forthcoming.

Marfat.com

cripts and old firmans and some specimens of caligraphy to it. A hand list of the books and manuscripts was prepared and kept in the library for checking purposes, but no attempt was made to prepare a descriptive catalogue. He succeeded in obtaining an ad hoc grant of Rs. 10,000/- from the Government of India on 30th March, 1950. This amount was spent in purchasing some more manuscripts and getting them repaired and bound. These MSS were kept in wooden almirahs and show cases in two rooms in the upper storey of the main Library of the College, and Maulvi Mushtaq Ahmad Sahib, the Arabic teacher of the College, looked after them, as the custodian of the Museum. He prepared a list of books according to subjects, but unfortunately no accession list or other records were kept in the Museum, which could give some clue about the history of the book or the name of its donor. Some books, however, have the names of the donors in their own handwriting.

In 1954 Shri A. M. Khwaja, the Hony. Secretary and Manager of the College appointed me as Joint Secretary and I took over charge of the same in February, 1954. Along with other administrative duties, I undertook to reorganize the Museum and began to prepare a descriptive catalogue in Urdu after classifying the books according to the Dewey system. But the first difficulty which I had to overcome was the location of the Museum in a suitable building. However, I prepared a comprehensive report for the reorganization of the Museum and gave some suggestions about that with a brief report on a few important manuscripts to Khwaja Sahib for his consideration. Khwaja Sahib not only approved the report but placed it with his recommendation before the Managing Committee who after discussion approved the same. As a result it was decided that:--

(a) the Museum be thoroughly overhauled and reorganised;

(b) the name be changed, in consultation with Maulana Azad;

(c) the Museum be shifted to a more spacious building;

(d) the grant given by the Union Minister of Education, Maulana Azad, be utilized in purchasing Godrej almirahs, and show cases and for the binding of books;

(e) I be asked to act as curator, in addition to my duties as Joint Secretary; and

(f) a catalogue be prepared and published.

Marfat.com

5. Concise descriptive Catalogue of the Persian manuscripts, Asiatic Society of Bengal (published in 1924).

6. *Khazinatul Asfia*, (خزینة الاصفیا) 1st and 2nd Volumes (Biographies of Sufi saints, Newal Kishore Press, Lucknow).

7. *Hadaequl-Hanafia* حدایق الحنفیه (in Urdu); Biography of early Ulama from 2nd century A. H. to 13th century A.H.

8. *Miratul Ishbah* مرأة الاشباح (in Persian) Biographical notes on the Timuride rulers in India beginning from Timur (807 A.H.) to the last Mughal King, Bahadur Shah (1268 A.H. -1852 A.D.) (This is an illustrated brochure composed under royal order (firman), by the court historian, Mohammad Fakhruddin Husain in 1266 A. H. and printed in 1268 A. H. (1852 A .D.) by the Matba-i-Sultani, مطبع سلطانی, Red Fort Delhi).

9. *Akbar-ul-Akhiyar* اخبار الاخیار by Shaikh Abdul Haq Mohaddis Dehlavi.

10. *Nafahat-ul-Uns* نفحات الانس by Maulana Jami.

Notwithstanding the limited reference works at my disposal, I venture to hope that I have succeeded in my attempt at giving the reader a vivid account of the contents of the manuscripts based on careful study of their texts.

Every material item has been fully described for reference andstudy. An attempt has also been made to supply a detailed and critical account of the rare and important works which, so far as I know, have not been fully described in other catalogues. I am sure this will be helpful to research workers in different fields of Oriental learning.

It will not be out of place here to give a short history of the Museum. The late K. B. Dr. Bashiruddin Ahmad of Etawah, collected some manuscripts from his friends and relatives and founded this Museum. He went on adding to this small collection till it developed into a rich manurscript Library. Later on he separated it from the main library of the Islamia High School, Etawah (now Intermediate College) and named it 'Gracey Museum' after the name of the then Collector of Etawah. His ceaseless efforts enriched the Museum by adding valuable Arabic and Persian manus-

Marfat.com

PREFACE

بنام آنکه آں نامے نہ دارد   بہر نامے کہ خوانی سر برآرد

In the name of Him who has no name and who responds to every name by which you may call Him.

THIS is the first volume of the descriptive catalogue of Persian MSS preserved in the Jawahar Museum, Etawah. It contains an account of 182 manuscripts on Sufism, Biography and History (Islamic and Indian). These manuscripts form part of a valuable collection, particularly on historical subjects. Very unfavourable circumstances have prevented me from making this catalogue as exhaustive with regard to references and comparative survey of other relevant books, as the importance of the material deserved. The unavailability of the catalogues of renowned Libraries and Museums has particularly handicapped the preparation of this catalogue. However, the following catalogue, and reference books, were available to me and have been carefully utilised :—

1. Descriptive catalogues (2 volumes) of the Asafia Library, Hyderabad (Deccan) of Arabic and Persian manuscripts (in Persian).

2. [illegible] Arabic and Persian manuscripts, Asafia Library Hyderabad (Deccan), two volumes.

3. *[illegible] Makhtutat* (Descriptive catalogue) of Persian and [illegible] manuscripts (in Urdu), two volumes, *Idara-i-Adabiyat* [illegible] Hyderabad (Deccan).

4. *[illegible] Albab Fi-Tarifil Kutub wal Kuttab*, a descriptive catalogue in Persian of Arabic and Persian manuscripts by the late Khan Bahadur Khuda Bakash Khan, founder of the Patna Library and late Chief Justice of High Court, Hyderabad.

Marfat.com